"کیا تم شنکر کو کوئی ایسا سبق نہیں دے سکتیں کہ وہ میرے راستے سے ہٹ جائے۔"

"ابھی ایسا ممکن نہیں ہے۔" کاکا نے روکھائی سے جواب دیا۔ "میں اس کے ساتھ الجھ گئی تو پنڈت سبھی دھروالا معاملہ ادھورا رہ جائے گا۔"

"اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو شاید تم ابھی تک مجھ سے روٹھی ہوئی ہو۔"

"جو کچھ ہو چکا ہے اسے دہرانے سے کوئی فائدہ نہیں۔" کاکا نے بدستور سپاٹ لہجے میں کہا۔ "شنکر نے غلط نہیں کہا ہے' وہ تمہیں سکھ کا سانس نہیں لینے دے گا۔"

"کیا تم اس کے مقابلے میں میری مدد نہیں کرو گی۔"

"تم اپنے کام کی چنتا مت کرو۔" وہ میری بات کو نظر انداز کرتے ہوئے بولی۔ "وہ شروع ہو جائے گا' رہا قاسم علی کا معاملہ تو تم اپنے متر سراج کو فون کر دو کہ وہ اسے گرفتار کر لے۔"

"کس جرم میں۔"

"پرسوں رات سیٹھ پرشوتم کے گھر پر ڈاکا پڑا تھا۔ پولیس وہ تمام مال قاسم علی کے گھر سے برآمد کر سکتی ہے۔"

"کیا قاسم علی واقعی اس واردات میں ملوث تھا۔" میں نے حیرت کا اظہار کیا۔

"تمہیں کیول آم کھانے سے غرض ہونی چاہیے۔ پیڑ گننے کی کوشش مت کرو۔"

"لیکن۔"

"میرے پاس سے کم ہے۔" وہ تیزی سے بولی۔ "میں نے تمہیں وچن دیا تھا کہ تمہاری سہایتا کروں گی' میں اپنا وچن اوش پورا کروں گی' تمہاری ہر اچھا (خواہش) پوری ہوگی۔ تمہارے کارن دوسروں کو کیا کٹھنائیاں بھوگنی پڑیں گی اس بات سے تمہیں کوئی سمبندھ نہیں ہونا چاہیے۔ میں اب جا رہی ہوں شہباز۔"

کاکا کے لہجے کے تیکھے پن کو میں نے بڑی سنجیدگی سے محسوس کیا تھا' آج اس کے رویّے کی اچانک تبدیلی پر مجھے حیرت تھی' قاسم کے سلسلے میں مجھے معلوم تھا کہ وہ ایک سیدھا سچا' ایماندار اور محنتی شخص ہے' اس پر کسی ڈاکا زنی کا شبہ نہیں کیا جا سکتا تھا' شنکر کے پلید جنتر منتر نے اس کی کھوپڑی پلٹ دی تھی اس لیے اس کی سزا بھی شنکر ہی کو ملنی چاہیے تھی' قاسم علی کو نہیں چنانچہ میں نے کاکا کے مشورے کے باوجود ڈی' ایس' پی سراج کو فون کرنا مناسب نہیں سمجھا' میں محض اپنے کام کی خاطر کسی بے گناہ کو

تاریخی ناول

خالد بن ولید	الماس ایم۔اے۔	200/-
سلطان ٹیپو شہید	الماس ایم۔اے۔	200/-
نواب حیدر علی خاں	الماس ایم۔اے۔	200/-
سلطان صلاح الدین ایوبی	الماس ایم۔اے۔	450/-

مکتبہ القریش اردو بازار۔ لاہور 2

قانون کے شکنجوں میں نہیں جکڑانا چاہتا تھا... لیکن دوسری صبح شائع ہونے والے مقامی اخبارات میں قاسم علی کی گرفتاری کی' تصویر اور خبر جلی حروف میں شائع ہوئی تھیں کاکا کے کہنے کے مطابق سیٹھ پرشوتم کے گھر سے لوٹا گیا تمام سامان قاسم علی کے گھر سے برآمد ہوا تھا اور قاسم علی کی گرفتاری بھی سراج ہی کے ہاتھوں عمل میں آئی تھی لیکن نہ جانے کیوں میرا دل گواہی دے رہا تھا کہ قاسم علی بے گناہ ہے' اسے ماورائی قوتوں نے ایسے حالات سے ملوث کر دیا تھا جس کا علم اس غریب کے فرشتوں کو بھی نہیں تھا۔

ٹونی نے مجھے فون کر کے گھر پر یہ خوش خبری سنائی تھی کہ قاسم علی کی گرفتاری کے بعد مزدوروں کا زور ٹوٹ گیا ہے اور انہوں نے کام شروع کر دیا ہے لیکن مجھے اس فون کال سے کوئی خاص خوشی نہیں ہوئی۔ میرے ذہن میں صرف ایک ہی سوال گونج رہا تھا' جب میں نے سراج کو فون کرنے سے گریز کیا تھا تو پھر کاکا نے قاسم علی کو پھنسوانے کی خاطر کوئی اور راستہ کیوں اختیار کیا؟"

☆

میں گھر سے نکلنے کے لیے تیار ہی ہو رہا تھا کہ ندیم کا فون آ گیا۔

www.urdukorner.com

"پہلے تمہارا اغوا اور اب قاسم علی کی گرفتاری۔ کیا یہ دونوں واقعات محض اتفاق ہیں۔"

"تم نے ایک بار کہا تھا کہ آئی جی پولیس اور عدالت کے کچھ مجسٹریٹ اور ججوں سے بھی تمہارے مراسم ہیں۔" میں نے ندیم کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔

"کام کی بات کرو۔ آج کے دور میں کوئی بات نا ممکن نہیں ہے۔"

"میں ہر قیمت پر قاسم علی کو ضمانت پر رہا کرانا چاہتا

ہوں۔"

"ان خبروں کے باوجود جو شہ سرخیوں کے ساتھ شائع ہو چکی ہیں۔"

"تم نہیں سمجھ سکو گے۔" میں نے سنجیدگی سے کہا۔ "قاسم علی کو زبردستی پھانسا گیا ہے۔"

"اور ڈاکے میں لوٹا ہوا مال جو اس کے گھر سے برآمد ہوا ہے' اس کے بارے میں تم کیا کہو گے۔" ندیم کے لہجے میں حیرت تھی۔

"لمبی کہانی ہے۔" میں نے تیزی سے کہا۔ "تفصیل بعد میں بتاؤں گا' فی الحال یہ بتاؤ کہ تم قاسم علی کی ضمانت کے سلسلے میں میری کیا مدد کر سکتے ہو۔"

"ٹھیک ہے' تم میری طرف آ جاؤ۔ مجھے امید ہے ضمانت کسی نہ کسی طرح ہو جائے گی۔" ندیم نے کہا۔ "میں اتنی دیر میں اپنے وکیل سے بات کرتا ہوں۔"

میں دفتر جانے کے بجائے تیار ہو کر سیدھا ندیم کی طرف چلا گیا۔ قاسم علی کی گرفتاری اور اس کے گھر سے برآمد ہوئے سامان کے سلسلے میں' میں نے ندیم کو مطمئن کرنے کی خاطر ایک فرضی کہانی سنا دی جس کا لب لباب صرف اتنا تھا کہ کچھ لوگوں نے قاسم علی سے پرانی دشمنی کی وجہ سے اسے قانون کے شکنجے میں پھانس دیا ہے' فی الحال میں ندیم کو شنکر' کاکا یا زنجن لال کے بارے میں کچھ نہیں بتانا چاہتا تھا' وہ میری بات بڑی خندہ پیشانی سے سنتا رہا پھر میرے خاموش ہونے پر بولا۔

"کیا میں تمہیں شکل سے اتنا ہی گاؤدی نظر آتا ہوں کہ تمہاری کہانی پر آنکھ بند کر کے اعتبار کر لوں گا۔"

"کیا مطلب۔"

"بات اگر صرف قاسم علی کی گرفتاری کی ہوتی تو شاید میں تمہاری کہانی ہضم کر جاتا لیکن ڈاکے میں لوٹا گیا مال قاسم علی کے گھر سے کس طرح برآمد ہوا۔" ندیم نے کسی ماہر وکیل کی طرح جرح کی۔ "اگر فرض کر لیا جائے کہ وہ سامان خود ڈاکوؤں نے وہاں پہنچایا ہو گا تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انہیں اتنے بڑے سیٹھ کے ہاں ڈاکے مارنے کی کیا ضرورت تھی اگر وہ جرائم پیشہ لوگ ہی تھے تو قاسم علی کو عدم آباد بھی روانہ کر سکتے تھے۔"

"یہی بات میری سمجھ میں بھی نہیں آ سکی۔" میں نے بات بنانے کی خاطر کہا تو ندیم نے معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تم شاید بھول رہے ہو کہ میں ایک کیسینو کا مالک ہوں جہاں روزانہ متعدد خطرناک ڈرامے رچائے جاتے ہیں۔ اس بات کا اقرار کیوں نہیں کر لیتے جان من کہ تم مجھے اصل واقعات سے کسی وجہ سے آگاہ نہیں کرنا چاہتے۔ لاوجہ اڑنے کی کوشش سے کیا فائدہ۔"

میں خاموش رہا تو ندیم نے بھی اصلیت معلوم کرنے کے لیے زیادہ اصرار نہیں کیا' وہ ان دوستوں میں سے تھا جنہیں یار کی یاری سے غرض ہوتی ہے ان کے فعل سے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔

عدالت کے احاطے میں ندیم کا وکیل پہلے سے موجود تھا' اس کے خیال میں قاسم علی کی ضمانت ہونی مشکل تھی لیکن ندیم نے اپنا اثر و رسوخ استعمال کر کے کسی نہ کسی طرح ضمانت کی درخواست منظور کرا لی قاسم علی کو ایک لاکھ کے عوض میری ضمانت پر رہائی کا پروانہ ملا تھا' ندیم کے وکیل نے دوڑ دھوپ کر کے معلوم کر لیا تھا کہ ابھی تک پولیس نے قاسم علی کو کورٹ میں پیش کر کے اس کا ریمانڈ حاصل نہیں کیا تھا' ہمارے لیے ایک ایک لمحہ قیمتی تھا۔ عدالت سے فراغت پانے کے بعد ہم سیدھے ڈی' ایس' پی سراج کے آفس پہنچے جو کاغذی کارروائی مکمل کرنے کے بعد مجرم کو لے کر عدالت جانے کے لیے تقریباً تیار تھا' ہمیں دیکھ کر وہ دوبارہ اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"اس وقت کیسے زحمت فرمائی آپ نے۔" سراج نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا۔ "مجھے اس بات کی اطلاع بھی مل چکی ہے کہ قاسم علی نے آپ کے نئے پروجیکٹ کا کام رکوانے کی خاطر مزدوروں کو کام کرنے سے روک دیا تھا۔"

"میں اس وقت قاسم علی ہی کے سلسلے میں حاضر ہوا ہوں۔"

"آپ فکر نہ کریں مسٹر شہباز۔" سراج نے مجھے یقین دلایا۔ "قاسم علی کو سات آٹھ سال سے کم کی سزا بھی نہیں ہوگی اور آپ کو یہ سن کر شاید خوشی بھی ہوگی کہ قاسم علی نے اپنے جرم کا اقرار بھی کر لیا۔ پولیس' ریمانڈ حاصل کرنے کے بعد اس کے گروہ کے باقی افراد کے نام بھی اگلوا لے گی۔ مجھے توقع ہے کہ وہ شہر میں ہونے والی دیگر وارداتوں کے سلسلے میں بھی اپنی زبان شرافت سے کھول دے گا ورنہ۔"

"مسٹر سراج۔" میں نے اس کا جملہ کاٹتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔ "قاسم علی کے سلسلے میں آپ کو کس نے اطلاع دی تھی۔"

"اس قسم کے سوالات کا جواب دینا ہمارے اصول

www.urdukorner.com

کے خلاف ہے لیکن آپ کی اور بات ہے۔" سراج نے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ وہ قاسم علی کے گروہ کا ہی آدمی رہا ہو گا جس نے براہِ راست مجھے فون کیا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ قاسم علی نے اس سے کوئی وعدہ کیا ہو اور کامیاب ڈاکے کے بعد اپنے وعدے سے منحرف ہو گیا ہو۔ اس قسم کے مجرم عام طور پر آپس کی ناانصافی کے بعد ہی ہمارے ہتھے لگتے ہیں۔"

"کیا آپ کو یقین ہے کہ قاسم علی ہی نے ڈاکا ڈالا ہے؟"

"میں سمجھا نہیں۔" سراج نے میرے سوال پر حیرت کا اظہار کیا۔ "کیا مال مسروقہ برآمد ہونے کے بعد بھی شبے کی کوئی گنجائش باقی رہ جاتی ہے؟"

"میرا خیال ہے کہ یہ کیس بھی محسن علی اور روکرم سے ملتا جلتا ہے۔" میں نے بدستور سنجیدگی سے جواب دیا۔ "اگروال کی گرفتاری اور میری بازیابی کیا حیرت انگیز اور پراسرار نہیں کہی جا سکتی۔"

"آپ کہنا کیا چاہتے ہیں۔" سراج کے لہجے میں تجسس تھا۔

"قاسم علی کا شمار میرے پرانے ملازمین میں نہیں ہوتا لیکن اس کے باوجود میں یہ بات پورے یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ اس ڈاکے کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا تھا جس میں اسے ملوث کر دیا گیا ہے۔" میں نے اپنا جملہ مکمل کرنے کے بعد قاسم علی کی ضمانت پر رہائی کے عدالتی حکم نامے کو میز پر رکھا تو سراج ایک لمحے کو سناٹا کر رہ گیا، اس کی کیفیت اس شکاری سے مختلف نہیں تھی جس کے ہاتھوں ایک بڑا شکار نکل گیا ہو۔ "مجھے آپ سے ایک شکوہ ہے مسٹر شہباز۔" سراج نے تھوڑے توقف کے بعد کہا۔ "آپ کو عدالتی کارروائی سے پہلے مجھ سے رجوع کر لینا چاہیے تھا۔ آپ پولیس کے محکمے سے وابستہ رہ چکے ہیں اس لیے میری بات کا مطلب سمجھ گئے ہوں گے۔"

میں کوئی جواب دینے کے بارے میں ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ ایک شخص جو ہندوانے لباس میں ملبوس تھا اور خاصا صاحب حیثیت معلوم ہوتا تھا تیزی سے اندر داخل ہوا، اس نے ایک سرسری سی نگاہ مجھ پر اور ندیم پر ڈالی پھر نفرت سے منہ پھیر لیا، اس کے انداز میں تکبر تھا۔

"تشریف لائیے سیٹھ جی۔" سراج نے کرسی سے اٹھتے ہوئے آنے والے کا خیر مقدم کیا۔

"میں یہاں بیٹھنے نہیں آیا۔" نو وارد جو سیٹھ پرشوتم کے سوا کوئی اور نہیں تھا بڑی رعونت سے بولا۔ "کیول یہ معلوم کرنے آیا ہوں کہ آپ نے اس کتے کے پلے کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ اس پاپ کے بچے کو چودہ بیس سال کی قید نہ کرائی تو میرا نام بھی پرشوتم نہیں۔ شہر کے بڑے بڑے وکیل اور بیرسٹر ہیں سب کو اس کے خلاف ایک لائن سے کھڑا کر دوں گا۔ اس کمینے کے تمام کٹم (خاندان) کو نشٹ کرنے کے بعد ہی میرے من کو شانتی نصیب ہو گی۔"

"مسٹر سراج۔" میں نے سیٹھ پرشوتم کو سنانے کی خاطر کہا۔ "کیا ضمانت منظور ہو جانے کے بعد اب ہم قاسم علی کو اپنے ساتھ لے جا سکتے ہیں۔"

"جی ہاں۔" سراج نے کہا۔ "مجھے کاغذات کی تیاری میں بمشکل دس منٹ لگیں گے۔"

"اس ـــ کے پلے کی ضمانت ایک مجسٹریٹ نے منظور کی تھی۔" سیٹھ پرشوتم نے قاسم علی کی شان میں ایک گندی گالی بکتے ہوئے کہا۔ "میرے پاس سیشن جج کا آرڈر ہے جس نے ضمانت کے آرڈر کو کینسل کر دیا ہے۔" اس نے جیب سے سیشن جج کا آرڈر نکال کر سراج کی طرف اچھالتے ہوئے کہا۔ "میں بھی دیکھتا ہوں کہ سیٹھ پرشوتم کے مقابلے پر کون مائی کا لال سینہ تان کر کھڑا ہو سکتا ہے۔"

سراج کی حالت اس وقت قابلِ رحم نظر آ رہی تھی، ایک طرف اسے میرا خیال تھا اور دوسری طرف ضمانت منسوخ کیے جانے کا آرڈر اس کو اپنے فرض کی ادائیگی پر مجبور کر رہا تھا۔

"او کے مسٹر سراج، اب ہم آپ سے اجازت چاہتے ہیں۔" ندیم نے میرا شانہ دبا کر اٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "پھر کبھی اطمینان سے ملاقات ہو گی۔"

سیٹھ پرشوتم کے ہونٹوں پر بڑی فاتحانہ مسکراہٹ رقص کر رہی تھی، ندیم نے ایک نظر پرشوتم کے چہرے پر ڈالی پھر میرا ہاتھ تھام کر ڈی ایس پی سراج کے کمرے سے باہر لاتے ہوئے بولا۔ "کھیل تو اب شروع ہو گا۔"

ندیم کے لہجے میں کسی زہریلے سانپ کی پھنکار تھی۔

www.urdukorner.com

ڈی ایس پی سراج کے دفتر سے باہر آ کر میں ندیم کے ساتھ اس کی گاڑی میں بیٹھ گیا، میرے ذہن میں سیٹھ پرشوتم کے جملے گونج رہے تھے۔ "دیکھتا ہوں کہ سیٹھ پرشوتم کے مقابلے پر کون مائی کا لال سینہ تان کر کھڑا ہو سکتا ہے؟" بظاہر اس نے وہ جملہ سراج سے میرے ورکر قاسم علی کی ضمانت کی منسوخی کے آرڈر پر اچھالتے ہوئے کہا تھا لیکن دراصل اس نے ہمیں چیلنج کیا تھا۔

سیٹھ پرشوتم کے گھر پڑنے والے ڈاکے کا سارا سامان قاسم علی کے گھر سے برآمد ہو چکا تھا اس لیے قاسم علی کی پوزیشن قانون کی نگاہوں میں ایک خطرناک مجرم کی سی بن گئی تھی۔ سب سے پہلے ٹونی نے مجھے اطلاع دی تھی کہ قاسم علی نے میرے نئے پروجیکٹ پر کام کرنے والے مزدوروں کو بھڑکایا تھا پھر میں نے کاکا کا سہارا لیا تو وہ مجھ سے کھنچی کھنچی نظر آ رہی تھی، اسے یہ بات پسند نہیں آئی تھی کہ اس کے منع کرنے کے باوجود میں نے شنکر کے سامنے پنڈت جسی دھر کا ذکر کیوں جاری رکھا، بہرحال کاکا نے قاسم علی کو میرے راستے سے ہٹانے کی خاطر ڈاکا زنی کی اس واردات میں ملوث کرا دیا تھا، اس کی ماورائی قوتوں کے لیے سیٹھ پرشوتم کے گھر سے لوٹے گئے سامان کو قاسم علی کے گھر سے برآمد کرا دینا کوئی مشکل کام نہیں تھا۔

کاکا ہی کے ذریعے مجھے اس بات کا علم ہوا تھا کہ قاسم علی کو مزدوروں کو بھڑکانے کے لیے شنکر کی گندی قوتوں نے اکسایا تھا، مجھے بخوبی یاد تھا کہ شنکر نے مجھے دھمکی دی تھی کہ اگر میں نے نرنجن کے ساتھ پارٹنرشپ سے انکار کیا تو وہ میرے راستے میں اتنی دشواریاں پیدا کر دے گا کہ میرے لیے سکون کا سانس لینا بھی مشکل ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ کاکا نے بھی مجھے صاف لفظوں میں یہی بتایا تھا کہ اگر پنڈت جسی دھر اپنا حساب مکمل کرنے میں کامیاب ہو گیا تو پھر وہ غلاموں کی طرح اس کے ہر حکم کی بجا آوری کے لیے مجبور ہو جائے گی ـــ کاکا، پنڈت جسی دھر اور شنکر کا گٹھ جوڑ میرے لیے بے شمار دشواریاں پیدا کر سکتا تھا۔ سیٹھ پرشوتم نے درمیان میں آ کر ایک نیا مسئلہ کھڑا کر دیا تھا۔

میرے ذہن میں آندھیاں چل رہی تھیں، جو کسی لڑنے کی صلاحیت ہر شخص میں نہیں ہوتی لیکن گندی اور ناپاک قوتوں نے مفاہمت کے لیے جو شرائط رکھی تھیں اور جو حالات پیدا کر دیے تھے ان کے سامنے گھٹنے ٹیک دینا بھی میرے اصول کے خلاف تھا چنانچہ اب اینٹ کا جواب پتھر

فکاہیہ ادب میں منفرد اہمیت کے حامل

ادیب اعتبار ساجد کی نئی تصنیف

ایمرجنسی وارڈ

قیمت: -/80 روپے

مکتبہ القریش اردو بازار لاہور 2

سے دینے کے سوا میرے پاس کوئی دوسرا راستہ باقی نہیں رہ گیا تھا۔ میں ابھی ان ہی خیالات میں محو تھا اور آئندہ کے لیے کسی راستے کا تعین کرنے کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ ندیم نے جو خود بھی کسی سوچ میں غرق تھا، مجھے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

"کیا سوچ رہے ہو؟"

"آں ـــ" میں چونکا پھر خود کو سنبھالتے ہوئے بولا۔ "سیٹھ پرشوتم کے درمیان میں آ جانے سے سارا کام خراب ہو گیا۔"

"تم کیا جانتے ہو اس کے بارے میں۔"

"صرف نام کی حد تک واقف ہوں۔" میں نے جواب دیا۔

"میں جانتا ہوں پرشوتم کے بارے میں۔" ندیم نے بے پروائی سے کہا۔ "بڑی موٹی اسامی ہے، امپورٹ ایکسپورٹ کی آڑ میں اسمگلنگ کا دھندا کرتا ہے۔ کروڑوں کا الٹ پھیر ہوتا ہے لیکن آدمی انتہائی چالاک اور دوراندیش ہے۔ خود بھی کھاتا ہے اور دوسروں کو بھی دل کھول مال کھلاتا ہے۔ اس کے ہاتھ اور شخصیت کے بارے میں صرف اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے کہ وہ انسان کے

www.urdukorner.com

روپ میں کسی خطرناک آکٹوپس سے کم نہیں ہے۔ اسی لیے میں تمہیں سراج کے کمرے سے اٹھالایا تھا۔"

"لیکن۔۔۔"

"تمہیں قاسم علی کی فکر لاحق ہے جو تمہارے خیال میں بے قصور ہے۔" ندیم نے جملہ درمیان سے اچکتے ہوئے کہا۔ "ایک بات پوچھوں۔"

"کیا؟"

"پرشوتم کے گھر کا لوٹا ہوا تمام مال جب سراج نے بذات خود قاسم علی کے گھر سے برآمد کیا ہے تو تم اسے بے گناہ کس طرح کہہ سکتے ہو؟"

"کیا تمہیں میری بات کا اعتماد نہیں ہے۔"

"ہے۔۔۔" ندیم نے چیختے ہوئے لہجے میں تیزی سے جواب دیا۔ "اتنا ہی اعتماد ہے جتنا یقین اس بات کا ہے تم مجھ سے کوئی اہم بات چھپارہے ہو۔۔۔ون منٹ' تم نے مجھے جو کہانی قاسم علی کے سلسلے میں سنائی ہے' وہ میرے حلق سے نیچے نہیں اتری کیا میں ایک دوست کی حیثیت سے تم سے اس بات کی درخواست کرسکتا ہوں کہ تم مجھے اصلیت سے آگاہ کردو۔"

میرے لیے فرار کا کوئی راستہ نہیں تھا چنانچہ میں نے کاکا اور کمبل پوش کا ذکر درمیان سے حذف کرکے روپ نگر میں اپنی تعیناتی سے لے کر قاسم علی کی گرفتاری تک کی تمام تفصیل تھوڑی ترمیم اور اضافہ کے ساتھ ندیم کو سنادی وہ اس وقت بھی بڑی بے پروائی سے خاموش بیٹھا میری باتیں سنتا ہے۔ مجھے اس کی بے پروائی پر کوئی تعجب نہیں ہوا' میں جانتا تھا کہ وہ مضبوط اعصاب کا مالک ہے اور غم پالنا اس کی فطرت کے خلاف تھا۔ وہ آنکھ بند کرکے سب کچھ کر گزرنے کے اصول کا قائل تھا' نفع اور نقصان اس کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں رکھتا تھا۔ میں خاموش ہوا تو اس نے کہا۔

"کیا تمہارا خیال ہے قاسم علی کو پھنسوانے میں شنکر کے سفلی عمل کو دخل ہوگا۔"

"اس کے علاوہ اور کیا سوچا جاسکتا ہے؟" میں نے بدستور سنجیدگی سے جواب دیا۔ "وہ مجھے نرنجن لال کے سلسلے میں پریشان کن حالات سے دوچار کردینے کی دھمکی بھی دے گیا ہے۔"

"کیا تمہیں اس بات کا بھی یقین ہے داور کو بھی شنکر کی ماورائی قوتوں نے نئی زندگی دے دی ہے۔"

"اس کے علاوہ اور کیا سوچا جاسکتا ہے؟" میں نے کہا۔ "میں اسے دوبار خود اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہوں۔"

"مجھے تمہاری باتوں پر یقین کرلینے میں کوئی عار نہیں ہے لیکن ایک سوال ابھی تشنہ رہ جاتا ہے۔"

"وہ کیا؟"

"شنکر کو بلاوجہ معاملے کو اتنا طول دینے کی کیا ضرورت تھی' اگر وہ شیطانی قوتوں کا مالک ہے تو تمہیں براہ راست بھی ٹھکانے لگا سکتا تھا' نرنجن لال کا راستہ ہمیشہ کے لیے صاف ہوجاتا۔"

"تمہاری دلیل معقول ہے۔" میں نے جلدی سے بات بناتے ہوئے کہا۔ "یہی ایک سوال میرے ذہن میں بھی متعدد بار ابھر چکا ہے۔"

"ہوسکتا ہے وہ تمہارے ساتھ چوہے اور بلی والا کھیل کھیل کر لطف اندوز ہو رہا ہو۔"

"میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔"

"بہرحال ایک بات طے ہے کہ شنکر یا اس کے گرگوں نے سیٹھ پرشوتم کو درمیان میں لاکر تمہارے لیے ایک نیا محاذ اور کھول دیا ہے۔ مجھے ان محاذوں کی اتنی پروا نہیں ہے جتنی فکر اس بات کی ہے کہ قاسم علی کو بلاوجہ اپنے ناکردہ گناہوں کی سزا بھگتنی پڑے گی۔"

"کل کیا ہوگا؟" میں نے اس کی فکر بھی پہلے نہیں کی۔" ندیم نے جواب دیا۔ "یہ بھی ہوسکتا ہے کہ قاسم علی کو دوبارہ ضمانت پر رہا کرالیا جائے۔"

"کیا مطلب؟" میں نے تعجب کا اظہار کیا۔ "کیا تمہیں یاد نہیں ہے کہ سیٹھ پرشوتم نے کس قدر گھٹیا انداز میں ہمیں چیلنج کیا تھا اور میں نے سراج کے دفتر سے باہر نکل کر تم سے کہا تھا کہ کھیل تو اب شروع ہوگا۔"

"زیادہ سوچنے سمجھنے سے صحت پر اچھا اثر نہیں پڑتا۔" ندیم نے اس بار سنجیدگی سے کہا۔ "فی الحال میرا مشورہ تمہارے لیے صرف اتنا ہے کہ تم پرشوتم کے خیال کو ذہن سے نکال دو' وہ میری لائن کا آدمی ہے اس لیے تمہارے سمجھ میں نہیں آئے گا اور اس قسم کے لوگوں کو راہ راست پر لانے کے لیے کیا طریقہ کار مجرب ثابت ہوتا ہے تم اس سے بھی ناواقف ہو۔"

"لیکن اگر تم نے پرشوتم کو راستے سے ہٹانے یا چھیڑنے کی کوشش کی تو قاسم علی کا کیس اور خراب ہوجائے گا۔"

"گھی جب سیدھی انگلی سے نہ نکلے تو پھر مجبوراً اسے ٹیڑھا کرنا پڑتا ہے۔" ندیم نے گاڑی اپنے گھر کے سامنے

www.urdukorner.com

رکتے ہوئے کہا۔ "رہا قاسم علی کا معاملہ تو تم اسے بھی میرے اوپر چھوڑ دو۔"

"مگر۔۔۔"

"شہباز۔۔۔" ندیم نے نیچے اترتے ہوئے مجھے گھور کر دیکھا۔ "تم یہ کیوں بھول رہے ہو کہ میں تمہارا بہت پرانا دوست ہوں پھر تم نے کل از وقت یہ نتیجہ کیوں اخذ کرلیا کہ میرا اٹھایا ہوا کوئی قدم تمہارے لیے نقصان دہ بھی ہوسکتا ہے۔"

"او کے۔۔۔ لیکن پلیز جو کچھ بھی کرنا سوچ سمجھ کر کرنا۔" میں نے سنجیدگی سے جواب دیا پھر اپنی گاڑی میں بیٹھ کر دفتر کی طرف روانہ ہوگیا لیکن تمام راستے میرا ذہن ندیم کی باتوں سے الجھتا رہا! میں جانتا تھا کہ وہ انتہا پسند طبیعت کا مالک ہے کچھ بھی کرسکتا تھا!

اسی رات مجھے ایک نئے حادثے کی اطلاع سے دوچار ہونا پڑا' میں رات کا کھانا کھانے کے بعد اپنی خواب گاہ میں بستر پر لیٹا ایک دلچسپ ناول کے مطالعے میں مصروف تھا کہ فون کی گھنٹی بجی اور میں نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا۔

"ہیلو۔۔۔" میں نے کتاب کا مطالعہ جاری رکھتے ہوئے کہا۔

"میں سراج بول رہا ہوں۔"

"کوئی نئی اطلاع۔۔۔" میں نے سراج کی آواز سن کر ناول رکھ دیا۔ گھڑی پر نظر ڈالی رات کے دس کا عمل تھا۔

"مجھے افسوس ہے مسٹر شہباز کہ قاسم علی کے سلسلے میں۔۔۔"

"آپ اس کی وضاحت کرچکے ہیں۔" میں نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ "ایک پولیس آفیسر کی حیثیت سے قانون کے تقاضوں کو پورا کرنا آپ کا فرض ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی معلوم ہوچکا ہے کہ سیٹھ پرشوتم کی پہنچ بہت اوپر تک ہے' اگر وہ ضمانت کی منسوخی کے آرڈر نہ بھی لاتا تو یقینی شاید آپ۔۔۔"

"آپ غلط سمجھ رہے ہیں۔" سراج نے بڑی سنجیدگی سے اپنی پوزیشن کی وضاحت کی۔ "میرا شمار آپ ان پولیس افسران میں نہ کریں جو شخصیت اور اس کی پہنچ کے پیش نظر اپنے فرض سے غافل ہوجاتے ہیں میں اپنی ملازمت کو ہمیشہ فرائض پر ترجیح دینے کا عادی ہوں' دوسری بات یہ کہ میں نے اس وقت کسی اور مقصد کے تحت فون کیا تھا۔"

"وہ کیا؟"

"گروال اور اس کے دوسرے ساتھیوں کو ہمارے راستے سے بڑے پراسرار طریقے سے ہٹادیا گیا۔"

"کیا مطلب۔۔۔" میں نے حیرت سے دریافت کیا۔

"میں ابھی ابھی پولیس سرجن سے مل کر واپس آیا ہوں۔" سراج نے کہا۔ "پوسٹ مارٹم نے سب کی موت کے سلسلے میں ایک ہی کہانی سنائی ہے۔ وہ سب کسی زہریلے سانپ کی ڈسنے سے موت کا شکار ہوئے ہیں۔"

"کیا ان سب کو ایک ہی لاک اپ میں رکھا گیا تھا۔" میں تیزی سے سوال کیا۔

"نہیں۔۔۔" سراج نے جواب دیا۔ "گروال کو سب سے الگ تھلگ رکھا تھا' اس کے دیگر ساتھیوں کو بھی وہ مختلف تھانوں کے الگ الگ لاک اپ میں رکھا گیا تھا لیکن پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کے مطابق سب کی موت کا وقت اور سبب تقریباً" ایک ہی ہے۔"

"کیا ان کی موت کی اطلاع بھی آپ کو ایک ہی وقت ہوئی تھی؟" میں نے کچھ سوچتے ہوئے سوال کیا۔

"نہیں۔۔۔" سراج نے جواب دیا۔ "ان کی موت کی اطلاع مجھے وقفے وقفے سے ملی تھی۔"

"ایک اہم بات اور۔۔۔" میں نے تیزی سے پوچھا۔ "کیا مرنے والوں کے ساتھ لاک اپ میں دوسرے قیدی موجود نہیں تھے؟"

بنیادی انگلش اُردو ریڈر
★---- عبدالرؤف انجم
انگلش زبان سیکھنے کے لئے
ایک مفید اور لاجواب کتاب
قیمت: -/40 روپے
مکتبہ القریش اردو بازار لاہور 2

www.urdukorner.com

"یہی تو حیرت کی بات ہے۔" سراج نے گہری سنجیدگی سے کہا۔ "مرنے والوں کے ساتھ اور قیدی بھی تھے لیکن ان سب کا بیان ایک ہی جیسا ہے' مرنے والوں نے بیٹھے بیٹھے اچانک چیخ ماری پھر زمین پر لوٹنے لگے' ان کے ساتھ ان کے منہ سے جھاگ بھی جاری ہو گیا تھا' اپنے بیان میں کسی ایک نے بھی لاک اپ میں کسی سانپ کو دیکھنے کا اقرار نہیں کیا دوسرے تمام قیدی محفوظ ہیں۔"

"ہوں۔" میں نے نچلا ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"آپ نے کیا نتیجہ اخذ کیا ہے؟"

"میرا خیال ہے کہ موجودہ واردات میں بھی ان ہی پراسرار قوتوں اور ماورائی طاقتوں کا دخل ہے جنہوں نے محسن علی کو موت کے گھاٹ اتارا تھا۔"

"گویا اب یہ کیس بھی داخل دفتر کیا جائے گا۔"

"میں یقین سے نہیں کہہ سکتا۔ تفتیش تو ہو گی لیکن پوسٹ مارٹم رپورٹ اور کسی عینی شاہد یا ثبوت نہ ملنے کی وجہ سے سوائے کاغذات کی خانہ پری کے علاوہ اور کیا بھی کیا جا سکتا۔"

"مسٹر سراج۔" میں نے پہلو بدلتے ہوئے دریافت کیا۔ "کیا موت کی وجہ صرف اسنیک پوائزن (SNAKE POISON) ہے یا مرنے والوں کے جسم پر سانپ کے ڈسنے کے نشانات بھی موجود تھے۔"

"میں نے ابھی اسی لائن پر غور کرتے ہوئے ایک ایک لاش کا بذات خود معائنہ کیا تھا اور آپ کو یہ سن کر حیرت ہو گی کہ مرنے والے تمام افراد کے پاؤں پر سانپ کے ڈسنے کے واضح نشانات پائے گئے ہیں۔"

"میرے لیے کیا حکم ہے؟" میں نے سپاٹ لہجے میں پوچھا' میرا ذہن بڑی تیزی سے اس پراسرار واردات کے مختلف پہلوؤں پر غور کر رہا تھا۔

"ہو سکتا ہے میرا اندازہ غلط ہو لیکن میرا خیال ہے کہ آپ اگر چاہیں تو پولیس کی مدد کر سکتے ہیں۔"

"وہ کس طرح؟" میں نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ "کیا آپ کا خیال ہے کہ میں نے خود ہی ان لوگوں کو قانون کی بساط پر سے ہٹا دیا جنہوں نے مجھے اغوا اور پھر قتل کر دینے کے فیصلہ کیا تھا۔"

"آپ وکرم کی گرفتاری کو کیوں بھول رہے ہیں؟" سراج کا لہجہ معنی خیز ہو گیا۔ "ہو سکتا ہے کہ آپ نے نظر آنے والے خواب کی بات کسی خاص وجہ سے کہی ہو' وہ باتیں جو آپ کے علم میں تھیں انہیں منظر عام پر لانے سے گریز کیا ہو لیکن ایک بات اپنی جگہ طے ہے اب تک جتنی بھی ناقابل یقین اور پراسرار باتیں پولیس کی فائل تک پہنچی ہیں اس کا تعلق کسی نہ کسی زاویے سے آپ کی شخصیت سے ضرور ہے۔"

"میں اس خیال کی تردید نہیں کروں گا۔" میں نے سنجیدگی سے کہا۔ "لیکن ایک بات خود میرے لیے انتہائی حیرت انگیز ہے اگر کچھ گندی ناپاک اور خبیث قوتیں میرے پیچھے پڑی ہیں تو وہ براہ راست مجھے اپنا نشانہ کیوں نہیں بنا رہیں۔"

"اس کا جواب بھی آپ ہی دے سکتے ہیں۔" سراج کے لہجے میں ہلکی سی چبھن بھی تھی جسے محسوس کر کے میں مسکرائے بغیر نہ رہ سکا اس کی جگہ اگر میں ہوتا تو شاید پے در پے ہونے والی ناقابل توجیہہ وارداتوں سے خود میری عقل بھی خبط ہو کر رہ جاتی۔ "آئی ایم سوری مسٹر سراج۔" میں نے تھوڑے توقف کے بعد کہا۔ "میں حالات کے پیش نظر آپ کی الجھن اور پریشانی کو سمجھ رہا ہوں لیکن ابھی تک میں بھی کسی آخری نتیجے پر پہنچنے سے قاصر ہوں' بہرحال مجھے خوشی ہے کہ اگروال اور اس کے ساتھیوں نے اپنی دردناک موت سے پہلے نرنجن لال کا نام نہیں لیا۔"

"کیا مطلب۔" سراج نے چونکتے ہوئے کہا۔ "کیا آپ کا خیال ہے کہ نرنجن لال کے اشارے پر کسی شیطانی قوت نے اگروال اور اس کے ساتھیوں کے منہ ہمیشہ کے لیے بند کرا دیے ہوں گے۔"

"فی الحال اس کے علاوہ اور کیا سوچا جا سکتا ہے؟"

"میں نے پہلے بھی آپ سے یہی کہا تھا کہ نرنجن لال میری نگاہوں میں مشکوک ہے لیکن بغیر کسی ٹھوس ثبوت کے میں اس پر ہاتھ نہیں ڈال سکتا۔ کیا آپ اس سلسلے میں اپنا کوئی ایسا تحریری بیان دینا پسند کریں گے جو قانون کے ہاتھ مضبوط کر سکے۔"

"سوری۔" میں نے فیصلہ کن لہجے میں جواب دیا۔ "میں بھی کسی ٹھوس ثبوت کے بغیر کوئی بیان دینے کا خطرہ مول نہیں لے سکتا۔"

www.urdukorner.com

"گویا مجرم بدستور قانون کی دسترس سے دور رہے گا۔"

"ابھی ایک مہرہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ وکرم۔"

"لیکن وہ زبان کھولنے پر موت کو ترجیح دینے کا فیصلہ کر چکا ہے۔" سراج نے ایک بار پھر اپنی مجبوریوں کو ذکر کرتے ہوئے کہا۔

"پھر ہمیں کسی مناسب وقت اور موقعے کا انتظار کرنا پڑے گا۔"

"بہرحال مجھے یقین ہے کہ آپ اس سلسلے میں مجھ سے تعاون کریں گے۔" سراج نے کہا پھر اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع کر دیا۔

اگروال اور اس کے ساتھیوں کی پراسرار موت کی اطلاع نے مجھے پھر شنکر کے بارے میں سوچنے پر مجبور کر دیا' اس کے کہے ہوئے دھمکی آمیز جملے میرے ذہن میں بازگشت بن کر گونجنے لگے' شنکر کے سلسلے میں اب کوئی جوابی کارروائی ضروری ہو گئی تھی' میں نے کچھ سوچ کر کاکا کو یاد کیا۔

"میں جانتی ہوں کہ تم نے مجھے کس کارن یاد کیا ہے۔" کاکا کی مانوس آواز میرے کانوں میں گونجی لیکن اس کے ساتھ ہی مجھے کمرے میں کسی سانپ کی پھنکار کی آواز بھی سنائی دی' میں نے بڑی پھرتی سے دیکھا گہرے سیاہ رنگ کا ایک سانپ میرے بستر کے قریب ہی کنڈلی مارے اور پھن کاڑھے کھڑا تھا' میں نے پلک جھپکتے ہی تکیے کے نیچے سے اپنا آٹومیٹک نکالا اور جست لگا کر مسہری کی دوسری جانب کود گیا پھر میں نے موت کے اس ہرکارے کا نشانہ لینے کی کوشش کی ہی تھی کہ کاکا کی سرسراتی ہوئی سرد آواز میرے کانوں میں گونجی۔

"کیا تم اپنی کاکا کو اپنے ہاتھوں سے مار ڈالو گے۔"

"تم۔" میں نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے سانپ کو دیکھتے ہوئے حیرت بھرے انداز میں کہا۔ "کیا اگروال اور اس کے ساتھیوں کو۔"

"ہاں۔ وہ میرے ہی زہر کا شکار ہوئے ہیں۔"

"لیکن تم نے ایسا کیوں کیا۔" میں نے تعجب سے پوچھا۔

"میں نے تمہیں وکرم کے سلسلے میں وچن دیا تھا کہ وہ شنکر کی مہان شکتی کا شکار نہیں ہو گا اور وہ میرے کہنے کے انوسار آج بھی زندہ انسانوں کی طرح سانس لے رہا ہے۔"

"مگر اگروال اور اس کے ساتھی۔"

"اب انہیں بھول جاؤ۔" کاکا نے بڑی سرد مہری سے جواب دیا۔ "تم نے میرے منع کرنے کے باوجود شنکر کے سامنے پنڈت بنسی دھر کی باتیں چھیڑ کر اسے چوکنا کر دیا تھا' وہ میری طرف سے کھٹک گیا تھا' میں نے اسی کے شک کو دور کرنے کے کارن اگروال اور اس کے ساتھیوں کو اپنی مہان شکتی کا نشانہ بنایا ہے۔"

"وہ لوگ میرے دشمن تھے اور یہ بات تم نے ہی مجھے بتائی تھی۔"

"وہ صرف کرائے کے غنڈے تھے' تمہارا اصل دشمن نرنجن لال ہے۔" کاکا نے فضا میں لہراتے ہوئے کہا۔ "تم اس کی چنتا مت کرو' تم جب چاہو گے میں اسے قانون کے ہاتھوں میں پھنسوا دوں گی۔"

"تمہارا یہ روپ میرے لیے بڑا اعصاب شکن اور بھیانک ہے۔" میں نے اسے گھورتے ہوئے جواب دیا۔

"اس چکر میں پڑ کر اپنے سمے برباد کرو۔" وہ بولی۔ "میرے ہزاروں روپ ہیں' اپنی مہان شکتی کا سہارا لے کر میں کوئی روپ بھی دھار سکتی ہوں۔"

"میں۔ میں' تمہیں تمہارے اصلی روپ میں دیکھنا پسند کروں گا۔"

"میرا اصلی روپ وہی دیکھ سکتا ہے جو ایک خاص جاپ پورا کرنے کے بعد تمہاری کاکا رانی کو اپنے قبضے میں کرے گا۔"

"پنڈت بنسی دھر۔"

"اس کا دھیان من سے نکال دو شہباز۔" کاکا جھلا کر اپنا پھن زمین پر مارتے ہوئے بولی۔ "تم نے میری راہ میں بہت ساری کٹھنائیاں پیدا کر دی ہیں۔ پر اب بھی سمے نہیں گزرا۔ بنسی دھر کا جاپ پورا ہونے میں ابھی کچھ سمے باقی ہے۔ میں اس کے گیان دھیان میں کھوٹ ڈالنے کی کوشش اوش کروں گی پر تو تم میری ایک بات دھیان سے سن لو۔ تم اس منڈل کے قریب جانے کی بھی حماقت کبھی نہ کرنا جس کے اندر بیٹھا وہ اپنے جاپ میں مگن ہے۔ کل کیا ہو گا یا کیا ہونے والا ہے اس کا علم دیوی دیوتاؤں کو سوا کوئی نہیں جانتا لیکن تم شنکر کی طرف سے ہوشیار رہنا' اس کے من میں تمہارے خلاف کھوٹ ہی کھوٹ بھرا ہے وہ تمہیں سکھ کا سانس نہیں لینے دے گا۔"

"اور تم نے کہا تھا کہ تم شنکر کو میرے راستے سے ہٹانے کے لیے میری کوئی سہائتا نہیں کر سکتیں۔" میں نے کاکا کو ایک بار پھر اکسانے کی کوشش کی' مجھے کامل یقین تھا کہ صندلی انگوٹھی کی موجودگی میں اب وہ میرے دل کا بھید نہیں پا سکے گی۔

"کاکا کی شکتی کا امتحان لینے کی کوشش مت کرو۔ سمے کا انتظار کرو۔" اس کی آواز میں بڑی گہرائی تھی' میں اس کا مطلب سمجھنے سے قاصر تھا۔

"کاکا رانی۔" میں نے باتوں کا رخ بدلنے کی خاطر اسے گھورتے ہوئے کہا۔ "کیا تم مجھے

www.urdukorner.com

نظر نہیں آسکتیں جس خوب صورت اور حسین روپ میں، میں نے تمہیں پہلی بار دیکھا تھا۔"

"چھتا مت کرو___ کالکا تمہیں پھر اسی روپ میں درشن دینے کی کوشش کرے گی___ پر ابھی نہیں۔" اس کا لہجہ سپاٹ تھا، وہ چونکہ ایک زہریلے سانپ کے روپ میں تھی اس لیے میں اس کے چہرے سے اس کے دل کا بھید معلوم کرنے سے قاصر تھا پھر اچانک میرے ذہن میں سیٹھ پرشوتم کی شخصیت ابھر آئی، میں نے کالکا کو سنجیدگی سے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"تم جانتی ہو کہ قاسم علی بے گناہ ہے۔"

"ہاں___ اور کالکا یہ بھی جانتی ہے کہ قاسم علی کو اسی نے تمہارے راستے سے ہٹایا تھا۔" اس نے بھیجتے ہوئے انداز میں جواب دیا۔ "کمان سے نکلا ہوا تیر واپس نہیں آسکتا۔"

"لیکن سیٹھ پرشوتم اگر وقت پر میرے آڑے نہ آجاتا تو شاید میں قاسم علی کے لیے کچھ کر سکتا تھا۔"

"تم بہک رہے ہو شہباز۔" کالکا کے انداز میں بے رخی تھی۔ "میں نے تم سے کہا بھی تھا کہ تمہارے کارن دوسروں کو بڑی کٹھنائیاں بھگتنی پڑیں گی۔"

"سیٹھ پرشوتم نے مجھے چیلنج کیا ہے۔" میں نے کالکا کی بات کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔ "کیا تم پرشوتم کے خلاف کچھ نہیں کرسکتیں۔"

"اس کا برا سمے آچکا ہے۔" کالکا نے سنجیدگی سے کہا۔

"کیا مطلب؟" میں نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"شہباز۔" اس بار کالکا نے میری بات کو نظرانداز کیا۔ "کیا تم اپنی کالکا کو یہ نہیں بتاؤ گے اس چھایا کا راز کیا ہے جو ہر موڑ پر تمہاری سہائتا کر رہی ہے۔ میرا من کہتا ہے کہ تم اس کے بارے میں جانتے ہو۔"

"اگر جانتا ہوتا تو تم سے کبھی نہ چھپاتا۔" میں نے دروغ گوئی سے کام لیا پھر میں اس سے پرشوتم کے بارے میں کچھ کہنا ہی چاہ رہا تھا کہ آگ کا ایک کوندا سا لپکا اور پلک جھپکتے میں کالکا جو سانپ کے روپ میں موجود تھی دھواں بن کر میری نظروں سے اوجھل ہو گئی! اس کا اس طرح اچانک غائب ہو جانا میرے لیے قابل غور تھا۔

○

سیٹھ پرشوتم کے ذہن سے نشے کا خمار آہستہ آہستہ ٹوٹ رہا تھا، گزری رات کی خوب صورت اور حسین یادیں اس کے وجود کو گرما رہی تھیں۔ رات وہ ایک فائیو اسٹار ہوٹل میں ڈنر پر مدعو تھا جہاں شہر کے بڑے بڑے کاروباری اور سرکاری افراد موجود تھے۔ ان میں بے شمار عورتیں اور لڑکیاں بھی تھیں جو جدید فیشن کے لباس میں ملبوس اپنے حسن کا جادو جگا رہی تھیں، ملے جلے قہقہوں اور پرلطف باتوں سے پورا ہال کھنک رہا تھا۔ ماحول پر نشے کی سی کیفیت طاری تھی۔

سیٹھ پرشوتم اس وقت ایک میز پر اپنے ایک کاروباری دوست کے ساتھ بیٹھا خوش گپیوں میں مصروف تھا جب اسے وہ لڑکی ڈائننگ ہال میں داخل ہوتی نظر آئی تھی، وہ نہ صرف یہ کہ تنہا تھی بلکہ بلا کی حسین اور نوجوان بھی تھی، ہال میں داخل ہو کر اس نے وہاں موجود افراد کا سرسری جائزہ لیا پھر اپنی دستی گھڑی پر نظر ڈالتی ہوئی ایک خالی میز پر بیٹھ گئی۔ گھڑی دیکھنے کا انداز اور چہرے پر نظر آنے والے تاثرات اس بات کی ترجمانی کر رہے تھے جیسے کسی کی منتظر تھی، وہ کسی کھلے گلاب کے مانند نازک اور حسین تھی لیکن مقامی نظر نہیں آرہی تھی اور اسی ایک نکتے نے پرشوتم کی رگوں میں دوڑنے والے خون کی حدت کو بڑھا دیا تھا، یوں بھی وہ حسین اور خوب صورت عورتوں کے سلسلے میں خاصا ندیدہ واقع ہوا تھا۔ خوب صورت اور بے باک عورتیں اس کی سب سے بڑی کمزوری تھی اور یہ بات اس کے دوست احباب بھی بخوبی جانتے تھے چنانچہ اس وقت بھی جب وہ اس تنہا لڑکی کو دیر تک ٹکٹکی باندھے دیکھتا رہا تو اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے بے تکلف دوست نے مدھم آواز میں کہا۔

"کیا ہو گئے گھائل۔"

"کوئی نئی معلوم ہوتی ہے۔" پرشوتم نے بدستور لڑکی کو گھورتے ہوئے جواب دیا۔ "آج میں اسے پہلی بار دیکھ رہا ہوں۔"

"چیز واقعی شاندار ہے۔"

"اور امپورٹڈ بھی۔" پرشوتم معنی خیز لہجے میں مسکراتے ہوئے بولا۔ "ایک ٹرائی کر لینے میں کوئی نقصان بھی نہیں ہے۔"

www.urdukorner.com

پھر وہ دوست کے جواب کا انتظار کیے بغیر ہی اٹھ کر سیدھا لڑکی کی میز کی طرف قدم اٹھانے لگا، ہال میں بیٹھے ہوئے اور بھی متعدد افراد دور دور بیٹھے کن انکھیوں سے اسی لڑکی کو دیکھ دیکھ کر نگاہیں سینک رہے تھے۔

"میرا خیال ہے کہ آپ کسی کی راہ تک رہی ہیں۔" پرشوتم نے لڑکی کے قریب جا کر بے تکلفی سے پوچھا۔

"جی___ جی ہاں۔" لڑکی نے جواب دیا، اس کے انداز بھی غیر ملکیوں جیسا تھا۔

"مجھے سیٹھ پرشوتم کہتے ہیں۔" اس نے بڑے تکبر سے تعارف کرایا۔

"مسٹر___ پرشوتم۔" لڑکی نے اس نام کو دہرایا پھر ایک دل آویز مسکراہٹ ہونٹوں پر بکھیرتے ہوئے بولی۔ "اوہ___ یو آر مسٹر پرشوتم۔ میں یہ نام اپنے کسی فرینڈ سے سن چکی ہوں۔"

"جی ہاں___" پرشوتم نے بھونڈے انداز میں ہنستے ہوئے کسی کی پھر بولا۔ "کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں؟"

"آف کورس___ وہائی ناٹ۔"

"آپ کا شبھ نام۔" پرشوتم نے بیٹھتے ہوئے کہا۔

"مارا___ ماریا فرنانڈس۔" لڑکی نے ایک شوخ ادا سے اپنے بالوں کو سر کی خفیف جنبش سے شانوں پر لہراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا پسند کریں گی آپ؟" پرشوتم نے ماریا کو للچائی نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"تھینکس۔" ماریا نے اس بار بڑی سنجیدگی سے نظر ڈالتے ہوئے جواب دیا۔ "میرا خیال ہے کہ وہ نہیں آئے گا۔"

"وہ کون؟"

"میرا ڈرائیور۔" وہ قدرے جھلاتے ہوئے بولی۔ "میں نے اسے ٹھیک ساڑھے آٹھ کا ٹائم دیا تھا اور اب نو ہو رہے ہیں۔"

"کہاں جانا ہے آپ کو؟" پرشوتم نے تیزی سے پوچھا۔

"اب میں گھر جاؤں گی۔" ماریا پہلو بدل کر بولی۔ "اس کے نہ آنے سے میرا موڈ خراب ہو گیا۔"

"اس سیوک کو خدمت کا موقع دیجیے۔ میں آپ کو گھر چھوڑ سکتا ہوں۔" پرشوتم نے اپنی خدمات پیش کیں پھر تھوڑی دیر بعد وہ ماریا کو اپنے ساتھ لے جانے پر آمادہ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ وہ ایک کامیاب شکاری تھا اس نے اسی ماریا کو اپنے ساتھ ایک مقامی کلب لے جانے میں بھی کامیاب ہو گیا جہاں ماریا بہت جلد اس سے کچھ زیادہ ہی بے تکلف ہو گئی پھر اسی کے بار بار اصرار کرنے پر پرشوتم ایک کے بعد دوسرا جام حلق کے نیچے اتارتا رہا، نتیجہ ایک لمحہ ایسا بھی آیا جب وہ اپنے ہوش و حواس پر قابو نہ رکھ سکا۔ اس کا ذہن بری طرح چکرا رہا تھا، کلب کے در و دیوار بھی رقص کرتے نظر آرہے تھے، اس نے خود کو سنبھالنے کی خاطر کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر نشے کی شدت پر قابو پانے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ اس کا ذہن گھپ اندھیروں کی گہرائیوں میں ڈوبتا چلا گیا پھر دنیا و مافیہا سے بالکل ہی بے خبر ہو کر رہ گیا اور اب اس کا ذہن آہستہ آہستہ جاگ رہا تھا، کچھ دیر تک وہ ہوش میں آنے کے باوجود ماریا کے حسین تصور کو قائم رکھنے کی خاطر آنکھیں بند کیے لیٹا رہا پھر جب خاصی دیر بعد آنکھیں کھولیں تو چونک اٹھا، وہ جس کمرے میں بستر پر لیٹا تھا وہ اس کی اپنی خواب گاہ نہیں تھی، وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ ماریا اس کے سامنے ایک ایزی چیئر پر بیٹھی سگریٹ کا دھواں فضا میں بکھیر رہی تھی۔

"اوہ___ ماریا۔" پرشوتم نے اسے دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ "گزشتہ رات میں کچھ زیادہ ہی پی گیا تھا، تمہیں مجھے یہاں تک لانے میں یقیناً دشواری کا سامنا کرنا پڑا ہوگا۔"

"تمہیں میں نہیں، میرے ساتھی اٹھا کر یہاں لائے ہیں۔" ماریا نے بڑی روانی سے اردو بولتے ہوئے سنسنی خیز لہجے میں کہا۔ "مجھے خوشی ہے کہ میری توقع کے عین مطابق تم نے اسی کلب کا انتخاب کیا جہاں میرے ساتھی پہلے سے موجود تھے۔ دوسری شکل میں مجھے تھوڑی زحمت ضرور اٹھانی پڑتی۔"

"کیا مطلب؟" پرشوتم چونکا۔ "کیا یہ تمہاری خواب گاہ نہیں ہے۔"

"نہیں۔"

"پھر میں اس وقت کہاں ہوں؟"

"زیر زمین ایک ایسے کمرے میں جو تم جیسے لوگوں ہی کے لیے بنایا گیا ہے۔" ماریا زہر خند لہجے میں بولی۔ "یہاں سے تم اسی صورت میں زندہ باہر جاسکتے ہو جب تم باس کے بتائے راستے پر خوشی خوشی تیار ہو جاؤ گے۔"

"کیا مطلب؟" پرشوتم اچھل پڑا۔ "کون ہو تم؟"

"وہی حسین و جمیل ماریا جس کے بچھائے ہوئے جال میں تم کل رات پھنس چکے ہو۔"

"مجھے یہاں لانے کا مقصد کیا ہے؟"

"اس کا علم صرف باس کو ہے۔" ماریا نے بے پروائی سے کہا۔ "ویسے تمہاری اطلاع کے لیے عرض کردوں کہ نہ تو میرا نام ماریا ہے نہ ہی میرا اصل شکل وہ ہے جو تم اس وقت دیکھ رہے ہو۔"

"ٹھیک اب___"

www.urdukorner.com

"ظاہر ہے۔" مارا نے اس کا مضحکہ اڑاتے ہوئے جواب دیا۔ "کسی بڑی مچھلی کو پھانسنے کے لیے خوب صورت جال ہی استعمال کیا جاتا ہے۔"

پرشوتم نے کوئی جواب نہیں دیا، کمرے کا جائزہ لینے لگا جس میں صرف ایک دروازہ تھا اور چھت کے قریب ایک روشن دان نظر آرہا تھا، کمرے کی آرائش بالکل کسی جدید طرز کی خواب گاہ جیسی حیثیت رکھتی تھی لیکن پرشوتم کے لیے وہ اب ایک قید خانے سے کم نہیں تھی، اس کے ذہن میں رہ رہ کر صرف ایک ہی خیال ابھر رہا تھا۔ اسے اغوا برائے تاوان کی غرض سے ایک خوب صورت شکنجے میں جکڑا گیا ہے۔ وہ جس کاروبار میں ملوث تھا اس میں دوستوں کے علاوہ چند دشمن بھی تھے، ایک ایک کرکے وہ ایسے تمام افراد کے بارے میں سوچ رہا تھا جو اسے چھڑانے کی جرأت کرسکتے تھے، اس نے طے کرلیا تھا کہ تاوان کی رقم خواہ کتنی ہی ہو ادا کرکے اس حسین قید سے گلو خلاصی حاصل کرے گا اور اس کے بعد وہ اپنے دشمن کی تلاش کرنے میں بھی کوئی کسر نہیں اٹھا رکھے گا، بڑی دیر تک وہ اپنے خیالوں میں گم رہا۔ مارا بڑی بے پروائی سے ایزی چیئر پر بیٹھی اس شیر کی بے بسی سے لطف اندوز ہوتی رہی جو چوہے دان میں اس طرح پھنس گیا تھا کہ اب اس کے لیے نکاسی کا کوئی راستہ نہیں تھا۔

"تمہارا اصل نام کیا ہے؟" کچھ دیر بعد پرشوتم نے اس سے سوال کیا۔

"تمہارے لیے میں ہمیشہ مارا ہی رہوں گی۔ یہ اور بات ہے کہ دوسری بار دیکھنے پر تمہارے فرشتے بھی مجھے شناخت نہیں کرسکیں گے۔"

"مجھے اپنے جال میں پھانسنے کے لیے تمہیں کتنی رقم کی آفر کی ہے؟" اس نے گہری سنجیدگی سے پوچھا۔

"میں سمجھی نہیں تمہارا مطلب۔"

"میری بات دھیان سے سنو۔ تم نے پرشوتم کی شخصیت کا صرف ایک پہلو دیکھا ہے دوسرا دیکھو گی تو چیخ مار کر بے ہوش ہو جاؤ گی۔" پرشوتم نے سرد اور ٹھوس آواز میں کہا۔ "اگر تم مجھے یہاں سے نکالنے میں میری سہائتا کرو تو میں اس رقم سے دس گنا زیادہ مال دے سکتا ہوں جس کے کارن تم نے ایک آدم خور شیر کی کچھار میں گھس کر اسے للکارنے کی حماقت کی ہے۔"

"میں جانتی ہوں۔" مارا نے سنجیدگی سی جواب دیا۔ "تم اپنے اصلی روپ میں کسی درندے سے بھی زیادہ بے رحم اور خطرناک ہو لیکن اس وقت قسمت اور حالات نے تمہیں کسی خارش زدہ کتے کی طرح دُم ہلانے پر مجبور کر ہے۔"

پرشوتم کی آنکھوں میں خون اتر آیا، وہ دشمن کی قید میں ہونے کے باوجود کسی عورت کی زبان سے اس قدر ہتک جملہ سننے کو تیار نہیں تھا، وہ بڑے خوفناک اور خطرناک انداز میں مارا کی طرف بڑھا تھا لیکن اس لمحے کمرے کا دروازہ جو غالباً آٹومیٹک تھا اور بجلی سے کنٹرول کیا جاتا تھا ایک ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ تین انچ پیچھے ہو کر ایک طرف سرکتا چلا گیا۔ پرشوتم نے دروازے کی سمت دیکھا جہاں ایک چھریرے بدن اور دراز قد کا شخص نقاب چہرے پر جمائے کھڑا تھا، وہ تنہا نہیں تھا، اس کے ساتھ ایک گن مین تھا، ایک شخص اور بھی تھا لیکن تینوں کے چہرے نقاب میں چھپے ہوئے تھے۔

چھریرے بدن اور دراز قد کا مالک ایک لمحے تک دروازے کے بیچوں بیچ کھڑا پرشوتم کو گھورتا رہا پھر اپنے دونوں ساتھیوں کے ہمراہ اندر آگیا، رائفل بردار نے ایک کونے میں جا کر اپنی پوزیشن سنبھال لی تھی، دوسرے نقاب پوش نے ریموٹ کنٹرول ٹائپ کی کوئی شے جیب سے نکال کر اس کا رخ پرشوتم کی جانب کردیا پھر اس کی ایک انگلی سرخ رنگ کے بٹن پر جم کر رہ گئی۔

"کون ہو تم اور کیا چاہتے ہو؟" پرشوتم نے دراز قد والے نقاب پوش سے سوال کیا، اس کے لب و لہجے میں خوف کی کیفیت بھی شامل تھی۔ "مجھے کس کارن یہاں لایا گیا ہے۔"

"صرف ایک سادے کاغذ پر وہ دستخط حاصل کرنے کے لیے جو تم چیک پر کرنے کے عادی ہو۔" چھریرے بدن والے نقاب پوش نے بڑے سفاک لہجے میں کہا۔ "اس کے بعد تمہیں آزاد کردیا جائے گا۔ انکار کی صورت میں کے حکم کے مطابق ہمیں تمہارے شریر کے ٹکڑے کرکے سمندر میں بہانے پڑیں گے جہاں گوشت خور مچھلیاں ان ٹکڑوں کو ہڑپ کرکے تمہارے گندے وجود کو حرف غلط کی طرح مٹادیں گی۔ اس کے علاوہ ہمیں تمہارے ساتھ کوئی اور سودا کرنے کا اختیار نہیں دیا گیا۔"

"تم لوگ شاید پرشوتم سے زیادہ جان کاری نہیں رکھتے۔ سادے کاغذ پر دستخط لینے کے بعد تم نے مجھے کردینے کا وچن دیا ہے۔"

"ہاں۔ ہم اب بھی اسی وعدے پر قائم ہیں۔"

"تمہارا خیال ہے کیا آزادی حاصل کرنے کے بعد اور اس کے ساتھی تم لوگوں کو شما کردیں گے؟ پرشوتم اپنے دشمنوں کو پاتال سے بھی گھسیٹ نکالنے کی رکھتا ہے۔"

"کل کیا ہوگا؟ اس کے بارے میں ہم آج نہیں سوچتے۔" دراز قد والے نقاب پوش نے بے پروائی سے جواب دیا۔

"میں تمہارے باس سے ملنا پسند کروں گا۔" پرشوتم چباتے ہوئے بولا۔

"سوری مائی ڈیئر۔ ہمیں جتنا حکم دیا جاتا ہے ہم اس سے ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکتے۔"

"ٹھیک ہے۔" پرشوتم نے تھوڑے توقف کے بعد کہا۔ "کاغذ اور قلم لاؤ۔"

مارا جو اب تک خاموش بیٹھی سب کچھ سن رہی تھی نقاب پوش کا اشارہ پاکر تیزی سے اٹھی پھر اس نے بڑے سائز کا سادہ پیڈ اور قلم نکال کر میز پر ڈال دیا، پرشوتم ایک لمحے تک کچھ سوچتا رہا میز کی جانب بڑھا کرسی پر بیٹھ کر اس نے بڑے پیڈ پر نیچے کی جانب اپنے دستخط کیے پھر اٹھتا ہوا

"ایک بات دھیان میں رکھنا۔" اس نے بڑے انداز میں غراتے ہوئے دراز قد والے نقاب پوش "تم نے پرشوتم کے ساتھ بہت گھاٹے کا سودا کیا

"نمبر دو۔" دراز قد نقاب پوش نے اس شخص کو جس کے ہاتھ میں ریموٹ کنٹرول کے قسم کی تھی۔ "سیٹھ پرشوتم کو بتاؤ کہ ہم جان بوجھ کر بھی کاروبار نہیں کرتے۔"

جو کچھ ہوا اس نے مارا کو بھی ششدر کردیا، جسے مخاطب کیا گیا تھا اس نے جواب دینے کے بجائے سی جنبش دی اور اس کے ساتھ ہی قریب کے ریموٹ کنٹرول کو سرخ بٹن پر دباؤ بڑھا دیا جس کے بعد اس میں سے سرخ رنگ کی شعاعیں بجلی کی طرح چمکتی ہوئی نکلی پرشوتم نے اچانک پاگلوں کی طرح مچلنا شروع کردیا، اس کا جسم اس طرح شدید جھٹکے کھا رہا کے جسم میں کرنٹ دوڑ رہا ہو۔ نمبر دو نے تین

تاریخی ناول

ابلیس مصر	الماس ایم۔اے	100/-
حسن بن صباح	الماس ایم۔اے	125/-
راجکماری	الماس ایم۔اے	150/-
نورالدین زنگی	الماس ایم۔اے	250/-
سلطان عادل	الماس ایم۔اے	150/-

مکتبہ القریش اردو بازار۔ لاہور 2

چار بار اسی عمل کو دہرایا تو پرشوتم کے جسم پر موجود کپڑوں سے آگ بھڑک اٹھی۔ وہ دیوانوں کی طرح کربناک انداز میں چلا رہا تھا اور بالکل پاگلوں ہی کی طرح اپنے لباس کی دھجیاں اڑا رہا تھا۔ نمبر دو نے سرخ کے بجائے سفید بٹن کو دبایا تو بھڑکتی ہوئی آگ یکلخت بجھ گئی لیکن پرشوتم بدستور اپنے جسم کے کپڑوں کو نوچ رہا تھا۔ وہ جس انداز میں قہقہے بلند کررہا تھا اس میں دیوانگی کے ساتھ ساتھ شدید کرب کی کیفیت بھی شامل تھی۔

"کلف۔" دراز قد والے نقاب پوش نے نمبر دو سے کہا۔ "اب اس پاگل کے منہ میں کپڑا ٹھونس کر پٹی باندھ دو اور رات ہوتے ہی اسے گاڑی میں ڈال کر شہر کے کسی ویرانے میں پھینک آنا۔ باس نے یہ ذمے داری بھی تمہیں سونپی ہے لیکن کام ہوشیاری سے کرنا۔"

"کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ہم اسے فی الحال بے ہوشی کا انجکشن لگادیں۔" مارا نے تھوک نگلتے ہوئے پوچھا۔

"ایز یو وش بے بی۔" چھریرے جسم اور دراز قد والے نقاب پوش نے بے پروائی سے کندھے اچکاتے ہوئے کہا پھر اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ کمرے سے باہر نکل گیا۔

مارا پھٹی پھٹی نظروں سے پرشوتم کو دیکھ رہی تھی جس کے جسم پر اب بڑے بڑے آبلے نمودار ہونا شروع ہوگئے تھے۔

*

www.urdukorner.com

www.urdukorner.com

ڈی ایس پی سراج آفس میں داخل ہوا تو میں نے اٹھ کر بڑی گرم جوشی سے اس کا استقبال کیا لیکن میں یہ بھی محسوس کیے بغیر نہ رہ سکا کہ سراج اس وقت ایک واقف کار کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک پولیس آفیسر کی حیثیت سے آیا ہے۔ اس کی آنکھوں میں الجھن اور ناراضگی کی ملی جلی کیفیت اس کے اندرونی جذبات کی ترجمانی کر رہی تھی۔

"کوئی نئی افتاد۔" میں نے بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"میں اس وقت آن ڈیوٹی ہوں مسٹر شہباز۔" سراج نے گہری سنجیدگی سے اسے گھورتے ہوئے جواب دیا۔

"گویا میرا اندازہ غلط نہیں ثابت ہوا۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "آپ کو دیکھتے ہی میں نے بھانپ لیا تھا کہ پھر کوئی گمبھیر مسئلہ درپیش ہے۔"

"مجھے اس وقت آپ سے کچھ اہم معلومات حاصل کرنی ہیں۔"

"فرمایئے۔"

"قاسم علی کی ضمانت کے سلسلے میں میرے آفس میں سیٹھ پرشوتم سے ہونے والی ملاقات کے بعد کیا آپ اس سے دوبارہ بھی ملے تھے۔"

"جی نہیں۔"

"لیکن یہ بات اپنی جگہ یقیناً درست ہے کہ سیٹھ پرشوتم کی مداخلت کو آپ نے پسندیدہ نظروں سے نہیں دیکھا ہوگا۔"

"جی ہاں۔۔۔ میں اس بات سے انکار نہیں کروں گا لیکن۔۔۔"

"مسٹر شہباز۔" سراج نے اس کے جملے کو تیزی سے کاٹتے ہوئے کہا۔ "آپ بھی ایک پولیس آفیسر رہ چکے ہو' اس بات سے بخوبی واقف ہوں گے کہ کسی ٹھوس ثبوت کو حاصل کرنے کی خاطر ہمیں کچھ امکانی پہلوؤں کو بھی مدِنظر رکھنا پڑتا ہے۔"

"میں ابھی تک آپ کی آمد کا مقصد نہیں سمجھ سکا۔" میں نے وضاحت طلب انداز میں جواب دیا۔ "کیا ہم کھل کر بات نہیں کر سکتے۔"

"مسٹر ندیم سے آپ کی ملاقات کب سے ہے۔"

"وہ میرا کلاس فیلو رہ چکا ہے اور میرا دوست بھی ہے۔" ندیم کے نام پر میں نے چونکتے ہوئے کہا۔ "کیا آپ میرے دوست کے کردار پر کسی قسم کا شبہ کر رہے ہیں۔"

"آپ کا کیا خیال ہے۔" اس بار سراج نے خالص پولیس والوں جیسے انداز میں دریافت کیا۔ "کیا مسٹر ندیم آپ کی خاطر کوئی انتہائی قدم بھی اٹھا سکتے ہیں۔۔۔ خاص طور پر کسی ایسے معاملے میں جس کا ان سے براہ راست کوئی تعلق نہ ہو۔"

"میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا اس لیے کہ ابھی ہمارے درمیان کوئی ایسا اتفاق کبھی پیش نہیں آیا۔"

"کیا یہ درست ہے کہ قاسم علی کی ضمانت کے سلسلے میں مسٹر ندیم نے آپ کی مدد کی تھی۔"

"جی ہاں۔۔۔ مگر۔۔۔ معاملہ کیا ہے؟" میرے لہجے میں تجسس تھا۔

"میں اس وقت سیٹھ پرشوتم کے گھر سے سیدھا آپ کی طرف آ رہا ہوں۔" سراج نے گہری نظروں سے میرے چہرے کے تاثرات کا جائزہ لیتے ہوئے بڑی سنجیدگی سے کہا۔ "اسے بڑی مشکلوں سے زنجیروں میں جکڑ کر قابو میں لایا گیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اگر حالات قابو سے باہر ہوئے تو اسے پاگل خانے منتقل کر دیا جائے۔"

"پرشوتم پاگل ہو گیا؟" میں نے حیرت سے جواب دیا۔

"یہ اطلاع میرے لیے بالکل تازہ ہے۔"

"اس کے پاگل پن کا سبب پولیس سرجن کے ابتدائی بیان کے مطابق نکل کے وہ جھٹکے ہیں جو پرشوتم کو پہنچائے گئے ہیں' اسے زندہ جلانے کی کوشش بھی کی گئی تھی' اس کے جسم پر موجود بڑے بڑے آبلے اس بات کا ثبوت ہیں۔" سراج نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "کل رات وہ سول لائن پولیس اسٹیشن کی حدود میں پایا گیا۔ اس وقت اس کے جھلسے ہوئے جسم پر کپڑے کی برائے نام دھجیاں جھول رہی تھیں' وہ واہی تباہی بک رہا تھا' پولیس پارٹی نے حقیقتاً اسے کوئی پاگل ہی سمجھ کر لاک اپ میں ڈال دیا۔ اس کے بعد رات گیارہ ساڑھے گیارہ کے درمیان پولیس اسٹیشن کے ڈیوٹی آفیسر کو کسی نے فون پر اطلاع دی کہ ان کے کمپلینٹ باکس میں ایک اہم نوعیت کا لفافہ موجود ہے چنانچہ ڈیوٹی آفیسر نے جب اس لفافے کو کھولا تو اس میں سے ٹائپ شدہ ایک اقرار نامہ برآمد ہوا جس کے نیچے سیٹھ پرشوتم کے دستخط موجود تھے۔"

"اقرار نامے میں کیا تحریر تھا۔" میں نے تیزی سے پوچھا۔

"اس اقرار نامے کے بموجب سیٹھ پرشوتم نے بوجوہ کہ ایک پرانی دشمنی کی بنا پر قاسم علی کو ڈاکے کی فرضی واردات میں ملوث کرنے کی خاطر گھٹیا سازش ساز باز کر کے اسے

اپنی سازش کا نشانہ بنایا پھر اس کی ضمانت کے آرڈر بھی منسوخ کرا دیے۔۔۔ لیکن۔۔۔ اس کا ضمیر اسے برابر ملامت کرتا رہا چنانچہ ٹائپ شدہ خط کی روشنی میں اس بات کا اقرار کیا گیا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے بلا کسی جبر و تشدد اور پورے ہوش و حواس میں خود کو بڑی اذیتناک حالت سے دوچار کرنے کے بعد موت کے حوالے کر رہا ہے اور یہ کہ اس کی موت کا ذمے دار کسی اور کو نہ ٹھہرایا جائے۔"

"پھر۔۔۔" میں نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔ "وہ زندہ کس طرح بچ گیا۔"

"اس لیے کہ وہ ٹائپ شدہ اقرار نامہ کسی اور نے بڑی ہوشیاری اور دوراندیشی سے مرتب کیا ہے البتہ دستخط سیٹھ پرشوتم ہی کے ہیں۔"

"آئی سی۔" میں نے معاملے کی نوعیت کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔ "گویا سیٹھ پرشوتم کے دستخط کسی سادے کاغذ پر پہلے حاصل کیے گئے اور اقرار نامہ بعد میں ٹائپ ہوا۔"

"اور میرے نزدیک یہ افسوس ناک واردات کسی ذاتی دشمنی ہی کا پیش خیمہ ہے۔" سراج نے معنی خیز لہجے میں کہا۔

"ہو سکتا ہے۔" میں نے بے پروائی سے جواب دیا لیکن میرے ذہن میں ندیم کا وہ جملہ کہ "تکمیل تو اب شروع ہوگی۔" بازگشت بن کر گونج رہا تھا جو اس نے سیٹھ پرشوتم کے چیلنج کے بعد سراج کے آفس سے باہر آتے ہوئے کہا تھا۔ راستے میں میں نے ندیم کو سمجھایا بھی تھا کہ وہ کسی انتقامی کارروائی سے گریز کرے۔ ندیم ہی کی زبانی مجھے یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ زنجن لال کی طرح سیٹھ پرشوتم بھی کاروبار کی آڑ میں کالے دھندے بھی کرتا ہے اور اس کی رسائی اوپر تک ہے۔ میں ابھی ندیم کے سلسلے میں سوچ ہی رہا تھا کہ سراج کا جملہ میرے کانوں میں گونجا۔

"مسٹر شہباز۔۔۔ اگر میری جگہ آپ ہوتے تو کیا حالات اور واقعات کی روشنی میں آپ مسٹر ندیم کو مشتبہ افراد کی فہرست میں شامل نہیں کر سکتے تھے اور ایسی صورت میں جبکہ آپ کو یہ بھی علم ہے کہ مسٹر ندیم ایک کیسینو سے وابستہ ہیں جہاں ہر قسم کا کاروبار ہوتا ہے۔" سراج کے لہجے میں تلوار کی کاٹ تھی۔

"شبہ کسی کی ذات پر بھی کیا جا سکتا ہے۔" میں نے سنبھل کر جواب دیا۔ "اگر آپ سیٹھ پرشوتم سے واقف ہیں تو یہ بھی ضرور جانتے ہوں گے کہ وہ اپنے اثر و رسوخ کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے غیر قانونی تجارت میں بھی ملوث ہے۔ ایسی صورت میں موجودہ واردات کی روشنی میں پرشوتم کے دو نمبر کے کسی کاروباری حریف کے امکان کو زیادہ اہمیت دی جا سکتی ہے۔"

"ایک دوست کی حیثیت سے آپ کا جواب یہی ہونا چاہیے تھا۔" سراج نے تیکھے لہجے میں جواب دیا۔ "ویسے میں آپ کو اس حقیقت سے پہلے بھی باخبر کر چکا ہوں کہ میں نے فرض کی ادائیگی کے سلسلے میں کسی سے اپنے ذاتی مراسم یا ملازمت کو ترجیح نہیں دی۔"

"مسٹر سراج۔" اچانک میرا لہجہ بھی تلخ ہو گیا۔ "محسن علی' اگروال اور اس کے ساتھیوں کی موت کن پراسرار حالات میں واقع ہوئی ہے پولیس کا ریکارڈ اس حقیقت سے بھی پہلوتہی نہیں کر سکتا۔ ہو سکتا ہے کہ پرشوتم والی واردات میں بھی کسی ماورائی قوت کو دخل ہو۔ آپ اس امکان کو بھی خارج از تحقیق نہیں کر سکتے۔"

"کیا قاسم علی کے لیے اب آپ اور مسٹر ندیم دوبارہ

عشق اور چھکا

★ ---- ستار طاہر

طنز و مزاح پر لکھا جانے والا
ایک دلچسپ ناول
جس میں کرکٹ اور مزاح ساتھ ساتھ ہیں۔

قیمت: -/75 روپے

مکتبہ القریش اردو بازار لاہور 2

www.urdukorner.com

www.urdukorner.com

ضمانت کی کوشش کریں گے؟" سراج نے سپاٹ آواز میں پوچھا۔

"اگر میری معلومات غلط نہیں ہیں تو غالباً" ابھی تک کوئی ایسی قانونی شق وضع نہیں کی گئی جو انسان کو اس کے بنیادی حقوق سے محروم کرسکے۔"

"بہرحال۔ آپ میری اس بات سے اتفاق کریں گے کہ مجرم خواہ کتنا ہی چالاک اور شاطر کیوں نہ ہو ایک نہ ایک دن قانون کے آہنی شکنجوں میں ضرور پھنستا ہے۔"

"آئی وِش یو آل دی بیسٹ۔"

"تھینکس۔" سراج نے سرد مہری سے مصافحہ کیا پھر پلٹ کر تیز تیز قدم اٹھاتا دفتر سے باہر نکل گیا' اس کے تیور زیادہ اچھے نہیں تھے۔

سراج کے جانے کے بعد میں نے ندیم سے اس کے تمام ممکنہ نمبروں پر رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔ میں نے ایک دوست کی حیثیت سے سراج کے ذہن میں ابھرنے والے شبہات کی نفی کی تھی لیکن خود میرے اپنے ذہن میں یہ خیال بار بار ابھر رہا تھا کہ سیٹھ پرشوتم کو پیش آنے والے حادثے میں کسی نہ کسی زاویے سے ندیم کا ہاتھ ضرور شامل ہوگا!

شام کو میں دفتر سے اٹھ رہا تھا کہ میری سیکریٹری عارفہ نے انٹرکام پر اطلاع دی کہ ندیم لائن پر موجود ہے' میں نے انٹرکام رکھ کر تیزی سے ریسیور اٹھالیا۔ دوسری جانب سے ندیم کی آواز ابھری۔

"مجھے میرے دوستوں نے بتایا کہ تمہیں آج صبح سے میری تلاش ہے۔" اس کے لہجے میں بے پروائی تھی۔ "کوئی خاص بات۔"

"کیا تمہیں سیٹھ پرشوتم کے ساتھ پیش آنے والے حادثے کا علم ہے۔"

"ہاں۔ میرے ایک وفادار ماتحت نے بتایا تھا کہ وہ اپنا ذہنی توازن ہمیشہ کے لیے کھو بیٹھا ہے اور تمہارے دوست مسٹر سراج صبح سے مجرم کی تلاش میں دربدر کی خاک چھانتے پھر رہے ہیں۔"

"کیا وہ تمہارے پاس بھی آیا تھا؟"

"نہیں۔ لیکن فون پر کئی بار رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرچکا ہے۔" ندیم نے کہا۔ "ہوسکتا ہے رات کو کیسینو میں ملاقات بھی ہوجائے۔"

"میں فوری طور پر تم سے ملنا چاہتا ہوں۔" میں نے سنجیدگی سے کہا۔ "تم اس وقت کہاں ہو؟"

"وہاں۔ جہاں سے خود اپنی خبر نہیں آتی۔"

"کیا تم کچھ دیر کے لیے سنجیدہ نہیں ہوسکتے۔"

"سوری۔ میں کسی کی حق تلفی کرنا گناہ سمجھتا ہوں چنانچہ اس وقت بھی اس حسینہ کو داد و تحسین دینے میں مشغول ہوں جس نے پرشوتم کو اپنے حسین جال میں پھانسنے کی بڑی کامیاب کوشش کی تھی۔ کیوں؟ کیا وہ انعام کی مستحق نہیں ہے۔"

"مجھے پہلے ہی شبہ تھا کہ یہ حرکت۔"

"میری نہیں تھی۔" ندیم نے میری بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "اس قسم کے چھوٹے موٹے کام میرے ماتحت کرتے ہیں اور کم از کم پرشوتم اتنی بڑی شخصیت کا مالک بھی نہیں تھا کہ اس کی خاطر میں اپنا قیمتی وقت ضائع کرتا۔"

"سراج کو بھی اسی بات کا شبہ ہے کہ پرشوتم کو اس حال تک پہنچانے میں ہم دونوں میں سے کسی ایک کا ہاتھ ضرور شامل ہے۔"

"شبہ کرنا پولیس کا جائز اور پیدائشی حق ہے لیکن ثبوت کے بغیر کسی معزز شہری پر ہاتھ ڈالنے سے پیشتر پولیس کو بھی اپنا دامن بچانے کے لیے ہزاروں امکانی پہلوؤں کا جائزہ لینا پڑتا ہے۔"

"میں نے تمہیں منع کیا تھا کہ فوری طور پر کوئی جوابی کارروائی کرنے سے گریز کرنا۔" میں نے قدرے الجھتے ہوئے کہا۔

"اور جواب میں شاید میں نے یہی کہا تھا کہ میں تمہارا دوست ہوں اور کوئی ایسا قدم نہیں اٹھاؤں گا جو تمہارے لیے نقصان دہ ثابت ہو۔"

"پولیس کو ایک ٹائپ شدہ اقرار نامہ اور اس پر پرشوتم کے دستخط بھی ملے ہیں۔"

"وہ دستخط سو فیصد اصلی ہیں مائی ڈیئر۔" ندیم نے جواب دیا۔ "میرے وفادار ساتھی کبھی کچا کام نہیں کرتے۔"

"میں نے تمہیں شنکر اور داور کے بارے میں بھی آگاہ کردیا تھا۔"

www.urdukorner.com

"موت برحق ہے اور کسی لمحے بھی آسکتی ہے اس سے فرار کا کوئی راستہ ابھی تک بڑے بڑے سائنس دان بھی تلاش نہیں کرسکے۔"

"لیکن احتیاط بہرحال شرط ہے۔"

"مجھے اپنی پریشانی کا اصل سبب بتاؤ۔ کیا تم ڈی ایس پی سراج کی صلاحیتوں سے خائف ہو؟"

"مجھے اپنے سے زیادہ تمہاری فکر ہے۔"

"شنکر کے اندیشوں سے دبلا ہونے کی کوشش مت ..." ندیم نے بدستور بے پروائی سے جواب دیا۔ "تم ... ہو کہ میں ایک کیسینو سے وابستہ ہوں جہاں ...ب نہ جانے کتنے جرم سرزد ہوتے رہتے ہیں۔ تم ...لیس آفیسر رہ چکے ہو چنانچہ اس بات سے بھی بخوبی ... ہوگے کہ جرم اور قانون کا چولی دامن کا ساتھ ہے ... تعلق کو ختم تو نہیں کیا جاسکتا۔"

"تم سے فون پر بحث کرنا مناسب نہیں ہے۔" میں نے ...ل کر سوال کیا۔ "کیا تم رات کو کیسینو پر موجود ..."

"یقیناً۔" اس نے بڑے پُراعتماد لہجے میں جواب ...

"میں تم سے وہیں ملنے کی کوشش کروں گا۔"

"نہیں۔" ندیم نے یکلخت سنجیدگی سے کہا۔ "تم ...ل مجھ سے دور ہی رہو گے' میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ ...ہارے اوپر کوئی آنچ بھی آئے۔"

"لیکن۔"

"پلیز مائی ڈیئر شہباز۔" وہ میری بات کاٹتا ہوا بولا۔ "تم ...ے راستوں پر چلنے کے عادی ہو اس لیے آڑے ترچھے ...وں کی طرف آنے سے پرہیز کرو' اسی میں ہم دونوں کی ...ہے۔"

"کیا پرشوتم کو پیش آنے والے حادثے نے ہمارے ...ن میں ایک دیوار حائل کردی ہے۔"

"ایسا بھی نہیں ہے۔ میں جب چاہوں تم سے مل سکتا ...لیکن تم میری طرف آنے سے گریز ہی کرنا ورنہ بنا بنایا ...ڑ جائے گا۔" ندیم نے اپنے جملے کے اختتام کے ... رابطہ منقطع کردیا۔

میں ندیم کی نجی زندگی سے یقیناً پوری طرح واقف ... مجھے اس بات کا پہلے ہی سے شبہ تھا کہ وہ پرشوتم کو ...جواب پتھر سے دینے سے باز نہیں رہے گا لیکن اس ... سمجھ میں نہیں آسکی تھی کہ وہ جب چاہے ...ل سکتا ہے لیکن میں اپنی مرضی سے چل کر اس کے ...تک نہیں جاسکتا تھا' پرشوتم کے سلسلے میں اس نے اس ...اقرار بھی کرلیا تھا اسے دیوانگی کی آخری حدود تک ... میں اسی کے ماتحتوں کا ہاتھ ہے۔ ایک سنگین ...ت اسی کے اشارے پر عمل میں آئی تھی لیکن اس ...جود وہ حالات سے پریشان نہیں تھا' اس کی باتوں سے صاف ظاہر تھا کہ وہ سراج جیسے فرض شناس پولیس افسروں سے بھی خائف نہیں ہے۔ عجیب بے پروا اور نڈر واقع ہوا تھا۔

مجھے اس بات کا مکمل یقین تھا کہ پرشوتم کے خلاف قدم اٹھانے سے پیشتر اپنے بچاؤ کے تمام پہلوؤں کو مدنظر رکھا ہوگا' اس کا اثر و رسوخ بھی پرشوتم کے مقابلے میں کچھ کم نہیں تھا۔ مجھے یہ بھی معلوم تھا جو لوگ کیسینو اور نائٹ کلب ٹائپ کے کاروبار سے منسلک ہوتے ہیں وہ اپنے لیے نکاسی کے بھی کئی چور دروازے رکھتے ہیں۔ مجھے تردد صرف اس بات کا تھا کہ ندیم نے محض میری خاطر ایک خطرناک درندے کو زخمی کرنے کا خطرہ مول لیا ہے۔ اور۔ وہ شنکر کی ناپاک اور گندی قوتوں سے پوری طرح واقف نہیں تھا۔

پھر وہی ہوا جس کا مجھے ڈر تھا' میں نے دوسری بار دفتر سے اٹھنے کا ارادہ کیا تھا جب ایک بار پھر انٹرکام کے بزر کی آواز گونجی۔ "یس۔"

"سر آپ کے لیے ایک ضروری کال ہے۔" عارفہ نے کہا۔ "میں نے نام دریافت کرنے کی کوشش کی تھی لیکن بولنے والے نے نام بتانے سے انکار کردیا' اس نے صرف اتنا کہا کہ اگر کال آپ کو تھرو نہ کی گئی تو آپ کو ناقابل تلافی نقصان سے دوچار ہونا پڑے گا۔"

"کال دے دو۔" میں نے انٹرکام کا ریسیور اٹھالیا پھر دوسری جانب سے سنسناتی ہوئی جو آواز ابھری تھی میں نے اسے پہچاننے میں کوئی غلطی نہیں کی۔ وہ آواز میرے دیرینہ دشمن شنکر کے علاوہ کسی اور کی نہیں تھی۔

"مجھے پہچانا مہاراج۔ تمہارا پرانا جگری بول رہا ہوں۔ شنکر۔" اس کے لہجے میں بڑا طمطراق تھا۔

"کیا چاہتے ہو؟" میں نے ہونٹ بھینچتے ہوئے سرد آواز میں پوچھا۔

"نرنجن لال کے چرنوں کی دھول بن جاؤ۔ شنکر کا اور تمہارا جھگڑا ختم ہوجائے گا۔" اس کی آواز میں کھلا چیلنج تھا۔

"مطلب کی بات کرو۔" میں حقارت سے بولا۔ "نرنجن کے سلسلے میں تم میرا جواب پہلے بھی سن چکے ہو۔"

"کیا اس میں لچک کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔"

"نہیں۔"

"پھر میری بات بھی دھیان سے سنو۔ پرشوتم سے ہمارا کوئی رشتہ ناتا نہیں ہے اسی لیے شنکر نے تمہارے جگر

www.urdukorner.com

پر ہاتھ نہیں ڈالا ورنہ میں اگر چاہتا تو اس کو بھی اپاہجوں جیسا جیون گزارنے پر مجبور کر سکتا تھا۔"

"کیا مطلب۔" میں اس کے جملے کی ساخت پر چونک اٹھا۔

"جانتے ہو مہاراج کہ ٹنڈا کسے کہتے ہیں۔ اس منش کو جس کے ایک یا دونوں ہاتھ نہ ہوں لیکن مجھے ٹونی پر دیا آ گئی' اس لیے میں نے اس کا کیول سیدھا ہاتھ جڑ سے کٹوا دیا ہے۔ اسی ہاتھ سے وہ دشٹ تمہاری سہائتا کر سکتا تھا۔" شنکر نے سرد آواز میں کہا۔ "شطرنج کے کھیل میں یہی ہوتا ہے' تم ایک پیادہ مارنے کا چتاوٹ رکھو گے تو شنکر تمہارا اس سے بڑا مہرہ پیٹ دے گا۔"

"لیکن ٹونی نے تمہارا کیا بگاڑا تھا۔" میں نے ہاتھ ملتے ہوئے پوچھا۔

"اس نے اونچا بولنے کی غلطی کی تھی لیکن یہ سمے ان باتوں کا نہیں ہے' تم کیول اتنا سن لو کہ تمہارا پیادہ اپنے گھر میں پڑا درد سے تڑپ رہا ہے۔ لیکن داور ابھی تک خون آلود چھرا لیے موقعہ واردات پر ہی موجود ہے۔ اپنے ڈی ایس پی سراج کو بھی خبر کر دو کہ وہ جا کر داور کو گرفتار کر لے لیکن یہ بھی بتا دینا کہ داور کو شنکر کی مہان شکتی نے جنم دیا ہے۔ گرفتاری کے تیسرے دن ہی وہ پولیس کی قید سے چھو منتر ہو جائے گا۔"

"شنکر۔" میں گرج پڑا۔ "اگر تم اتنی ہی مہان شکتی کے مالک ہو تو براہ راست مجھ پر وار کرنے کی جرأت کیوں نہیں کرتے۔"

"چنتا مت کرو بالک۔۔۔ ابھی کچھ اندھیرے درمیان میں ہیں' ذرا انہیں چھٹ جانے دو پھر تمہارا نمبر آنے میں بھی دیر نہیں لگے گی بلکہ یوں سمجھ لو کہ تمہیں اپنے پیروں کے تلے ملنا شنکر کی سب سے بڑی بھاونا (خواہش) ہے۔"

"تمہاری یہ ناپاک خواہش کبھی پوری نہیں ہو گی۔۔۔ چمار کی اولاد۔" میں کرخت میں بولا۔ "مرد ہو تو مجھ سے کھل کر مقابلہ کرو۔"

"گرو دیو کو ان کے جاپ میں سپھل ہو لینے دو پھر چمار کی اولاد تمہیں بوٹی بوٹی کر کے مارے گا۔"

"شٹ اپ۔ یو باسٹرڈ۔" میں نے حقارت سے کہا پھر لائن منقطع کر دی۔

دوسرے ہی لمحے میں نے سراج کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے' مجھے ٹونی کی فکر لاحق تھی' وہ غریب بڑے کام کا آدمی تھا لیکن درمیان میں آ کر بلاوجہ پس گیا تھا!

*

داور کسی نڈر اور بے خوف درندے ہی کی طرح سراج کے دفتر میں اس کے سامنے سینہ تانے کھڑا تھا' ٹونی کو میں نے شہر کے سب سے بڑے اسپتال میں داخل کرا دیا تھا لیکن وہ غریب بہرحال اپنے سیدھے ہاتھ سے محروم ہو چکا تھا۔ فنگر پرنٹ ایکسپرٹ کی فوری رپورٹ کے مطابق اس چھرے کے دستے پر سے داور ہی کی انگلیوں کے نشانات ملے تھے جس سے ٹونی کا ہاتھ کاٹا گیا تھا۔ شنکر کے کہنے کے مطابق اس وقت بھی داور کے ہاتھ میں خون آلود چھرا موجود تھا جب سراج نے اسے گرفتار کیا تھا' وہ ٹونی کا ہاتھ کاٹنے کے باوجود وہاں سے فرار نہیں ہوا تھا۔

سراج کے دفتر میں اس وقت میرے اور داور کے علاوہ ایک سینئر انسپکٹر بھی موجود تھا' دو مسلح گارڈ داور پر تعینات تھے حالانکہ اسے ہتھکڑیاں اور بیڑیاں پہنا کر سراج کے سامنے لایا گیا تھا۔

"تمہاری اور ٹونی کی کیا دشمنی تھی۔" سراج نے داور کا وہ بیان پڑھنے کے بعد اس سے پوچھا جو مقدمہ مجسٹریٹ کے روبرو ریکارڈ کیا گیا تھا۔

"کوئی دشمنی نہیں تھی۔" داور نے بڑی بے جگری سے جواب دیا۔ "میں اسے آج پہلی بار دیکھا تھا۔"

"گویا تمہیں اس قتل پر کسی اور نے مامور کیا تھا۔"

"مسٹر سراج۔" میں نے تیزی سی کہا۔ "میں آپ کو پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ۔۔۔"

"ون منٹ۔ پلیز۔" سراج نے ہاتھ اٹھا کر مجھے خاموش رہنے کی تاکید کرتے ہوئے داور سے سخت لہجے میں کہا۔ "میرے سوال کا جواب دو۔ وہ کون تھا جس نے تمہیں ٹونی کا ہاتھ کاٹنے کے اذیتناک عمل پر آمادہ کیا تھا۔"

"وہ۔ جس نے مجھے مرنے کے بعد ایک نئی زندگی دی ہے۔"

"نان سنس۔" سراج نے میز پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔ "تم غالباً ابھی تک کسی ایسے نشے کے زیر اثر ہو جس نے تمہیں اور تمہارے ذہن کو مفلوج کر رکھا ہے۔"

"سر۔" سینئر انسپکٹر نے تجویز پیش کی۔ "کیا یہ مناسب نہ ہو گا کہ ہم فوری طور پر پولیس سرجن سے اس کا مکمل میڈیکل چیک اپ کرا لیں۔ اس طرح اس کی موجودہ ذہنی حالت کا قانونی سرٹیفکیٹ بھی ہمارے لیے بہت کارآمد ہو گا۔"

"تم چاہو تو اپنی یہ خواہش بھی پوری کر لو۔" سراج کے بجائے داور نے سپاٹ آواز میں جواب دیا۔ "لیکن میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں نے پورے ہوش و حواس میں ٹونی کو اس کے ایک ہاتھ سے محروم کیا ہے۔ اس نے مجھے ایسا ہی حکم دیا تھا۔"

www.urdukorner.com

"کون تھا وہ؟" سراج نے تیزی سے سوال کیا۔

"وہی۔ جس نے مجھے ایک نئی زندگی دی ہے۔" داور نے ایک بار پھر بے پروائی کا مظاہرہ کیا۔

"تم بکواس کر رہے ہو۔" سراج غرایا۔ "سیدھی طرح حقیقت بتا دو ورنہ دنیا کی کوئی طاقت تمہیں پھانسی کے پھندے سے نہیں بچا سکے گی۔" جواب میں داور کے فلک شگاف قہقہے گونجنے لگے۔ کچھ دیر تک وہ اسی انداز میں قہقہے لگاتا رہا پھر یکلخت سنجیدگی اختیار کر کے کسی زہریلے ناگ کی طرح پھنکارتے ہوئے بولا۔

"اس بات کو ذہن سے نکال دو ڈپٹی جو شخص ایک بار مر چکا اسے تم دوبارہ پھانسی نہیں دے سکتے اور اگر تمہیں داور کی باتوں پر یقین نہیں آ رہا تو خود اپنی نگاہوں سے اس کی تصدیق کر لو۔ اپنے کسی آدمی سے کہو کہ وہ میرا سینہ کھول کر تمہیں دکھا دے۔"

مجھے داور کی باتوں پر کسی قسم کا کوئی شبہ نہیں تھا اس لیے کہ میں خود اپنی نظروں سے مرتا دیکھ چکا تھا لیکن اس وقت سراج کے علاوہ دوسرے افراد کی نگاہیں بھی پھٹی کی پھٹی رہ گئیں جب سراج کے اشارے پر انسپکٹر نے اٹھ کر داور کے سینے کو ننگا کیا تھا خود میں بھی جھرجھری لے کر رہ گیا' داور کے پورے سینے پر گولیوں کے ان گنت نشانات موجود تھے جس کے اطراف جمے ہوئے خون کی کھرنڈ اس وقت بھی واضح طور پر نظر آ رہی تھی۔

"کیوں ڈپٹی۔" داور مسکرایا۔ "اب تمہارا کیا خیال ہے۔"

"ضروری نہیں کہ ہم نے جو دیکھا ہے وہ اصلیت ہی ہو۔" سراج نے ہونٹ چباتے ہوئے ڈھیلے لہجے میں کہا۔ "یہ سب کچھ کسی میک اپ کا کمال بھی ہو سکتا ہے۔"

"میرا خیال ہے تمہارے اپنے سروس ریوالور کا چیمبر بھرا ہوگا۔" داور نے سراج کو گھورتے ہوئے جواب دیا۔ "خود اپنے ہاتھ سے میری چوڑی چھاتی پر اپنا چیمبر خالی کر کے کسی میک اپ کی تصدیق کر لو۔ داور اسی طرح تمہارے سامنے کھڑا مسکراتا رہے گا۔"

"یہ سچ کہہ رہا ہے مسٹر سراج۔" میں نے انگریزی زبان میں سراج کو مخاطب کیا۔ "محسن علی' اکروال اور اس کے ساتھیوں کی پراسرار موت اور پھر پرشوتم کا پاگل ہو جانا یہ سب ایک ہی سلسلے کی کڑی معلوم ہوتی ہیں۔ ایسی صورت میں یہ بھی ممکن ہے کہ اسی پراسرار اور نادیدہ قوت نے داور کو بھی کسی ناقابل یقین عفریت کے سانچے میں ڈھال دیا ہو۔"

"یو آر رائٹ مسٹر شہباز۔" سراج کے بجائے داور نے بڑی شستہ انگریزی میں کہا۔ "اور میرا خیال ہے کہ تم شاید اس پراسرار شخصیت سے اچھی خاصی واقفیت بھی رکھتے ہو۔ ایک خاص بات اور بھی ہے جو تم نے ابھی تک ڈپٹی کو نہیں بتائی۔"

"وہ کیا۔۔۔؟" سراج نے تیزی سے داور سے سوال کیا۔

"جس بلوان شخص نے مسٹر شہباز کو میرے اور ٹونی کے بارے میں مخبری کی تھی اس نے ایک بات اور بھی کہی تھی۔" داور نے بڑی بے پروائی سے سراج سے مخاطب ہو کر کہا۔ "تم مجھ پر چاہے کتنے ہی سخت پہرے بٹھا دو' چاہے میرے پورے بدن کو کسی سیسہ پلائی ہوئی دیوار کے اندر قید کر دو' آج سے ٹھیک تین روز بعد میں اس طرح چھو منتر ہو جاؤں گا کہ تمہارے دیدے حیرت سے پھٹے کے پھٹے رہ جائیں گے۔"

"اسے کچھ دیر کے لیے باہر لے جاؤ' میں مسٹر شہباز سے کچھ ضروری باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"

سراج کے حکم پر داور کو آفس سے باہر لے جایا گیا' اس کے ساتھ ہی انسپکٹر اور گارڈز بھی چلے گئے تھے۔

"مسٹر شہباز۔۔۔" سراج نے کمرا خالی ہونے کے بعد مجھ سے پوچھا۔ "کیا داور نے جو کچھ کہا وہ سچ ہے؟"

"جی ہاں۔۔۔" میں نے گہری سنجیدگی سے جواب دیا۔ "جس نامعلوم شخص نے مجھے فون پر اس واردات کی اطلاع دی تھی اس نے یہ بھی کہا تھا کہ گرفتاری کے تین روز بعد داور پولیس کی قید سے چھو منتر ہو جائے گا۔"

"گویا پولیس کو باقاعدہ چیلنج کیا گیا ہے۔"

"بظاہر تو یہی ہوتا ہے۔۔۔ محسن علی اور دوسرے پراسرار واقعات کے رونما ہونے کے بعد سب کچھ ممکن ہو سکتا ہے۔"

"پھر۔۔۔ آپ کا کیا مشورہ ہے؟"

"میرا خیال ہے کہ آپ اس کیس کو مکمل طور متعلقہ تھانے کے انسپکٹر کے حوالے کر دیں۔"

"اس سے کیا ہو گا؟"

www.urdukorner.com

"کم از کم آپ کی پوزیشن کسی حد تک اخبارات اور اوپر والوں کی تنقید کا نشانہ بننے سے محفوظ ہو جائے گی۔"

سراج نے فوراً ہی کوئی جواب نہیں دیا، کچھ دیر اپنے خیالوں میں گم رہا پھر بولا۔

"آئی جی اور اوپر والوں کا خیال ہے کہ پولیس اپنی ناکامی کو چھپانے کی خاطر ہر ناقابلِ حل واقعے کو پراسرار قوتوں کے کرشمے کا رنگ دے کر داخلِ دفتر کر دیتی ہے۔ ان کا خیال ہے کہ اس قسم کے پراسرار اور حیرت انگیز واقعات صرف قصے کہانیوں کی حد تک محدود ہیں۔ ان کا حقیقت سے دور کا بھی کوئی تعلق نہیں۔"

"تنقید برائے تنقید کی اور بات ہے ورنہ سفلی کالا جادو اور بزرگوں کے کرشمے آج بھی اسی انداز میں برقرار ہیں جس طرح ہزاروں سال پہلے تھے۔ دیومالائی کہانیوں کی بے شمار کتابیں اور دیوی دیوتاؤں کے بارے میں بیرونی پریس نے بھی لاتعداد لٹریچر شائع کیا ہے۔" میں نے پہلو بدل کر جواب دیا۔ "آپ خود اپنا اسلامی لٹریچر اٹھا کر دیکھ لیجیے اس میں بھی بے شمار باتیں ایسی ہیں جو آج کی نوجوان نسل ماننے کے لیے تیار نہیں لیکن مذہب کی رو سے ان واقعات سے روگردانی کرنا بھی عظیم گناہ قرار دیا گیا ہے۔"

"میں آپ کی بات کا مطلب سمجھ رہا ہوں لیکن ـــــ"

"اس کے باوجود آپ پرشوتم والے کیس میں مجھ پر اور میرے دوست ندیم پر شک کر رہے ہیں۔" میں نے لوہا گرم دیکھ کر ضرب لگائی پھر طنزیہ انداز میں بولا۔ "پولیس کے زاویہ نگاہ سے یہ بھی سوچا جا سکتا ہے کہ خود میں نے ٹونی کو کسی غلطی کی پاداش میں ایک ہاتھ سے محروم کرا دیا ہے تاکہ پرشوتم والا کیس کمزور پڑ سکے لیکن داور کو آپ کس خانے میں فٹ کریں گے۔"

"کیا آپ کو یقین ہے کہ وہ تین بعد پولیس کے شکنجے سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو جائے گا۔" سراج نے اس بار میرے چہرے کے تاثرات کو معنی خیز انداز میں گھورتے ہوئے سوال کیا۔

"اس کا اندازہ تو تین روز بعد ہی ہو سکتا ہے۔"

"داور نے کہا تھا کہ آپ اس شخصیت سے واقفیت بھی رکھتے ہیں۔ جس نے داور اور ٹونی کے سلسلے میں مخبری کی تھی۔" سراج نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"جو شخص میرے آدمی کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ ان شاہدوں کو پراسرار طور پر ختم کرا سکتا ہے جو میرے حق میں کارآمد ثابت ہو سکتی تھیں، وہ میرا کوئی دشمن ہی ہو سکتا ہے۔ دوست نہیں۔" میں نے ٹھوس لہجے میں دلیل پیش کی۔

"ایسی صورت میں ایک بات اور سمجھ میں نہیں آتی۔" سراج نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ "اگر وہ پراسرار شخصیت یا کوئی ناپاک طاقت آپ کی دشمن ہے تو وہ آپ کو کوئی گزند پہنچانے کے بجائے دوسروں کو اپنا نشانہ کیوں بنا رہی ہے؟"

"اس کا جواب میں نہیں۔ وہی پراسرار قوت دے سکتی ہے۔" تیکھے انداز میں کہا پھر اٹھتے ہوئے بولا۔ "میں اب اجازت چاہوں گا۔"

پھر اس سے پیشتر کہ سراج کوئی بات کہہ پاتا میں تیزی سے پلٹ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

☆☆

اس رات میں اپنی خواب گاہ میں بیٹھا حالات کی کڑیاں جوڑنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ٹونی کے ساتھ جو انتقامی کارروائی کی گئی تھی۔ اس کے بعد اب میرا خاموش تماشائی بنے رہنا بزدلی کی علامت ہی ہوتا۔ اگر داور اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں کاکا نے اس بات کا اقرار کیا تھا۔ اس نے شنکر کے شبہات کو دور کرنے کی خاطر ایک چال چلی ہے لیکن ٹونی کے ساتھ جو اذیت ناک حادثہ پیش آیا تھا اس کی ذمے داری کس پر عائد کی جا سکتی تھی؟ کاکا شنکر یا پھر نرنجن لال۔

وہ تینوں ہی میری نگاہوں میں مشکوک تھے۔ کاکا کی سرد مہری نے مجھے بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا تھا۔ شنکر نے بھی یہی کہا تھا کہ وہ مجھے حالات کے تانے بانے میں الجھا کر سکون کا سانس لینے سے بھی محروم کر دے گا ممکن ہے اسے پرشوتم کے سلسلے میں کاکا کے بجائے میرا ہاتھ نظر آیا ہو جس کا انتقام اس نے ٹونی سے لے لیا تھا مگر اس نے فون کر کے مجھے بتایا تھا کہ اگر وہ چاہیں تو اپنی گندی قوتوں کے ذریعے ندیم کو اپاہجوں جیسی زندگی گزارنے پر مجبور کر سکتا تھا لیکن کسی خاص مصلحت کی بنا پر اس نے ندیم کو نظرانداز کر کے ٹونی کو اپنی شیطانی اور پلید [illegible] ہے ایسی صورت میں یہ سوچنا کہ شنکر پرشوتم کے سلسلے میں حالات سے لاعلم رہا ہوگا۔ ایک احمقانہ تصور تھا لیکن اس نے ندیم کو نظرانداز کیوں کیا تھا؟ ٹونی کے بیان کے مطابق وہ اپنے ماضی کو دفن کر چکا تھا پھر شنکر کو اس سے کس قسم کا خطرہ لاحق تھا جس کی بنا پر اسے سیدھے ہاتھ سے محروم کر دیا گیا؟ میرا ذہن پوری طرح بیدار تھا پھر ایک خیال میرے

www.urdukorner.com

ذہن میں بڑی سرعت سے ابھرا۔ "ممکن ہے نرنجن لال کی ایما پر ایسا کیا گیا ہو۔" ٹونی نے مجھے بتایا کہ میری فرم جوائن کرنے سے پیشتر وہ نرنجن لال کے ساتھ بھی کام کر چکا تھا۔ شنکر نے مجھے فون کر کے کہا بھی تھا کہ اگر اس کا ایک پیادہ مارا گیا تو وہ اس سے بڑا مہرہ مار کر اپنی قوت کا مظاہرہ کرے گا مجھے معلوم تھا کہ وہ خبیث پنڈت جسی دھر کے حکم پر اس کی غیر موجودگی میں نرنجن لال کے لیے کام کر رہا تھا اگر کمبل پوش کا سایہ میرے سر پر نہ ہوتا اور میرے ہاتھ میں صندلی انگوٹھی نہ ہوتی تو عین ممکن تھا کہ شنکر سب سے پہلے مجھے ہی اپنے راستے سے ہٹانے کی کوشش کرتا۔

بہرحال ٹونی میری وجہ سے حالات کی چکی میں پسا تھا اس لیے اب یہ فرض میرا تھا کہ کوئی جوابی کارروائی کر کے دشمنوں کو اس بات کا یقین دلایا جائے کہ ہم نے بھی چوڑیاں نہیں پہن رکھی ہیں۔ دولت میں بڑی طاقت ہوتی ہے۔ میں چاہتا تو فوری طور پر دو چار غنڈوں کی خدمات حاصل کر کے نرنجن لال کو زک پہنچا سکتا تھا لیکن میں نے جلد بازی میں ایسا قدم اٹھانے سے گریز کیا۔ پرشوتم کے سلسلے میں سراج کا شبہ میرے اور ندیم کے سلسلے میں حق بجانب تھا اس کی جگہ میں ہوتا تو شاید میں بھی وہی سوچتا جو سراج سوچ رہا تھا۔ ایسی صورت میں نرنجن لال کے خلاف کوئی فوری اقدام سراج کے ذہن میں ان شبہات کو مزید تقویت پہنچا سکتے تھے جو پرشوتم کے پاگل ہو جانے کے بعد سر ابھار رہے تھے۔

میں نے کچھ سوچ کر کاکا کو آواز دی۔ میں جاننا چاہتا تھا کہ شنکر آئندہ کس قسم کی چال چلنے کا ارادہ رکھتا ہے لیکن میرے دو تین بار پکارنے کے باوجود کاکا کی جانب سے کوئی جواب نہیں آیا۔ شاید وہ مجھ سے روٹھ گئی تھی یا پھر یہ بھی ممکن تھا کہ وہ ان پہاڑیوں کی سمت چلی گئی ہوں جہاں پنڈت جسی دھر کسی گپھا میں منڈل کے اندر بیٹھا کاکا کی پراسرار قوت کو اپنا غلام بنانے کی جاپ مکمل کر رہا تھا۔

پرشوتم کے سلسلے میں ندیم نے درمیان میں آ کر جہاں مجھے [illegible] پریشان کر دیا تھا وہاں مجھے اس بات کی خوشی بھی تھی کہ وہ شخص میری خاطر اس آگ میں کود پڑا تھا جو میرے نرنجن لال اور شنکر کے درمیان بھڑک رہی تھی۔ ندیم کے پاس راجو جیسے جانثار لوگ موجود تھے۔ یقیناً پرشوتم کے سلسلے میں بھی اس نے ان ہی لوگوں کی خدمات حاصل کی ہوں گی۔ میں چاہتا تو ٹونی کے جواب میں ندیم کے پالتو غنڈوں کے ذریعے بھی نرنجن لال کو کوئی بھاری نقصان پہنچا سکتا تھا۔ میں نے کسی فوری جوابی کارروائی سے گریز کیا لیکن میرے ذہن کے اندر نرنجن لال کے خلاف ابلنے والا لاوا کچھ اور شدت اختیار کر گیا ہے۔ قصور میرا نہیں اس کا تھا۔ اس نے محض ایک ٹینڈر ہاتھ سے نکل جانے کو اپنی آن کا مسئلہ بنا لیا تھا۔

میں ابھی اپنے خیالوں میں گم تھا کہ فون کی گھنٹی بجی اس وقت رات کے گیارہ کا عمل تھا۔ میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے ریسیور اٹھایا۔ میرا خیال تھا کہ شاید شنکر نے ایک بار پھر میری بے بسی کا مذاق اڑانے کی خاطر فون کیا ہو گا لیکن دوسری جانب سے ندیم کی آواز ابھری۔

"یہ ٹونی کا کیا معاملہ ہے۔" اس نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"میرے دشمنوں نے پرشوتم کے جواب میں اسے اپنی درندگی کا نشانہ بنایا ہے۔" میں نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا پھر شنکر سے ہونے والی گفتگو کی تفصیل بھی دہرا دی۔ یہ بھی بتایا کہ اسے اس بات کا علم ہو چکا ہے پرشوتم والے حادثے میں کون لوگ ملوث ہیں۔

"تمہارا کیا خیال ہے کیا شنکر کو جدید آٹومیٹک اسلحہ سے نشانہ بنایا جا سکتا ہے۔"

"نہیں۔" میں نے تیزی سے کہا۔ "ایسا غضب بھی نہ کرنا ورنہ وہ اور بھڑک اٹھے گا۔"

"ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنا اور موت کو سامنے کھڑا دیکھ کر کسی کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر لینا میرے اصول کے خلاف ہے۔" ندیم نے بے قراری سے کہا۔ "میں نیک کام نہیں کر رہا ہوں لیکن اس کے باوجود خدا کے وجود کا قائل ہوں۔ اس پر مکمل ایمان رکھتا ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ اس کے حکم کے بغیر ایک پتا بھی اپنی جگہ سے جنبش نہیں کر سکتا۔ شنکر تو محض ایک ناپاک اور مکروہ حیثیت کا مالک ہے پھر اس سے کیا ڈرنا۔ یوں بھی موت کا ایک وقت مقرر ہے جسے دنیا کی کوئی طاقت نہیں ٹال سکتی۔"

"تم اپنی جگہ حق بجانب ہو لیکن جان بوجھ کر اندھے کنویں میں چھلانگ لگا دینا بھی دانشمندی کے منافی ہے۔"

"اور اینٹ کا جواب پتھر سے نہ دینا میرے نزدیک بزدلی کی علامت ہے۔"

"میں تمہاری دوستی کی قدر کرتا ہوں لیکن فی الحال تم کم از کم تین روز تک کوئی خطرناک قدم اٹھانے سے گریز ہی کرو گے۔"

www.urdukorner.com

"کیا تمہیں یقین ہے کہ داور حقیقتاً تین روز بعد پولیس کے شکنجے سے چھو منتر ہو جائے گا؟"

"ہاں۔" میں نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ "میں روپ نگر میں تعیناتی کے دوران کئی بار اس کی پلید قوتوں کا ناقابلِ یقین تماشا دیکھ چکا ہوں۔"

"او۔ کے۔" ندیم نے بے پروائی سے کہا۔ "میں تین روز اور خون کے گھونٹ پی کر خاموش رہنے کا وعدہ کرتا ہوں۔"

"اس کے بعد کیا کرو گے؟" میں نے تیزی سے پوچھا۔

"قبل از وقت میں کوئی فیصلہ کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ جو کام وقت پر حالات کی نزاکت کے پیشِ نظر کیا جائے وہ زیادہ کارآمد ہوتا ہے لیکن تم فکر نہ کرو۔ میری وجہ سے تمہارے نام پر کوئی حرف نہیں آئے گا۔ یہ میرا وعدہ ہے۔"

"لیکن ـــــ"

"کل رات کیسینو میں ایک نوجوان مصری رقاصہ اپنے ہیجان انگیز رقص کا مظاہرہ کرے گی۔" ندیم نے میرا جملہ کاٹتے ہوئے کہا۔ "[illegible] نشے کا تجربہ کرنا ہو تو آ جانا۔ میری میز پر تمہارے لیے ایک نشست خالی رہے گی۔" ندیم نے بڑی خوبصورتی سے میری بات اڑاتے ہوئے کہا پھر اس کے ساتھ سلسلہ بھی منقطع کر دیا۔

میرا ذہن ایک بار پھر شنکر کاکا ٹولی اور نرنجن لال کے بارے میں سوچنے لگا۔

○

ٹھیک تین روز بعد سراج بوکھلایا ہوا میرے دفتر میں داخل ہوا۔ اس کی حالت دیدنی تھی۔

"آپ کا خیال درست ثابت ہوا۔" وہ تھکے ہوئے انداز میں بیٹھتے ہوئے بولا۔ "داور کو میرے حکم پر ہتھکڑیوں اور بیڑیوں میں جکڑ کر رکھا گیا تھا لیکن ابھی کچھ دیر پہلے متعلقہ تھانے کے انسپکٹر کا فون آیا تھا۔ میں ادھر ہی سے آ رہا ہوں۔ لوہے کی آہنی زنجیریں ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو کر فرش پر بکھری پڑی ہیں لاک اپ کے دروازے پر قفل بھی موجود ہے لیکن داور ـــــ وہ پراسرار طور پر غائب ہو گیا ہے۔"

"گویا وہی ہوا جس کا خطرہ تھا۔" میں نے سنجیدگی سے کہا۔

"مسٹر شہباز۔ کیا آپ اس شخص کے بارے میں مجھے بتانا پسند کریں گے جس نے آپ کو فون پر داور کے بارے میں اطلاع دی تھی۔" سراج نے مجھے بغور گھورتے ہوئے کہا۔ "مجھے یاد ہے کہ اس روز داور نے کہا تھا کہ آپ اس پراسرار شخصیت سے اچھی خاصی واقفیت بھی رکھتے ہیں۔"

"وہ الفاظ داور کے تھے۔ میں نے ایسی کوئی بات نہیں کی تھی۔" میں نے ٹالنے کے خاطر کہا۔

"کہیں ایسا تو نہیں کہ آپ کسی خاص مصلحت کی بنا پر ـــــ"

"جی نہیں۔" میں نے سنجیدگی سے کہا۔ "ایسی کوئی بات نہیں ہے ورنہ میں کم از کم آپ سے چھپانے کی کوشش نہ کرتا۔"

"بہرحال جو کچھ ہو رہا ہے وہ میری پولیس کی ملازمت کے دوران پہلی بار ایسا ہو رہا ہے۔ اس قسم کے ناقابلِ یقین واقعات سے میرا پالا پہلے کبھی نہیں پڑا۔"

"اور یہ بات خاص طور پر قابلِ غور ہے کہ اس قسم کے حادثات اس روز سے رونما ہونے شروع ہوئے ہیں جس روز نرنجن لال کے مقابلے میں مجھے ایک بڑا ایڈوانٹیج حاصل ہوا تھا۔" میں نے موقعے کی نزاکت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہا۔ "سفلی اور جادو ٹونے کا رواج عام طور سے غیر مسلموں میں زیادہ پایا جاتا ہے۔"

سراج میری بات سن کر چونکا پھر اس سے پیشتر کہ وہ کسی رائے کا اظہار کرتا فون کی گھنٹی بجی۔ میں نے کال اٹینڈ کی پھر ریسیور سراج کی جانب بڑھا دیا۔ کال اسی کی تھی۔

"ہیلو ڈی ایس پی سراج اسپیکنگ۔" اس نے ریسیور میرے ہاتھ سے لیتے ہوئے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"میں تمہیں اس حد تک الجھا دوں گا ڈپٹی کہ تم بھی پاگلوں کی طرح اپنے کپڑے پھاڑنے پر مجبور ہو جاؤ گے۔" دوسری جانب سے کرخت آواز میں کہا گیا۔

"کون ہو تم۔" سراج نے تیوری پر بل ڈالتے ہوئے پوچھا۔

"اس چکر میں مت پڑو۔ نرنجن لال کے آفس پہنچو۔ وہ اغوا کر لیا گیا ہے۔"

"وہاٹ ـــــ" سراج حیرت سے ا www.urdukorner.com سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر الجھن اور غصے کے ملے جلے تاثرات نظر آ رہے تھے۔

"کوئی خاص بات؟"

"ہاں۔" سراج خشک لہجے میں بولا۔ "کسی نے فون پر نرنجن لال کے اغوا کی اطلاع دی ہے۔"

"یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس نے پولیس کو الجھانے کی

ر جان بوجھ کر یہ ڈراما رچایا ہو۔" میں نے حقارت سے ...تنولی کو پیش آنے والا حادثہ اور داور کی پراسرار ...ذگی کے بعد ممکن ہے اس نے یہی مناسب سمجھا ہو کہ ...دنوں کے لیے منظرِ عام سے دور ہٹ جائے۔"

سراج نے جواب میں مجھے خالی خالی نظروں سے دیکھا ...پی کیپ سر پر جماتا ہوا میرے آفس سے باہر نکل گیا۔ ...کا سپاٹ چہرہ کسی قسم کے اندرونی جذبات سے یکسر عاری ...ر اس کے جانے کے بعد میرے ذہن میں اچانک ندیم کا ...ابھر آیا۔ میری چھٹی حس اسی کی نشاندہی کر رہی تھی۔

□

حسبِ معمول قسیم کی بیمار ماں کا حال دریافت کرنے کی ...نرسنگ ہوم پہنچا تو ڈاکٹر فرخ نے میرا استقبال کیا تھا۔

"اب کیسی کیفیت ہے مریضہ کی؟"

"وہ حیرت انگیز طور پر روبہ صحت ہو رہی ہے۔" ڈاکٹر ...نے خوشی کا اظہار کیا۔ "اگر امپروومنٹ کی حالت یہی رہی تو ...ند عشرہ میں وہ گھر بھی جا سکتی ہیں۔"

"گڈ۔" میں نے کہا۔ "یہ سب آپ لوگوں کی مشترکہ ...بھائی کا نتیجہ ہے۔"

"ہم ہر مریض کی خدمت عبادت سمجھ کر کرتے ہیں مسٹر شہباز۔" ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا پھر وہ بھی میرے ساتھ ساتھ قدم بڑھانے لگا لیکن مطلوبہ کمرے کا دروازہ کھولتے ہی اس طرح چونکا جیسے اس نے نادانستگی میں بجلی کے ننگے تاروں کو چھو لیا ہو۔ وہ منظر دیکھ کر خود میری آنکھیں بھی پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ قسیم کی والدہ بستر کے بجائے فرش پر اوندھے منہ پڑی تھی۔ اس کے منہ سے گاڑھا گاڑھا خون بہہ رہا تھا۔ ڈاکٹر نے برق رفتاری سے لپک کر مریضہ کی نبض دیکھی پھر اپنے ہونٹ چبانے لگا۔

"ڈاکٹر ـــــ" میں نے تیزی سے سوال کیا۔ "یہ سب کیسے ہوا؟"

"مجھے خود بھی حیرت ہے جناب۔ ابھی بمشکل دس منٹ ...ل پہلے ہی خود راؤنڈ پر تھا اس وقت مریضہ خاصی ہشاش ...بشاش نظر آ رہی تھی لیکن اب ـــــ"

"ڈاکٹر۔" میں اس کے لہجے کو محسوس کر کے چیخ اٹھا۔

"آئی۔ ایم۔ سوری مسٹر شہباز۔" ڈاکٹر نے مایوس ...انداز میں کہا پھر بستر سے سفید رنگ کی چادر اٹھا کر مریضہ پر ...ڈال دی۔

میں کچھ دیر تک ششدر کھڑا ہاتھ ملتا رہا پھر یکلخت ...میرے ذہن میں شنکر کا تصور جاگ اٹھا۔ اس نے یہی کہا تھا کہ پیادہ مارے جانے کی صورت میں وہ کسی بڑے مہرے کو پیٹنے سے گریز نہیں کرے گا۔ کسی فوری خیال کے تحت میں نے ڈاکٹر کو لاش پوسٹ مارٹم کے لیے روانہ کرنے کی ہدایت کی پھر آندھی اور طوفان کی طرح گاڑی چلاتا ہوا قسیم کے فلیٹ پر پہنچا جس کا دروازہ خلافِ توقع چوپٹ کھلا ہوا تھا۔ میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے فلیٹ کے اندر قدم رکھا پھر وہی ہوا جو میں نے سوچا تھا۔ قسیم اپنے فلیٹ میں موجود نہیں تھی۔

اس کے بستر کی شکن آلود چادر اس پر خون کے چھوٹے چھوٹے دھبے مجھے جو کہانی سنا رہے تھے وہ میرے لیے خلافِ توقع نہیں تھی۔ نرنجن لال کے بدلے میں قسیم کی ماں کو موت کے گھاٹ اتارا گیا اور قسیم کو بھی اغوا کر لیا گیا تھا۔ خدا جانے وہ زندہ تھی یا اسے مار دیا گیا تھا؟

"شنکر۔" میں نے سرد لہجے میں کہا۔ میری رگوں میں دوڑتے خون کی گردش تیز ہوتی چلی گئی۔ میں نے ایک بار پھر کاکا کو آواز دی لیکن اس بار بھی دوسری طرف سے کوئی جواب نہیں ملا۔

میرے ذہن میں تیز اور گرم ہواؤں کے جھکڑ چل رہے تھے۔ قسیم کی ماں کی دردناک موت اور قسیم کے اغوا کی وارداتوں نے میرے اعصاب کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا۔ کاکا کی جانب سے خاموشی نے جلتی پر تیل کا کام کیا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ کاکا کی پراسرار طاغوتی قوت کو اس بات کا علم ضرور ہو گا کہ قسیم پر کیا گزری؟ اسے کہاں رکھا گیا ہے؟ وہ زندہ بھی تھی یا شنکر نے اسے بھی موت کے گھاٹ اتار دیا تھا؟

سوالات اور گزرے ہوئے واقعات کا ایک ہجوم کسی بپھرے ہوئے سمندر کی تیز و تند موجوں کے مانند میرے وجود کے اندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ انتقامی وارداتوں اور کاکا کی خفگی کا یہ سلسلہ قاسم علی کی گرفتاری کے بعد سے تیز ہو گیا تھا۔ سیٹھ پرشوتم نے درمیان میں آ کر سارا کھیل بگاڑ دیا تھا۔ ندیم نے میرے منع کرنے کے باوجود اسے اغوا کرانے کے بعد ایسی اذیتناک اذیتیں پہنچائی تھیں کہ وہ اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا۔ کاکا نے مجھے منع کیا تھا کہ میں شنکر کی موجودگی میں جنت جیسی دھرتی کے ذکر سے احتراز کروں لیکن میں نے اس کی بات نہیں سنی تھی جس کے سبب شنکر کھٹک گیا تھا پھر اس کے شبہے کو دور کرنے کی خاطر کاکا نے ناگن کے بھیانک روپ میں آ کر اگروال اور اس کے ساتھیوں کو لاک اپ میں بند ہونے کے باوجود ڈس کر ختم

www.urdukorner.com

کرتا تھا۔

شنکر نے سیٹھ پرشوتم کا بدلہ لینے کی خاطر میرے عملے کے سب سے جاں نثار آدمی ٹونی کو اپاہجوں جیسی زندگی گزارنے پر مجبور کردیا تھا' اسے اس بات کا علم تھا کہ پرشوتم کی دیوانگی کا سبب ندیم تھا لیکن شنکر نے کسی خاص وجہ سے ندیم کو چھوڑ کر ماسٹر ٹونی کو اس کے سیدھے ہاتھ سے ہمیشہ کے لیے محروم کردیا تھا اور اب نرنجن لال کے اغوا کے بعد خبیث شنکر نے تسنیم کی ماں کو مار ڈالا تھا اور تسنیم کو اغوا کرلیا تھا۔ نرنجن لال کے اغوا میں بھی ندیم کا ہاتھ تھا' اس نے خود اس بات کا اعتراف کیا تھا نرنجن لال کو اسی کے آدمیوں نے اٹھا کر ایک ایسی جگہ رکھا تھا جہاں کسی بزرگ کی روحانی قوت نے ایسا حصار قائم کردیا تھا کہ شنکر کی پراسرار نظریں بھی وہاں تک رسائی حاصل نہیں کرسکتی تھیں۔ اس بار بھی شنکر نے ندیم کو نظرانداز کردیا تھا اور میری ذات کو متاثر کرنے کی خاطر تسنیم کی والدہ اور تسنیم پر ہاتھ صاف کیا تھا۔

تسنیم سے میری کوئی شناسائی نہیں تھی' نہ کوئی رشتہ تھا' بس ایک اتفاقیہ حادثے نے ندیم کو کیسینو میں میرا اس کا آمنا سامنا کرا دیا تھا اور مجھے اس بات کا شدت سے احساس ہوا تھا کہ تسنیم نے بحالت مجبوری ایک کال گرل کا پیشہ اختیار کرلیا تھا وہ ایک شریف اور پاکباز لڑکی تھی' بھائی کی گمشدگی کے بعد ماں کے مہلک مرض کے علاج کے بعد اسے پیسوں کی شدید ضرورت تھی اور اسی ضرورت کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہ کیسینو کے گندے ماحول میں سانس لینے پر مجبور ہوگئی تھی پھر جب میں ایک روز اس کے گھر پہنچا تو تصویر کا دوسرا رخ دیکھ کر میرے اندر انسانیت کا جذبہ بیدار ہوگیا' میں نے اسے ایک گندے ماحول سے نکال کر شریفانہ زندگی گزارنے کا راستہ دکھایا تھا' وہ میری سگی بہن نہیں تھی لیکن میں نے اسے بہن کی حیثیت سے قبول کیا تھا' وہ کھلی فضا میں سانس لینے سے بہت خوش تھی مگر میری وجہ سے وہ بھی حالات کی چکی میں بلاقصور پس کر رہ گئی تھی۔

انسان اگر کوئی جانور یا پرندہ پالے تو اس سے بھی محبت کرنے لگتا ہے' ایکیوریم کی زیبائش کے لیے پانی میں تیرتی ہوئی کوئی مچھلی بھی مرجائے تو انسان کو اس کی کمی کا افسوس ضرور ہوتا ہے لیکن تسنیم کوئی جانور یا پالتو پرندہ نہیں تھی' ایک ستم رسیدہ لڑکی تھی جسے میں نے بہن بنا کر شرافت سے زندگی گزارنے کا موقع فراہم کیا تھا' میں نے اس کے مستقبل کے بارے نجانے کتنے خواب دیکھے تھے' کیا کیا سوچ رکھا تھا لیکن ایک پل میں سارے خواب کسی شیشے کے نازک برتن کی صورت میں ٹوٹ کر چکناچور ہوگئے تھے او[ر] فوری طور پر اس کی بازیابی کا کوئی راستہ مجھے نظر نہیں آ[illegible] تھا۔

تسنیم پر جو کچھ گزری اس کا ذمے دار میں تھا' اگر و[illegible] کیسینو کے ماحول میں ہی رہتی تو شاید زیادہ محفوظ رہ[illegible] تھی جو لوگ غیرقانونی کاموں میں ملوث ہوتے ہیں ان کے ہاتھ بھی لمبے ہوتے ہیں' مجھے ندیم کے ذرائع کا بہت ک[illegible] اندازہ ہوگیا تھا' اس نے اپنے کیسینو میں کچھ ایسے انسان [illegible] درندے پال رکھے تھے جو ہر شے کی حفاظت کا فرض انجا[illegible] دیتے تھے' میں ارب پتی جواری جوزف کا انجام بھی دیکھ [illegible] تھا جو ہروقت اپنے ساتھ ایک خطرناک اور مسلح باڈی گا[illegible] رکھنے کا عادی تھا لیکن ندیم کے آدمیوں نے اسے پل بھ[illegible] میں بے بس کردیا تھا' تسنیم کے حوالے سے میں داور کا انجا[illegible] بھی دیکھ چکا تھا' وہ اگر کیسینو میں رہتی تو شاید زیادہ محفو[illegible] ہاتھوں میں رہتی اور اگر میں نے اسے وہاں سے نکالا تھا [illegible] حالات کے پیش نظر اسے تحفظ فراہم کرنا بھی میرا فرض تھ[illegible] یہ اور بات تھی کہ میرے تعینات کردہ دس باڈی گارڈز [illegible] شنکر کی طاغوتی قوتوں کا مقابلہ نہیں کرسکتے تھے' داور اس [illegible] زندہ مثال تھا' راجو نے اسے میری نظروں کے سامنے برسٹ مار کر موت کی نیند سلادیا تھا لیکن شنکر کی شیطا[نی] قوتوں نے اسے نیا جنم دے رکھا تھا۔ ڈی ایس پی سراج کے دفتر میں داور کے سینے پر گولیوں کے بیشمار نشانات اس وقت بھی موجود تھے جب وہ اس کے دفتر میں ہتھکڑی اور بیڑی میں جکڑا کھڑا تھا' اس نے بڑی بے پروائی سے کہا تھا کہ تین روز کے اندر اندر وہ چھومنتر ہوجائے گا اور ہوا بھی ایسا ہی تھا' تمام تر حفاظتی انتظامات کے باوجود وہ پولیس کے لاک اپ سے غائب ہوگیا تھا' لوہے کی مضبوط ہتھکڑیاں اور بیڑیاں ٹوٹ کر چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تبدیل ہوگئی تھیں۔ سراج کے دفتر میں داور نے اس بات کا بانگ دہل اقرار بھی کیا تھا کہ وہ شنکر کی پراسرار قوتوں کا ایک حیرت انگیز شاہکار ہے' اس نے سراج کو اس بات کی دعوت دی تھی وہ اگر چاہے تو ا[illegible] اسلحہ کی ان گنت گولیوں کو بھی آزما سکتا ہے۔

میں تسنیم کے سنسان فلیٹ میں کسی بے جان بت کی طرح خاموش کھڑا حالات کی گتھیوں کو سلجھانے کی کوشش کررہا تھا' میری نظریں تازہ خون پر مرکوز تھیں جو آہستہ آہستہ خشک ہو کر اپنا رنگ تبدیل کررہا تھا۔ میرے ذہن میں صرف ایک ہی خیال بازگشت بن کر گونج رہا تھا۔ "تسنیم

www.urdukorner.com

کی بازیابی۔" اسی مقصد کو حل کرنے کی خاطر میں نے کاکا کو آواز دی تھی لیکن مجھے اس کی جانب سے کوئی جواب نہیں ملا پھر مجھے یکلخت اس بات کا احساس ہوا کہ کاکا کی نوازشوں نے مجھ سے میری خوداعتمادی چھین لی تھی' میں اپنے قوت بازو کو آزمانے کے بجائے اس کی دیومالائی شخصیت کا محتاج بن کر رہ گیا تھا' اس خیال نے میری رگوں میں دوڑتے ہوئے خون کی گردش تیز کردی۔ میں مسلمان تھا' میں نے خدائے بزرگ و برتر کی لازوال قوت اور اس کے وجود پر بلا کسی حیل و حجت کے آنکھ بند کرکے اعتماد کیا تھا' وہ دونوں جہان کا بلاشرکت غیرے مالک تھا' اس کے حکم کے بغیر کوئی سوکھا پتا بھی اپنی جگہ سے جنبش نہیں کرسکتا تھا' اس کی مقدس کتاب میں واضح طور پر یہ حقیقت بیان کردی گئی ہے کہ ہر شخص کو ایک نہ ایک دن موت کا ذائقہ چکھنا ہوگا۔ اس سے مفر کی کوئی صورت نہیں' صرف انسان کے اعمال روزِ قیامت اس کے حق میں کام آئیں گے۔ کاکا اور شنکر کی پلید اور گندی قوتیں صرف دنیا تک محدود تھیں' ان قوتوں کا وجود ریت سے بنائے گئے محل سے زیادہ نہیں تھا جو ہوا کے محض ایک جھونکے سے مسمار ہو کر زمین بوس ہوسکتا تھا۔

پھر میری نظر اپنے ہاتھ میں پڑی صندلی انگوٹھی کی سمت گئی جو خدا کے ایک برگزیدہ بزرگ نے میری حفاظت کی خاطر مجھے "تحفتاً" دی تھی' میرے سر پر سفید بادلوں کا سایہ تھا جس کا راز شنکر اور کاکا کی گندی قوتیں بھی نہیں پاسکتی تھیں۔

آہستہ آہستہ میرے اندر کا انسان بیدار ہورہا تھا پھر میں نے ایک مخصوص نتیجے پر پہنچنے کے بعد تسنیم کے فلیٹ ہی سے سراج سے رابطہ قائم کیا' ایک منٹ بعد وہ لائن پر تھا۔

"میں شہباز خان بول رہا ہوں۔" میں نے ٹھوس آواز میں کہا۔

"اُف... مجھے بڑی دیر سے آپ ہی کی تلاش تھی۔"

"کوئی خاص بات۔"

"جی ہاں..." سراج نے سنجیدگی سے کہا۔ "ابھی کچھ دیر پیشتر مجھے کسی نامعلوم شخص نے کال کرکے اطلاع دی تھی کہ سینی ٹوریم میں ایک بوڑھی عورت کی لاش موجود ہے جو پراسرار حالات کا شکار ہوئی ہے۔"

"پھر"

"میرے آدمی سینی ٹوریم پہنچے تھے لیکن ڈاکٹر آن ڈیوٹی نے بتایا کہ اس عورت کی لاش آپ کی ہدایت کے مطابق پوسٹ مارٹم کے لیے روانہ کی جاچکی ہے۔" سراج نے اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "وہ ڈاکٹر جو مرحومہ کا علاج کررہا تھا اس نے بھی مرحومہ کی موت کو حیرت انگیز قرار دیا ہے۔ میں اسی سلسلے میں آپ سے معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔"

"وہ عورت تسنیم کی ماں تھی جو زندگی کی طرف واپس لوٹتے لوٹتے پراسرار شیطانی قوتوں کا نشانہ بن گئی۔" میں نے تلخ انداز میں جواب دیا۔ "میں اس وقت تسنیم کے فلیٹ سے بول رہا ہوں اور آپ کو اس بات کی اطلاع دے رہا ہوں کہ تسنیم کو بھی اغوا کرلیا گیا ہے' فلیٹ میں موجود خون کے دھبے اس بات کی نشاندہی کررہے ہیں کہ تسنیم نے مزاحمت کی تھی لیکن مجھے یقین ہے کہ میری اطلاع کے بعد بھی آپ کا قانون اس کی بازیابی کے سلسلے میں صرف کاغذات کی خانہ پری کے علاوہ کوئی عملی قدم اٹھانے پر معذور ہی رہے گا۔"

"میں سمجھا نہیں مسٹر شہباز۔"

"حیرت ہے۔" میں نے جھنجھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ "داور کے فرار ہوجانے کے بعد تو آپ کو کم از کم اس بات کا احساس ہوجانا چاہیے تھا کہ جو فرد یا افراد میرے اوپر عرصہ حیات تنگ کررہے ہیں ان کی گرفتاری کم از کم پولیس کے بس کی بات نہیں ہے۔"

"ایک بات کہوں۔ اگر آپ کو ناگوار خاطر نہ گزرے۔"

"فرمایئے۔"

"اب تک جو پراسرار حالات سامنے آئے ہیں ان کا تعلق کسی نہ کسی زاویے سے آپ کی ذات سے ضرور ہے۔" سراج نے افسرانہ انداز میں جواب دیا پھر جلدی سے وضاحت کرتے ہوئے بولا۔ "میرا خیال ہے کہ اگر آپ پولیس سے تعاون کریں اور ان باتوں کو سامنے لے آئیں جو ابھی تک پولیس کے لیے معمہ بنی ہوئی ہیں تو شاید ہم مل جل کر کامیابی کا کوئی راستہ ضرور تلاش کرسکتے ہیں۔"

"سیٹھ پرشوتم کے سلسلے میں آپ کو میرے دوست ندیم کا ہاتھ نظر آیا تھا۔" میں نے سردمہری سے کہا۔ "آپ اگر چاہیں تو اب نرنجن لال کے اغوا میں مجھے بھی مشکوک افراد کی فہرست شامل کرلیں لیکن اگروال اور اس کے ساتھیوں کی موت... داور کا پولیس لاک اپ سے حیرت انگیز طور پر فرار ہوجانا اور ٹونی کو پیش آنے والا ناقابل تلافی

www.urdukorner.com

حادثہ — ان تمام باتوں کو آپ کس کے سر تھوپنے کی کوشش کریں گے۔"

"پلیز مسٹر شہباز۔" سراج کی آواز ریسیور پر ابھری۔ "مجھے آپ کی ذہنی کیفیت کا احساس ہے لیکن۔"

"مسٹر سراج۔" میں نے اس کی بات کو کاٹتے ہوئے تیزی سے کہا۔ "آپ کو میری ذہنی کیفیت سے قانون کی بے بسی کا احساس زیادہ ہونا چاہیے۔ ویٹ از آل۔"

میں نے غصے کی شدت سے ریسیور کو کریڈل پر زور سے رکھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا فلیٹ سے باہر آ کر اپنی گاڑی میں بیٹھ کر اور اس کا رخ اپنے دفتر کی موڑ دیا، نجانے کیوں میری چھٹی حس مجھے اس بات کا یقین دلا رہی تھی کہ دفتر میں کچھ نئی معلومات میری منتظر ہوں گی۔ میرا اندازہ غلط نہیں ثابت ہوا، میں نے دفتر میں قدم رکھا تو شنکر کو وہاں ایک کرسی پر آلتی پالتی مارے بیٹھا دیکھ میرے تن بدن میں جیسے آگ لگ گئی، اس کے منحوس اور مکروہ چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ رقص کر رہی تھی۔

"تم —" میں نے دانت پیستے ہوئے اسے مخاطب کیا۔ "کس لیے آئے ہو یہاں؟"

"تمہیں تسلی دینے کے کارن۔" شنکر نے میرا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔ "پرکھوں کو کہنا ہے کہ منش کا دوا دارو ہوتا ہے، اپنا دکھ درد ایک دوسرے سے بیان کر دینے سے من کو تھوڑی بہت شانتی مل جاتی ہے۔ کھوپڑی کو بوجھ وقتی طور پر ہی سہی پر تو کچھ ہلکا ضرور ہو جاتا ہے۔"

"کیا کہنا چاہ رہے ہو۔" میں نے اسے خونخوار نظروں سے گھورتے ہوئے سوال کیا۔

"وہی جو پہلے کہہ چکا ہوں۔" اچانک وہ سرسراتے لہجے میں بولا۔ "تم ایک مارو گے تو ہم دو کو ٹھکانے لگا دیں گے — مجھے نسیم کی ماں کی موت کا کوئی غم نہیں، کالی نے اسے بھینٹ کے طور پر سویکار (قبول) کر لیا ہے پر تو نسیم ابھی زندہ ہے، تم چاہو تو وہ آزاد ہو سکتی ہے ورنہ کال کوٹھری میں پڑے پڑے بن کھائے پیئے اس کا کومل شریر کسی پھول کی طرح مرجھا جائے گا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ جو اس سے اس کی رکھشا کر رہے ہیں، سے بیت جانے کے بعد ... ہم خود گدھ بن کر اس کے سندر شریر کو نوچ کھسوٹ کر اس کا کریا کرم پورا کر دیں۔ بالکل ویسے ہی جیسے تم لوگوں نے سیٹھ پرشوتم کو کشٹ دے دے کر پاگل کر دیا تھا۔"

میں نے فوری طور پر کوئی جواب نہیں دیا، میں شنکر کو گندی قوتوں کے کھیل تماشے پہلے بھی دیکھ چکا تھا اس کے علاوہ مجھے اس بات کا علم بھی نہیں تھا کہ نسیم کو اغوا کرنے کے بعد اسے کہاں رکھا گیا ہوگا؟ بہرحال مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی کہ وہ ابھی مری نہیں بلکہ زندہ تھی، میں شنکر کو تیز نظروں سے گھورتا رہا، اگر میرے اختیار میں ہوتا تو شاید میں اس وقت اس کی تکا بوٹی کرنے سے بھی دریغ نہ کرتا۔

"کس دھیان میں بھٹک رہے ہو مہاراج۔" وہ میرا مضحکہ اڑاتے ہوئے بولا۔ "کیا اس کنیا (لڑکی) کے چنتے میں گم ہو جو تمہارے ہاتھ آ کر نکل گئی — ایک بات پوچھوں — کیا تم اس سندر ناری سے بہت پریم کرتے ہو؟"

"ہاں —" میں تلملا کر جواب دیا۔ "میں اس سے محبت کرتا ہوں لیکن ویسی نہیں جیسی تم جمنا کے ساتھ کرتے تھے۔"

"جو بیت گیا سو بیت گیا بالک۔" شنکر نے بڑے غلیظ انداز میں ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔ "تم نے جمنا کی یاد دلا کر مجھے پاگل کر دیا — اس کے شریر کے اندر کتنا سواد تھا یہ بات تم نہیں جان سکو گے۔ رہا پاپ اور پن کا معاملہ تو یہ سب اس دھرتی کے ڈھونگ ہیں۔ اندر کی پیاس جب جوالا مکھی کی طرح منش کے من میں جاگتی ہے تو وہ اندھا ہو جاتا ہے — درندہ بن جاتا ہے اور پھر اسے اپنے اور پرائے کی فکر نہیں ہوتی۔ وہ کیول اپنی پیاس بجھانے —"

"شنکر۔" میں چیخ اٹھا۔ "اپنی گندی زبان بند رکھو۔"

"گرمی دکھانے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا بالک۔" اس نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "ابھی سمے کی ڈوری تمہارے ہاتھ ہے۔ تم چاہو تو ہماری دشمنی پھر دوستی میں بدل سکتی ہے، پر تو منش کو کچھ پانے کی خاطر کچھ کھونا بھی پڑتا ہے — بڑی مچھلی کے شکار کرنے کے کارن چھوٹی مچھلیوں کو بھینٹ چڑھانا پڑتا ہے۔ بغیر بلیدان دیئے تو منش کوئی شکتی پراپت نہیں کر سکتا۔"

www.urdukorner.com

"کیا تم نسیم کو میرے کہنے پر آزاد کر دو گے؟"

"اوش مہاراج۔" وہ تیزی سے بولا۔ "تم آگیا دے کر دیکھو۔ شنکر کے ایک اشارے پر اس کے پجاری تمہاری نسیم کو واپس لا کر تمہارے دوار تک چھوڑ جائیں گے۔"

"اور اس کے بدلے میں مجھے کیا کرنا ہوگا؟"

"نرنجن لال کی واپسی اور اس کے ساتھ کاروبار میں

گٹھ جوڑ۔"

"یہ تمہارا اپنا مشورہ ہے یا تم اپنے گرو دیو پنڈت بنسی دھر کے اشارے پر ناچ رہے ہو۔"

"گرو ہر حال میں گرو ہوتا ہے مورکھ۔" شنکر نے مجھے گھورتے ہوئے کہا۔ "گرو کی سیوا کرنا اور اس کی آگیا کا پالن کرنا تو چیلے کا دھرم ہوتا ہے۔"

"تمہیں روپ نگر یاد ہے نا۔" میں نے اس کو ٹٹولنے کی خاطر سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ "وہاں تم نے اپنے جھونپڑے میں ایک معصوم بچے کے دل کے خون میں ڈوبی ہوئی روئی سے دیا روشن کیا تھا اور اپنے جنتر منتر کے زور سے اس معصوم کی پرچھائیں سے میری ایک مشکل آسان کی تھی۔"

"ہاں —" شنکر نے سرسراتے ہوئے کہا۔ "یاد ہے مجھے اور یہ بھی یاد ہے کہ تم نے جمنا کو آہنی سلاخوں کے پیچھے بند کروا دیا تھا لیکن اس کے بعد کیا ہوا تھا؟ — تمہیں بھی یاد ہوگا۔"

"تم نے ایک بار کہا تھا کہ تمہارے گرو نے سالہا سال تک سرو پہاڑیوں کے گپھاؤں میں بیٹھ کر مہان شکتی حاصل کرنے کے لیے جاپ کیے ہیں۔"

"کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"نرنجن لال۔" میں نے زہرخند لہجے میں جواب دیا۔ "کیا تم اور تمہارے گرو دیو کی مہان شکتی ابھی تک نرنجن لال کو کھوج نہیں لگا سکی۔ تم نے جمنا کو حیرت انگیز طور پر جیل سے آزاد کرا لیا تھا پھر نرنجن لال کے سلسلے میں تمہاری شکتی کو زنگ کیوں لگ گیا۔ تمہاری آنکھیں تو گھپ اندھیروں کے اس پار بھی دیکھ سکتی ہیں — من کے اندر کا حال بھی معلوم کر سکتی ہیں پھر —"

"بس کرو بالک — بس کرو۔" شنکر کی آنکھیں بھڑکتے شعلوں کی طرح سرخ ہو گئیں۔ "تم شنکر سے بگاڑ کر کے بہت کچھ کھو دو گے۔ اپنے ماتا پتا کا دھیان کرو۔ اپنے اس خنجر کے بارے میں غور کرو جس نے نرنجن لال پر ہاتھ ڈالا ہے۔ کیا تمہاری یہ اچھا ہے کہ شنکر سب کچھ جلا کر بھسم کر دے۔ ایک بات کان کھول کر سن لو مہاشے۔ تیر ایک بار کمان سے نکل جائے تو پھر واپس نہیں آتا۔ شنکر سے پنجہ لڑانے کی کوشش تمہیں بہت مہنگی پڑے گی۔"

شنکر کسی زہریلے ناگ کی طرح بل کھا رہا تھا، اس کے منحوس و مکروہ چہرے پر شیطانی قوتیں رقص کر رہی تھیں، اچانک مجھے اس صندلی انگوٹھی کا خیال آیا جو میرے ہاتھ میں موجود تھی۔ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے مجھے اس بات پر کامل یقین تھا کہ زندگی اور موت صرف خدا کے اختیار میں ہے جو لم یزل ہے۔ جس کے لکھے کو کوئی مٹا نہیں سکتا۔ میرے ذہن میں اپنا اور ندیم کا خیال ابھرا۔ شنکر نے ابھی تک ہم دونوں پر ہاتھ نہیں ڈالا تھا۔ غالباً "وہ رحمانی قوتوں کے آگے بے بس تھا، صندلی انگوٹھی پہننے کے بعد کالا نے بھی یہی کہا تھا کوئی ناقابل تسخیر قوت غیبی طور پر میری مدد کر رہی ہے۔ خود شنکر نے بھی ایک موقعے پر اس بات کا اعتراف کیا تھا چنانچہ میں نے جلتی پر تیل چھڑکتے ہوئے شنکر کو سرد آواز میں مخاطب کیا۔

"تمہاری دشمنی میری ذات سے ہے۔ اگر تم اپنی گندی اور ناپاک قوتوں کے سہارے مجھے درمیان سے ہٹا دو تو پھر نرنجن لال بھی آزاد ہو جائے گا۔ اس کا راستہ ہمیشہ کے لیے صاف ہو جائے گا۔"

"چنتا نہ کر مورکھ۔" شنکر نے اٹھتے ہوئے کرخت لہجے میں کہا۔ "وہ سمے بھی بہت جلد آنے والا ہے جب شنکر تجھے اپنے تلوے چاٹنے پر مجبور کر دے گا۔"

"پنڈت بنسی دھر کا جاپ مکمل ہو جانے کے بعد۔ کیوں؟" میں نے اسے جلانے کی خاطر مسکراتے ہوئے سوال کیا پھر یکلخت سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے بولا۔ "میں نرنجن لال کو اس قید خانے سے رہائی دلا سکتا ہوں جہاں تک تمہاری گندی قوتیں پہنچنے سے قاصر ہیں لیکن ایک شرط پر۔"

"کیا؟" اس نے میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر گھورتے ہوئے پوچھا۔

"تم مجھے اس کا جگہ کا پتا بتا دو جہاں تمہارا گرو گھنٹال پنڈت بنسی دھر کالا کی شکتی کو اپنا غلام بنانے کی خاطر کسی منڈل میں چھپا بیٹھا ہے۔"

"داور —" شنکر نے میری بات کا جواب دینے کے بجائے داور کو آواز دی اور پھر دوسرے ہی لمحے میں نے دیکھا کہ داور اس کے آگے ہاتھ باندھے موجود ہے۔ شنکر نے بدستور میری آنکھوں میں جھانکتے ہوئے داور کو مخاطب کیا۔ "کیا تو پہچانتا ہے کہ اس سے میرے سامنے کون دشٹ کھڑا ہے۔"

"میرا دشمن۔" داور غرایا۔ "اسی کی وجہ سے مجھے موت کے گھاٹ اتارا گیا تھا۔ مجھے اجازت دو کہ میں اسے بتاؤں کہ داور کس درجے کا بدمعاش ہے۔"

"کیوں بالک؟" شنکر نے مجھ سے پوچھا۔ "کیا تم داور

www.urdukorner.com

کے ساتھ دو دو ہاتھ کرنا پسند کرو گے؟"

"تم شاید کھلی نگاہوں سے کوئی سندر سپنا دیکھ رہے ہو۔" میں نے اللہ پر بھروسا کرتے ہوئے بے پروائی سے جواب دیا۔ "جو شخص خود ہی مرچکا ہے وہ بھلا کسی اور کو کیا مارے گا ـــــ تم چاہو تو اپنی یہ حسرت بھی پوری کر کے دیکھ لو۔"

"داور ـــ" شنکر نے بڑے خونخوار انداز میں کہا۔ "تیرا دشمن میرے سامنے کھڑا ہے میں تجھے پانچ منٹ کی مہلت دیتا ہوں۔ اس مورکھ کی گدی پکڑ کر دیوار کے ساتھ اتنی زور سے ٹکرا کہ اس پاپی کا بھیجا نکل کر میرے چرنوں میں تڑپنے لگے ـــ اس کے دن پورے کردے ـــــ یہ میرا حکم ہے۔"

جواب میں داور کی آنکھوں اور چہرے پر انتقام کی بھرپور تاثرات پھیل کر گہرے ہونے لگے' وہ مجھے سینہ تانے کھڑا کسی خون آشام درندے کی طرح گھور رہا تھا۔ میں یہاں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ داور میرے مقابلے میں کہیں زیادہ طاقتور اور اچھے خاصے ڈیل ڈول کا مالک تھا' میرا اس کا کوئی جوڑ نہیں تھا لیکن اس کے باوجود میں اپنی جگہ کسی آہنی چٹان کے مانند جما کھڑا رہا۔

داور کی آنکھوں میں شیطانی قوتوں کا رقص جاری تھا۔ ایک لمحے تک وہ مجھے بڑی حقارت آمیز نظروں سے گھورتا رہا پھر اس نے اچانک ہی مجھ پر چھلانگ لگادی' میں پوری طرح محتاط تھا' میں نے داور کو جھکائی دینے کے لیے تیزی سے اپنی جگہ سے ہٹنے کی کوشش کی مگر داور نے شاید میرا ارادہ بھانپ لیا تھا' وہ کسی وزنی سنگلاخ تودے کی طرح مجھ سے ٹکرایا لیکن اس کے بعد جو کچھ ہوا اس نے میرے علاوہ شنکر کو بھی ششدر کردیا۔ داور میرے جسم سے ٹکراتے ہی اس طرح چلایا تھا جیسے کسی شدید کرب کی حالت سے دوچار ہو۔ وہ تڑپ کر زمین پر گرا تھا پھر اس کا وجود پلک جھپکتے میں نگاہوں سے اوجھل ہوگیا۔

"نہیں ـــ" شنکر کی حیرت میں ڈوبی آواز میرے کانوں میں گونجی۔ "ایسا نہیں ہوسکتا۔"

میرے ذہن میں کاکا کا ایک جملہ گونجنے لگا' جب اگروال اور اس کے گرگوں نے مجھے سٹی ٹوریم سے واپسی کے وقت اغوا کیا تھا اور قید کیا تھا تو میں نے کاکا کو وہاں ایک حسین عورت کے روپ میں دیکھا تھا' میں نے اسے چھو کر محسوس کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تھا مگر کاکا نے مجھے سختی سے منع کردیا۔ اس نے کہا تھا ـــ "جب دو بجلیاں آپس میں ٹکراتی ہیں تو ان میں سے کوئی ایک جل کر بھسم ہوجاتی ہے۔"

کاکا کے اس جملے کے ساتھ ہی مجھے کمبل پوش بزرگ کا خیال آیا' صندلی انگوٹھی بدستور میری انگلی میں موجود تھی شاید ان ہی رحمانی قوتوں نے داور کے وجود کو ہمیشہ کے لیے ختم کردیا تھا۔

"شنکر ـــ" میں نے حالات کے پیش نظر مسکراتے ہوئے کہا۔ "داور کو آواز دے کر دیکھو۔ شاید اب وہ دوبارہ تمہاری آواز بھی نہ سن سکے گا۔"

شنکر نے کوئی جواب نہیں دیا' پھٹی پھٹی نظروں سے خلا میں چاروں طرف اس طرح گھور رہا تھا جیسے اس قوت کا راز جاننے کی کوشش کررہا ہو جس نے اسے شکست سے دوچار کردیا تھا۔

"ہواؤں میں کیا تلاش کررہے ہو مہاراج۔" اس بار میں نے شنکر ہی کے لہجے میں اس کا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔ "کیا میرے بھیجے کو اپنے چرنوں میں تڑپتا دیکھنے کی آشا پوری نہیں کرو گے۔"

شنکر نے کسی زخمی درندے کے مانند مجھے گھورا لیکن کوئی جواب دیے بغیر ہی ہونٹ چباتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔ شنکر کے مقابلے میں اپنی جیت دیکھ کر مجھے بڑی طمانیت کا احساس ہورہا تھا' مجھے اس بات کا یقین آگیا کہ جب تک صندلی انگوٹھی میرے ہاتھ میں ہے اور بزرگ کا سایہ سر پر ہے دنیا کی کوئی طاقت میرا بال بھی بیکا نہیں کرسکے گی ـــــ شاید شنکر کو بھی اس کا احساس ہوگیا تھا' میری خود اعتمادی بحال ہورہی تھی اور حوصلوں میں ایک زندگی سرایت کرگئی تھی۔ میں سوچ رہا تھا جب پنڈت بنسی دھر کو اس بات کا علم ہوگا وہ کیا سوچے گا۔ کاکا میرے بلاوے کے باوجود نہیں آئی تھی لیکن میرا دل گواہی دے رہا تھا کہیں قریب ہی کھڑی وہ بھی اس کھیل تماشے کو ضرور دیکھ رہی ہوگی' میرے مقابلے میں شنکر کی خاموشی اور جھلاہٹ دیکھ کر اس کے دل پر کیا گزری ہوگی؟ مجھے یاد ہے "کاکا نے ایک بار مجھے باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ شنکر [illegible] سے بھی زیادہ زہریلا اور خطرناک ہے۔ جس کے کاٹے کو کوئی منتر نہیں ہوتا۔ خود شنکر نے بھی ایک موقعے پر مجھے بہت حقیر سمجھتے ہوئے کہا تھا کہ وہ اپنی شیطانی قوتوں کے ذریعے میرے لیے ایسی الجھنیں اور دشواریاں پیدا کردے گا کہ مجھے سکون کا ایک سانس لینے کا موقع بھی نہیں ملے گا' میں اس کی خباثتوں کا عینی گواہ تھا' اس نے کئی بار ایسے

حالات پیدا کردیے تھے جن کی کوئی توجیہہ نہیں کی جاسکتی' اس کے اندر ناممکن کو بھی ممکن بنادینے کی طاقت تھی۔

میں اپنی کرسی پر بیٹھ کر حالات پر غور کرنے لگا' اس کی اور میری ملاقات ایک ضرورت کے تحت روپ نگر میں ہوئی تھی' میں تسلیم کرتا ہوں کہ اس نے میری مدد بھی کی تھی لیکن اس وقت میں نے یہ غور نہیں کیا تھا کہ وہ میرے خلاف اندر ہی اندر کوئی سازش کررہا تھا۔ وہ یقیناً سمندر کے اتھاہ گہرائیوں میں بھی جھانکنے کی قوت رکھتا تھا۔ کاکا بھی اسی کی دریافت تھی' اس نے کاکا کی پراسرار مورتی کو حاصل کرنے کے لیے میرا انتخاب کیا تھا اور اسی مقصد کے تحت اس نے مجھے دوست بنالیا تھا۔

روپ نگر کے بڑے بڑے ذی اثر لوگ اور حکومت کے کارندے بھی شنکر سے کتراتے تھے' وہ جو چاہتا تھا کرگزرتا لیکن اپنے پیچھے کوئی شہادت نہیں چھوڑتا تھا' جمنا کے سلسلے میں خود میں نے اپنی آنکھوں سے جیل کی آہنی سلاخوں کو موم کی طرح پگھلتے دیکھا تھا' روپ نگر کے باسیوں کے درمیان گھٹی گھٹی سرگوشیوں سے ہی مجھے اس بات کا اندازہ ہوگیا تھا کہ شنکر اور جمنا کے درمیان کون سا رشتہ قائم ہے۔ جمنا ہی سب سے پہلے مجھے پہاڑی سلسلوں کے اس غار میں لے گئی تھی جہاں کاکا کی مورتی دلدل میں پڑی تھی' میں نے کاکا کی مورتی کو دلدل سے نکال لیا تھا لیکن وہ میرے ہاتھ سے پھسل کر نکل گئی تھی پھر شنکر نے پوری طرح مجھے جال میں پھانسنے کی خاطر اپنے جھونپڑے نما مکان میں بلا کر کوئی ایسی شے پلادی جو نشہ آور تھی' میرے علاوہ جمنا بھی وہاں موجود تھی شنکر نے مجھے اپنی کالی قوتوں کے جال میں بے بس کر کے نشے کی حالت میں جمنا کا خون کردینے پر مجبور کردیا تھا۔

دوسری بار شنکر مجھے کاکا کی مورتی تک لے گیا تھا' اس نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ میں اس مورتی کو کچھ دنوں اپنے پاس رکھوں گا پھر اسے واپس کردوں گا اور میں نے بد عہدی نہیں کی تھی' کاکا کی پراسرار مورتی اور اس کی [illegible]ے میں تھوڑا بہت جان لینے کے باوجود میں نے اسے پنڈت بنسی دھر کی موجودگی میں واپس کردیا تھا' میرا خیال تھا کہ اس کے بعد میرے اور گندی طاقتوں کے راستے الگ الگ ہوجائیں گے لیکن نرنجن لال کے درمیان میں آجانے سے صورت حال خراب تر ہوتی چلی گئی' میں نے بزنس میں آنے کے بعد خود کو ان نادیدہ اور ماورائی قوتوں سے جتنا دور رکھنے کی کوشش کی تھی حالات نے مجھے ان شیطانی چکروں میں اتنا ہی الجھا دیا تھا لیکن شنکر کو داور کے سلسلے میں میرے ہاتھوں جو شکست ہوئی تھی اس نے میرے حوصلے اور میری خود اعتمادی کو بحال کردیا تھا۔ میں نے دل میں طے کرلیا تھا کہ کاکا کو بھی زیادہ آواز نہیں دوں گا صرف اسی وقت اس کی مدد حاصل کروں گا جب کوئی اور ذریعہ نہ ہو۔

فتح کے احساس کا بھی اپنا ایک نشہ ہوتا ہے جو انسان کو ہواؤں میں اڑنے پر اکساتا ہے' وہ یکلخت اپنے آپ کو بڑا تناور اور قد آور محسوس کرنے لگتا ہے' میری کیفیت بھی اس وقت کچھ ایسی ہی تھی لیکن کچھ دیر بعد مجھے نسیم کا خیال آیا تو میرے اندر پھر ایک تلاطم بھی پیدا ہوگیا۔ شنکر نے کہا تھا کہ جو لوگ اس کی نگرانی پر تعینات ہیں وہ اسے خوب صورت شکار سمجھ کر اپنی درندگی کا نشانہ بھی بناسکتے ہیں' روند کر پامال بھی کرسکتے ہیں' نوچنے کھسوٹنے کے بعد اسے پرشوتم ہی کی کسی کوڑے کے ڈھیر پر بھی پھینک سکتے ہیں۔ میرے ذہن میں ایک بار پھر گرم ہوائیں چلنے لگیں' مجبوری کی حالت میں میں نے کاکا کو دوبارہ یاد کیا' وہ مجھے کم از کم یہ بتاسکتی تھی کہ نسیم کو اغوا کرنے کے بعد کہاں رکھا گیا ہے مگر اس بار بھی کاکا کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا' وہ سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے تھے' کاکا کو بھی شاید شنکر کی شکست پر ملال ہوا ہوگا۔

میں کرسی سے اٹھ کر ٹہلنے لگا' نجانے کیوں دل گواہی دے رہا تھا کہ شنکر اپنی شکست کا بدلہ نسیم کی ذات سے ضرور لے گا' اسی خیال نے میرے تن بدن میں آگ لگادی تھی۔ کافی دیر تک میں فرش پر بچھے دبیز کارپٹ کی سینہ کوبی کرتا رہا پھر کچھ سوچ کر میں نے انٹرکام پر عارف کو ہدایت دی کہ وہ سارے کام چھوڑ کر ندیم سے میری بات کرائے۔

مجھے اس بات پر بھی حیرت تھی کہ شنکر نے ابھی تک ندیم کو کھلی چھٹی کیوں دے رکھی تھی' وہ اپنی طاغوتی طاقتوں کے ذریعے معلوم کرسکتا تھا کہ پرشوتم اور نرنجن لال کے اغوا میں کس کا ہاتھ ہے۔ جس خبیث نے مجھے زمین پر رینگنے والا حقیر کیڑا کہا تھا اور حقارت سے پیروں تلے روند ڈالنے کا یقین دلایا تھا وہ ندیم کو بھی خس و خاشاک کی طرح صرف ایک پھونک مار کر بھسم کرسکتا تھا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا تھا۔ "آخر کیوں؟" میرے ذہن میں یہ خیال بڑی سرعت سے ابھرا لیکن پھر فون کی گھنٹی نے میری توجہ اپنی جانب مبذول کرالی۔ میں نے تیزی سے لپک کر ریسیور اٹھایا' دوسری جانب سے ندیم کی آواز سنائی دی۔

www.urdukorner.com

www.urdukorner.com

"مجھے خوشی ہے کہ تم نے براہ راست مجھے اپنے ڈائریکٹ نمبر سے ڈائل نہیں کیا۔"

"کیا مطلب؟"

"بہت دنوں سے میں نے عارفہ کی مدھر آواز نہیں سنی تھی۔"

"بکواس نہیں۔" میں نے تیزی سے کہا۔ "میں اس وقت بہت پریشان ہوں۔"

"مجھے تمہاری پریشانی کا سبب معلوم ہے۔" ندیم نے اس بار سنجیدگی سے جواب دیا۔ "نسیم کی والدہ اور نسیم کے بارے میں معلوم ہونے کے بعد میرا ذہن بھی کسی آخری نتیجے تک پہنچنے کی کوشش کر رہا ہے۔"

"تمہیں کس طرح علم ہوا؟" میں نے تعجب کا اظہار کیا۔

"تمہارے ڈی ایس پی سراج صاحب کا فون آیا تھا۔" ندیم نے بے پروائی سے جواب دیا۔ "ان کا خیال ہے کہ اگر میں نرنجن لال کے بارے میں کچھ جانتا ہوں اور اسے بازیاب کرانے میں پولیس کی مدد کرسکوں تو نسیم بھی دشمنوں کی قید سے آزاد ہوسکتی ہے۔ سراج نے ہی مجھے بتادیا تھا کہ تم نے اسے فون کرکے نسیم کی ماں کی پراسرار موت اور نسیم کے اغوا کی اطلاع دی ہے۔"

"وہ ذہین پولیس آفیسر ہے' حالات اور واقعات کا تجزیہ کرنے کے بعد وہ جس نتیجے پر پہنچا ہے وہ غلط نہیں ہے۔"

"تمہارا کیا خیال ہے۔ کیا نرنجن لال کی واپسی کے بعد وہ لوگ کھل کر سامنے آجائیں گے۔"

"میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔" میں نے کہا پھر سینی ٹوریم سے اپنی واپسی سے لے کر شنکر سے ملاقات اور داور کے انجام تک کی تمام تفصیل ایک ہی سانس میں بیان کرتا چلا گیا۔

"پریشان ہونے سے کام نہیں چلے گا۔" ندیم نے مجھے تسلی دینے کی خاطر کہا۔ "تمہاری سراج صاحب سے گفتگو ہونے کے بعد ہی میں نے اپنے خاص خاص گرگوں کو الرٹ کردیا ہے' اگر نسیم کو اسی شہر میں کہیں رکھا گیا ہے تو یقین رکھو میرے وفادار شکاری اور کھوجی افراد بہت جلد اسے ڈھونڈ نکالیں گے۔"

"میرا خیال ہے کہ میں نے اس غریب کو تمہارے کیسینو سے نکال کر اچھا نہیں کیا۔" میں نے جذباتی انداز اختیار کیا۔ "وہاں وہ تمہارے وفادار اور جاں نثار ساتھیوں کی موجودگی میں زیادہ محفوظ تھی۔ میرے پاس آنے کے بعد وہ ان لوگوں کی نگاہوں میں آگئی جو مجھ پر عرصۂ حیات تنگ کردینے کے درپے ہیں۔"

"کیا تمہیں اس بات کا علم ہے کہ شنکر اس وقت کہاں مل سکے گا۔"

"کیوں ـــ"

"اس کی سرکوبی اب ضروری ہوگئی ہے۔"

"نہیں۔" میں نے ندیم کو سمجھانے کی کوشش کی۔ "وہ خبیث حرامزادہ ناقابل یقین شیطانی قوتوں کا مالک ہے۔ تم اور تمہارے وفادار ساتھی اس کے سامنے کیڑے مکوڑوں سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتے۔"

"مائی ڈیئر شہباز ـــ میں رند بدمست ہونے کے باوجود خدا کی رحمت پر کامل یقین رکھتا ہوں اور اس اعتبار سے ان زاہدوں سے بہتر ہوں جو عبادت گزار ہونے کے باوجود اس شک میں گھلتے رہتے ہیں کہ کہیں ان کی بخشش نہ ہو۔" ندیم نے ٹھوس لہجے میں بڑے یقین سے کہا۔ "موت برحق ہے جسے خدا کے حکم کے بغیر کوئی نہیں ٹال سکتا پھر انسان بزدلی کا مظاہرہ کیوں کرے' اینٹ کا جواب پتھر سے کیوں نہ دے لیکن یہ تمام باتیں تمہاری سمجھ میں نہیں آئیں گی اس لیے کہ تم اپنی لائن کے آدمی نہیں ہو۔"

"کیا تم مجھے نرنجن لال سے ملوا سکتے ہو؟" میں نے ندیم کے فلسفے کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔ "ہوسکتا ہے کہ وہ نسیم کے سلسلے میں ہماری کچھ مدد کرسکے اس لیے کہ شنکر جو کچھ کھیل تماشے کررہا ہے وہ اپنے گرو پنڈت بنسی دھر کے اشارے پر کررہا ہے اور میری معلومات کے مطابق اس پنڈت کو نرنجن لال نے کسی بڑی رقم کا لالچ دے کر خرید رکھا ہے۔"

"حیرت ہے۔ کیا پنڈت بنسی دھر خود کھل کر سامنے نہیں آسکتا تھا۔"

"لمبی تفصیل ہے۔" میں نے تیزی سے کہا۔ "اس وقت ہمارے لیے ایک ایک لمحہ قیمتی ہے' میں پہلی فرصت میں نرنجن لال سے ملنے کا خواہشمند ہوں۔"

"ٹھیک ہے ـــ تم اپنے دفتری ٹھیے میں رہو' میں راجو سے رابطہ قائم کرکے اسے تمہارے پاس بھیجنے کی کوشش کرتا ہوں۔"

www.urdukorner.com

مجھے زیادہ دیر راجو کا انتظار نہیں کرنا پڑا' پندرہ منٹ بعد ہی چھریرے بدن اور دراز قد کا مالک راجو میرے سامنے موجود تھا' بظاہر وہ اس وقت بھی صورت و شکل سے بڑا مسکین اور مہذب نظر آرہا تھا لیکن میں جانتا تھا کہ وہ

اندر سے کس قدر کڑوا اور زہریلا واقع ہوا تھا۔

میں عارفہ کو کچھ ضروری ہدایتیں دینے کے بعد راجو کے ساتھ ہولیا' وہ اس وقت اپنی واکس ویگن میں تھا اور خود ہی اسے ڈرائیو کررہا تھا۔ گاڑی میں ہمارے علاوہ کوئی تیسرا شخص نہیں تھا۔

"کیسے ہو راجو۔" میں نے خود کو بہلانے کی خاطر دریافت کیا۔

"بس جی۔ آپ لوگوں کی نظرِ کرم کا محتاج ہوں۔" وہ بڑی انکساری سے بولا۔

"ہم اس وقت کہاں چل رہے ہیں۔"

"ندیم صاحب کے بنگلے پر۔"

"کیا میرا مطلوبہ آدمی وہیں موجود ہوگا؟" میں نے قدرے محتاط انداز میں پوچھا۔

"میں سمجھا نہیں جناب۔ آپ کس شخص کی بات کررہے ہیں۔" راجو نے انجان بنتے ہوئے سوال کیا' وہ مجھ سے زیادہ محتاط ثابت ہوا مجھے معلوم تھا کہ ندیم کے جاں نثار افراد کی فہرست میں اس کا نام پہلے نمبر پر آتا تھا لیکن شاید وہ صرف ندیم کو جوابدہ تھا۔ میں نے اسے زیادہ کریدنا بھی مناسب نہیں سمجھا۔

ندیم اپنے خوب صورت بنگلے کے ڈرائنگ روم میں میرا منتظر تھا' مجھے دیکھتے ہی اس نے اٹھ کر گرم جوشی سے ہاتھ ملایا پھر مجھے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے سپاٹ لہجے میں بولا۔

"ابھی دو منٹ پہلے مجھے ایک آدمی سے رپورٹ ملی ہے کہ نسیم کی ماں کو دوا میں ایک سریع الاثر زہر دے کر ٹھکانے لگایا گیا ہے۔"

"گویا سینی ٹوریم کی کسی نرس یا وارڈ بوائے کے ذریعے یہ کام سرانجام دیا گیا ہے لیکن زہر دیتے وقت وہ یقیناً کسی گندی قوت کے شکنجے میں جکڑا ہوگا اور ہوش میں آنے کے بعد اسے کچھ یاد نہیں رہا ہوگا۔" میں نے غصے سے تلملاتے ہوئے کہا۔

"شنکر کے بارے میں مجھے میرے دوسرے مخبر نے اطلاع دی ہے کہ وہ یہیں ایک مقامی مندر کے اندر موجود ہے۔" ندیم نے بے پروائی سے مجھے مطلع کیا۔

"فی الحال شنکر کو چھیڑنے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔" میں نے بے چینی کا اظہار کیا۔ "تم مجھے فوری طور پر نرنجن لال سے ملوا دو۔ نسیم کی بازیابی کے عوض میں اس کی کوئی بھی شرط ماننے کو تیار ہوں۔"

جواب میں ندیم کے ہونٹوں پر ایک معنی خیز مسکراہٹ ابھری تھی پھر وہ مجھ کو لے کر اٹھا اور میں اس کے ساتھ ہولیا' مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ مجھے ایک کشادہ کچن میں لے آیا' راجو کسی سائے کی طرح ہمارے ساتھ ساتھ تھا' قبل اس کے کہ میں ندیم سے اس وقت کچن میں آنے کی وجہ دریافت کرتا' اس نے چٹکی بجاتے ہوئے راجو کی طرف دیکھا پھر جو کچھ میں نے دیکھا وہ حیرت انگیز ہی تھا' راجو نے چٹکی کے جواب میں آگے بڑھ کر کچن کیبنٹ کی الماری کھول کر اس کے اندر کسی خفیہ میکنزم کو ہینڈل کیا تو ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے الماری زمین سے تقریباً ایک انچ بلند ہوئی پھر دیوار کے اندر ہوتی چلی گئی' نیچے پختہ فرش نظر آرہا تھا لیکن الماری کی حرکت ختم ہوتے ہی فرش کا وہ مستطیل ٹکڑا بھی ذرا سا نیچے کی جانب دبا پھر تیزی سے ایک جانب کھسکتا چلا گیا' اب وہاں فرش پر خلا نظر آرہا تھا جس سے ایک آدمی بڑے آرام سے اندر داخل ہوسکتا تھا۔

"یہ سب میری اپنی ایجاد ہے۔" ندیم نے میری حیرت پر مسکراتے ہوئے کہا۔ "ہم جس دنیا کے باسی ہیں وہاں اس قسم کے چور راستوں کی موجودگی کس قدر اہمیت رکھتی ہے تم اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔"

ابھی میں ندیم کی بات کا کوئی مناسب جواب سوچ ہی رہا تھا کہ خلا کے اندر سے گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی پھر ایک لفٹ فرش سے برآمد ہوکر ہمارے سامنے آگئی۔ سب سے پہلے راجو اس کھلونا نما لفٹ کے ذریعے نیچے گیا پھر ندیم کے اشارے پر دوسری بار مجھے لفٹ میں سوار ہونا پڑا۔ میں پھٹی پھٹی نظروں سے سب کچھ دیکھ رہا تھا' فرش کے نیچے ایک کشادہ اور روشن کمرا موجود تھا جس کے فرنیچر اور سازو سامان کو دیکھ کر کسی اسٹڈی روم کا گمان ہوتا تھا۔ میں لفٹ رکنے کے بعد باہر آیا تو میرے ذہن کو ایک اور جھٹکا لگا' ندیم وہاں پہلے سے موجود تھا۔

"تم ـــ" میں نے اسے وضاحت طلب نظروں سے دیکھا۔

"جانتے ہو کہ ایک دوراندیش چور یا ڈاکو کا پہلا اصول کیا ہونا چاہیے۔" وہ معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے بولا۔ "جائے واردات پر جس راستے سے داخل ہو اس سے پیشتر اپنی واپسی کے راستے سے واقفیت رکھتا ہو ورنہ کسی چوہے دان میں بھی ٹریپ ہوسکتا ہے۔"

بظاہر اس اسٹڈی روم میں کوئی دوسرا دروازہ نظر

www.urdukorner.com

نہیں آرہا تھا لیکن ندیم نے اپنی جیب سے ریموٹ کنٹرول نکال کر اس کے بٹن کو پریس تو شرقی گوشے میں ایک چھ فٹ اور چار فٹ کی خلا پیدا ہو گئی' دیوار کا وہ حصہ بھی بڑی تیزی سے پیچھے ہو کر اوپر کی جانب اٹھتا چلا گیا تھا' اس خلا سے گزر کر ہم ایک بیڈ روم میں داخل ہو گئے تو ہمارے پیچھے نمودار ہونے والی خلا اتنی ہی تیزی سے واپس اپنی جگہ آگئی اب وہاں سے گزر کر دوسری سمت جانے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا پھر میں نے پلٹ کر بیڈ روم کی جانب دیکھا تو میری آنکھوں میں خون اتر آیا۔ نرنجن لال ایک آرام دہ بیڈ کے برابر رکھی ہوئی راکنگ چیئر پر بیٹھا ہماری جانب دیکھ رہا تھا' وہاں میری آواز غالباً اس کے لیے غیر متوقع نہیں تھی شاید اسی لیے اس کا چہرہ کسی اندرونی جذبات کی عکاسی سے یکسر عاری نظر آرہا تھا۔

"تم۔" نرنجن لال نے مجھے گھورتے ہوئے کہا۔ "مجھے پہلے ہی شبہ تھا کہ میرے اغوا میں تمہارا ہی ہاتھ ہوگا۔"

"ہاں۔" میں نے حقارت سے جواب دیا۔ "بالکل اسی طرح جس طرح تمہارے آدمیوں نے پہلے ٹونی کو ایک ہاتھ سے محروم کردیا اور اب نسیم کی ماں کو موت کے گھاٹ اتارنے کے بعد نسیم کو اغوا کرلیا۔ کیا تم انکار کرسکو گے کہ ان تمام وارداتوں میں تمہارے زرخرید شکاری گتے شنکر کا ہاتھ ہے۔"

"شنکر۔" نرنجن لال بے پروائی سے بولا۔ "میں کسی شنکر سے واقف نہیں ہوں۔"

"پنڈت بنسی دھر کے بارے میں تمہارا کیا جواب ہے۔"

"کیا چاہتے ہو؟" نرنجن لال نے تھوڑے توقف سے پوچھا۔

"نسیم کی واپسی اور اس بات کی یقین دہانی کہ تم آئندہ کسی کمینگی کا ثبوت نہیں دو گے۔"

"میں نہیں جانتا کہ تم کس نسیم کی بات کررہے ہو؟"

"ممکن ہے تم ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن تمہارے غنڈے اور بدمعاش اس بات سے ضرور واقف ہوں گے کہ اسے اغوا کرنے کے بعد کہاں رکھا گیا ہے۔"

"تم یقیناً کسی غلط فہمی کا شکار ہو۔" نرنجن لال نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ "میرا خیال تھا کہ تم نے مجھے کسی بھاری تاوان کی لالچ میں اغوا کرایا ہے اور اپنی مطلوبہ رقم ملنے کے بعد ——"

"نرنجن لال۔" میرے لہجے میں اچانک سفاکی آگئی۔ "وکرم ابھی تک پولیس کی قید میں ہے۔ شنکر کی خباثتیں بھی ابھی تک اسے تمہارے راستے سے نہیں ہٹا سکیں۔ میرے ایک اشارے پر وکرم کی زبان کھل بھی سکتی ہے اور دوسرے اشارے پر تمہاری حالت سیٹھ پرشوتم سے بھی زیادہ عبرتناک ثابت ہوگی۔ تم بتاؤ کیا چاہتے ہو؟"

نرنجن لال کے چہرے پر فکر اور پریشانی کے تاثرات نمودار ہوئے' وہ باری باری مجھے ندیم اور راجو کو دیکھ رہا تھا۔

"وقت مت ضائع کرو۔" میرے لہجے میں کرختگی تھی۔ "نسیم کی واپسی کے بغیر تمہاری زندگی کی کوئی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔"

"میری بات کا وشواس کرو۔ میں کسی نسیم کے اغوا کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔" نرنجن لال نے بے بسی کا اظہار کیا۔

"ہوسکتا ہے تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔" اس بار ندیم نے جواب دیا۔ "تم جیسا بڑا بزنس مین جو کچھ بھی کرتا ہے دولت کے بل بوتے پر کرتا ہے' وہ صرف ایک منصوبے کا خاکہ بناتا ہے۔ جس میں رنگ اس کے کارندے بھرتے ہیں۔ تم مجھے اپنے ان گرگوں کا نام بتادو جو تمہارے اشارے پر کام کررہے تھے' انہیں تلاش کرنا اور ان کی زبانیں کھلوانا میرا کام ہوگا۔"

"میں اب بھی نہیں سمجھ سکا کہ تم مجھ سے کیا اگلوانا چاہتے ہو؟"

"کیا تم شنکر نامی کسی منحوس آدمی سے واقف نہیں ہو جو سفلی عمل کا ماہر ہے اور پنڈت بنسی دھر کے اشارے پر تمہارے لیے کام کررہا ہے۔" میں نے حقارت سے پوچھا۔

"میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ میں کسی شنکر سے ——"

"سمجھ گیا۔" ندیم نے اس کا جملہ کاٹتے ہوئے تیزی سے کہا پھر راجو کی طرف دیکھ کر سرد لہجے میں بولا۔ "میرا خیال ہے کہ سیٹھ نرنجن کی آؤ بھگت ہم نے خاطر خواہ نہیں کی۔ تم دو آدمی ان مہاشے کی خد[...] فی الحال پرشوتم والا نسخہ نہ استعمال کرنا' میں دو گھنٹے بعد دوبارہ آؤں گا۔ ہوسکتا ہے جب تک مہاراج نرنجن لال کی زبان فر فر چلنے لگے۔"

پھر ندیم مجھے ایک دوسرے راستے سے لے کر واپس اپنے ڈرائنگ روم میں آگیا۔

"مجھے اس بات کا خطرہ ہے کہ کہیں وہ درندے نسیم کو

[...]ں۔"

"نہیں۔" ندیم نے بڑے اطمینان کا مظاہرہ کیا۔ "اگر [...]یں نسیم کو جان سے مارنا ہوتا تو وہ اسے اس کے فلیٹ میں [...] ٹھکانے لگا سکتے تھے۔"

"میں اتفاق کرتا ہوں لیکن داور کا انجام دیکھنے کے بعد [...]ر کے سینے پر سانپ لوٹ رہے ہوں گے۔"

"پریشان مت ہو نیلی چھتری والے کو جو منظور ہوگا ہم [...]س میں کوئی ردوبدل نہیں کرسکتے۔"

"یہ تم کہہ رہے ہو۔" میں نے حیرت کا اظہار کیا۔ [...]کیا تم بھی اس کی وحدانیت کے قائل ہو؟"

"[...]سب ہوتے ہیں لیکن ہر ایک کا اپنا اپنا انداز ہوتا [...]ہے۔" ندیم نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "وہ جو پیشہ ور ڈاکو [...]ور قاتل ہوتے ہیں وہ درگاہوں اور مزاروں پر بڑی عقیدت [...]ے حاضری دیتے ہیں اور نذر و نیاز کرتے ہیں۔ ہمارے لیڈر [...] بڑی دیدہ دلیری سے جھوٹ بولتے ہیں اور چڑھاوے [...]ھاتے ہیں اور پھلنے پھولنے کی منت اور مرادیں مانتے [...]۔ یہ بھی خدا کو راضی کرنے کا ایک طریقہ ہوتا ہے۔ مجھ[...]و لے لو۔ تم جانتے ہو کہ میں جو کاروبار کررہا ہوں وہ [...]م ہے لیکن اس کے باوجود مجھے یقین ہے کہ شنکر کی گندی [...]یں اس = خانے تک نہیں پہنچ سکتیں جہاں میں نے [...]ن لال کو مہمان بنا رکھا ہے۔ ایک بزرگ مجھ پر مہربان [...]ب ان کی دعاؤں کا کرشمہ ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ان [...]گ کو اس بات کا یقین ہو کہ میں بھی نہ کبھی اپنی زندگی کا [...] موڑ کر سیدھے اور سچے راستے کو اپنا لوں گا۔ نسیم کے [...]ے میں بھی میں نے ان ہی بزرگ کے پاس اپنے ایک [...]ندے کو بھیجا ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ ہماری مدد ضرور [...]یں گے ورنہ پھر ایک ہی صورت باقی رہ جاتی ہے۔"

"وہ کیا؟" میں نے تیزی سے دریافت کیا۔

"اس مندر کو ڈائنا مائٹ کے ذریعے اڑا دیا جائے [...] شنکر کا قیام ہے۔ اس کے مرنے کے بعد اس کی پلید [...] کا زور بھی ختم ہوجائے گا۔"

"نہیں۔" میں نے ندیم کو منع کرتے ہوئے کہا۔ "اس [...]مذہب کے نام پر انتقامی کارروائیاں شروع ہوجائیں [...]

"ٹھیک ہے تم کہتے ہو تو میں ایسا کرگزرنے سے گریز [...]ں گا ورنہ میرا خیال ہے کہ مذہب کسی مندر گردوارے [...]ر کا نام نہیں ہے بلکہ اس یقین کا نام ہے جو انسان کے [...]ں خدا کے لیے موجزن ہوتا ہے۔ صرف چھتوں پر سر

طنز و مزاح

منتخب مزاح پارے	ضیاء ساجد	100/-
ممتاز ادیبوں کے منتخب خاکے	ضیاء ساجد	120/-
منتخب شگفتہ شہ پارے	ضیاء ساجد	200/-
سرجیکل وارڈ	ضیاء ساجد	100/-
مزاح مزے کا	ضیاء ساجد	50/-
منتخب شاہکار شخصی خاکے	ضیاء ساجد	[illegible]
منتخب مزاحیہ مضامین	ضیاء ساجد	[illegible]

مکتبہ القریش اُردو بازار - لاہور نمبر2

مارتے رہنا ایمان مکمل ہونے کی دلیل نہیں ہے۔"

ندیم کی باتیں مجھے حیرت میں مبتلا کررہ[...] طرف وہ جس کاروبار میں ملوث تھا وہ ش[...] دوسری طرف وہ خدا اس کے رسول [...] بندوں پر بھی مکمل اعتقاد رکھتا تھا۔ [...] سے کچھ کہنے کا ارادہ کرہی رہا تھا [...] اور ندیم نے ہاتھ بڑھا کر سائیڈ ٹیبل [...] سیٹ کا ریسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔ [...] خاصی دیر تک دوسری طرف سے کی جانے [...] رہا اور سر کو جنبش دیتا رہا پھر وہ میری طر[...] ماؤتھ پیس میں بولا۔ "میں راجو کو اجاز[...] کررہا ہوں۔ اس وقت تک تم اور تمہا[...] طرح چوکس رہیں گے اور ہاں تم ٹھیک د[...] فون پر دوبارہ صورت حال سے آگاہ کرو گے۔ اس [...] میں تمہیں میری طرف سے اس بات کا مکمل اختیار ہو [...] اگر صورت حال میں اچانک کوئی تبدیلی رونما ہو تو تم [...] اسلحہ کا بے دریغ استعمال بھی کرسکتے ہو لیکن ہماری مطلوب[...] چیز ہر قیمت پر محفوظ رہنی چاہیے۔"

"مبارک ہو مائی ڈیئر۔" ندیم نے ریسیور رکھتے ہوئے مجھے مخاطب کیا۔ "تمہاری نسیم کا پتا مل گیا ہے۔"

"کہاں ہے وہ؟" میں نے دل کی دھڑکنوں پر قابو پاتے

www.urdukorner.com

www.urdukorner.com

ہوئے بے چینی سے سوال کیا۔
"وہ جہاں بھی ہے پوری طرح محفوظ ہے اور میرے
آدمی اس جگہ کی نگرانی کر رہے ہیں۔"
"تمہارے آدمیوں کو اس کا علم کس طرح ہوا؟"
"ہمارا تعلق جس قبیلے سے ہے وہاں ایک دوسرے
کے ساتھ تعاون کو ذاتی مفاد پر ہمیشہ ترجیح دی جاتی ہے ورنہ
ایک ہی روز میں سب کا کاروبار ٹھپ ہو کر رہ جائے۔"
ندیم نے بے پروائی سے جواب دیا۔ "فی الحال اتنا سمجھ لو کہ
جس گروہ کے افراد نے نسیم کو اغوا کیا تھا اس کے کچھ
کارندے اکثر ہمارے لیے بھی کام کرتے ہیں لیکن اس
کے برابر کامیابی کو میں ان بزرگ کی دعاؤں کا نتیجہ کہوں گا جو مجھ پر
تھا' وہاں مہربان ہیں۔"
شاید اسی لیے "کیا نسیم کی بے گناہ اور مظلوم ماں کا قتل بھی۔۔۔"
بکسر عاری نظر آ "جو مر چکے ہیں انہیں بھول جاؤ۔ صرف نسیم کی
"تم۔۔۔" ندیم نے کہا پھر سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے بولا۔
"مجھے پہلے ہم کیا پسند کرو گے۔ نسیم کو ہمارے افراد بازیاب کر لیں یا تم
ہو گا۔" اپنے سراج صاحب کو سرخرو ہونے کا موقع فراہم کرو
"ہاں۔"
طرح جس طرح تمہارا۔۔۔ال ہے کہ سراج بہتر رہے گا۔" میں نے کچھ
سے محروم کر دیا اور اب پھر ندیم سے اس جگہ کی تفصیل دریافت کی
اتارنے کے بعد نسیم کو اغوا کے بعد رکھا گیا تھا اس کے بعد میں
ان تمام وارداتوں میں تمہارے
والی ایس پی سراج کے نمبر ڈائل کرنے
ہاتھ ہے۔"
"شکر۔" زنجن لال ہے پہلی ڈائی کی کے ذریعے راجو کو کسی
کی ہدایت دے چکا تھا۔
شکر سے واقف نہیں ہوں۔ ریپلنگ۔" دوسری جانب سے سراج ہی
"پنڈت جیسی دھر۔۔۔
ہے۔"
"کیا چاہتے ہو؟" ز ندر بول رہا ہوں۔" میں نے سنجیدگی سے کہا۔
پتا چل گیا ہے۔ جہاں نسیم کو اغوا کرنے
پوچھا۔
"نسیم کی واپسی اور اسے۔ میں چاہوں تو اسے اپنے ذرائع سے
کسی کیپنگی کا ثبوت نہ سکتا ہوں لیکن میرا خیال ہے کہ پولیس
"میں نہیں۔ زیادہ مناسب رہے گا۔"
"ممکن جواب میں میں نے سراج کو ندیم سے معلوم ہونے
اور بد معاش اس جگہ کی مکمل تفصیل بتائی تو سراج نے پوچھا۔
اغوا کرنے "مسٹر شہباز کیا آپ کو اس بات کا علم ہے کہ نسیم کے
"تم اغوا میں کن لوگوں کا ہاتھ ہے۔"
سپاٹ لہجے "میرا ذاتی خیال ہے کہ اس اغوا کے پیچھے زنجن لال
بھاری تاو کے سوا کسی اور کا ہاتھ نہیں ہو سکتا۔"
ملنے کے بعد "لیکن زنجن لال تو بذات خود۔۔۔"

"ضروری نہیں ہے کہ جس شخص نے آپ کو فون پر بھی دے گا وہ پولیس کے لیے زیادہ مشکوک ثابت
زنجن لال کے اغوا ہونے کی اطلاع دی تھی وہ دشمنوں کے گ ہے۔"
گروہ کا کوئی فرد ہو۔" میں نے تیزی سے جواب دیا۔ "ہو" میں تمہاری صلاحیتوں کا اعتراف کیے بغیر نہیں رہ
سکتا ہے کہ زنجن لال بذات خود کسی مصلحت کی بنا پر انڈر" میں نے ندیم کے منصوبے کو سراہتے ہوئے کہا۔
گراؤنڈ چلا گیا ہو اور اس نے پولیس کو دھوکا دینے کی خاطر ان کا مسئلہ میرے اوپر چھوڑ دو۔ تم یہ بتاؤ کہ تم نے
چھپ کر مجھ پر وار کیا ہو۔" کے بارے میں کیا سوچا ہے۔ میرا مطلب ہے کہ وہ
"آئی سی۔" سراج نے کہا۔ "آپ کی یہ رائے بھی قرین قیاس ہو سکتی ہے۔" ت ہماری دسترس میں ہے۔ داور کے سلسلے میں اسے
جو تمہاری گئی ہے۔ اگر ہم وقت ضائع کیے بغیر اس پر
"مسٹر سراج۔" میں کھوس آواز میں بولا۔ "اس بات کو ذرا ادار کر گزریں تو شاید اس کے کس بل اور ڈھیلے ہو
کا خیال رہے کہ نسیم کو پولیس ایکشن کے دوران کسی پریشانی۔" ندیم نے پھر کہا۔
کا سامنا نہ ہو۔" "نہیں۔۔۔" میں نے زور دے کر کہا۔ "فی الحال
"آپ مجھ پر اعتماد کر سکتے ہیں۔" سراج نے جواب دیا۔ چھیڑنا مناسب نہیں ہے۔ اس کا علاج میں خود کر لوں
پھر میں نے رابطہ منقطع کر دیا تو ندیم نے مجھے گھورتے ہوئے
کہا۔ "نسیم کو بازیاب ہونے کے بعد کہاں رکھنے کا ارادہ
"مجھے تم سے زنجن لال کے سلسلے میں اتنی دور اندیشی" ندیم نے سنجیدگی سے مشورہ دیا۔ "آپ کا اس کا تنہا
کی بات کرنے کی توقع نہیں تھی۔" رہنا کسی طور بھی مناسب نہیں ہو گا۔"
"کیا مطلب؟" میں نے وضاحت چاہی۔ "تمہارے ذہن میں کیا ہے؟"
"نسیم کے برآمد ہونے کے ٹھیک چوبیس گھنٹوں بعد "اگر تم چاہو تو میں اسے وقتی طور پر اپنے ساتھ بھی
میں زنجن لال کو آزاد کر دوں گا۔ اس کے بعد وہ پولیس لے جا سکتا ہوں۔ یہ جگہ شکر کی پہنچ سے بھی محفوظ ہے اور تم
کے سامنے جو بیان دے گا وہ کچھ اس خیال سے ملتا جلتا ہو گا کہ نسیم کو ایک بھائی کا پیار دیا ہے اس لیے اب اس
کا جس کا اظہار تم نے ابھی سراج سے کیا تھا۔" کا میرے اوپر بھی واجب ہو گیا ہے۔"
"کبھی کبھی اندازے کی ایک چھوٹی سی غلطی اور مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔" میں نے کچھ سوچتے
معمولی لغزش بھی بڑے بڑے شاطر مجرموں کو قانون کے ہوئے جواب دیا۔ "ماں کی موت کے بعد اب ہمارے سوا
شکنجوں میں دم توڑنے پر مجبور کر دیتی ہے۔" "میرے اپنے اس دنیا میں اور کوئی وہ بھی نہیں گیا ہے۔ ایک بھائی
پولیس کے ساتھ تجربے کی بنیاد پر کہا۔ "تم شاید یہ بھول گئے کہ بچپنے میں ہی نہ جانے کہاں کھو گیا ہے۔ اس کے
بعد ہو کہ زنجن لال تم کو اور تمہارے آدمیوں کو ابھی آپ سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ اسے اس کی ماں کی
طرح دیکھ چکا ہے۔" موت کی اطلاع کس طرح دی جائے گی۔"
"تمہارا خیال درست ہے لیکن جب وہ ہماری قید سے نسیم کو بازیاب ہو جانے دو اس کے بعد باقی باتیں بعد
آزاد ہو گا تو وہ ہمارے بارے میں سب کچھ بھول چکا ہو میں بھی سوچی جا سکتی ہیں۔"
گا۔" میں کچھ دیر بیٹھا ندیم سے باتیں کرتا رہا پھر اٹھ کر دفتر
آ گیا۔ نسیم کے سلسلے میں مجھے جو پریشانی لاحق تھی وہ
"برین واشنگ۔"
"نہیں۔" ندیم نے بڑے شاطرانہ انداز میں کسی حد تک دور ہو چکی تھی۔ میرا ذہن اب صرف شکر
مسکراتے کہا۔ "برین واشنگ کے بعد وہ اپنی یادداشت دھر کے بارے میں سوچ رہا تھا جو کاکا کو
مکمل طور پر فراموش کر چکا ہو گا۔ جبکہ ہم اسے پیناٹائز کرنے کے لیے کہیں پہاڑیوں میں چھپا چاپ کر
عمل سے گزارنے کے بعد اس کے ذہن سے صرف ان مصلحت کا تقاضا یہی تھا کہ وہ ارادوں میں کامیاب
باتوں کو یکسر واش کر دیں گے جو ہمارے حق میں کسی طرح اس لیے کہ شکر جیسی دھر اور کاکا کی گندی اور
بھی نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہوں اور ایسی صورت میں ہو آتیں جمع ہو کر میرے راستے میں بہت ساری نادیدہ
اپنے اغوا ہونے اور نسیم کے برآمد ہونے کے سلسلے میں وہ اور الجھنیں پیدا کر سکتی تھیں۔

داور کی حیرت انگیز موت اور پھ
یقیناً شکر کو کانٹوں پر لوٹنے کو مجبور کر دیا
اور پر اسرار قوتوں کا مالک تھا۔
شکست کا سامنا کرنے کے بعد اس
ضرور پہنچا ہو گا۔ ندیم کے مشورے ترین طباعت
تیری ضرب اور بھی لگا سکتے تھے صفحات
میں کسی جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کیا۔
کا رد عمل دیکھنا چاہتا تھا۔ ویسے مجھے اس کمینے
سے کسی اچھائی کی توقع نہیں تھی پھر بھی میں
طور پر نظر انداز کر دیا تھا۔
نسیم کی بازیابی کے بعد میں سراج سے
کر ملا تھا۔ جو لوگ پولیس ایکشن کے
تھے وہ پولیس کو پہلے ہی سے کسی نہ کسی
تھے۔ نسیم کے اغوا کے سلسلے میں بھی ان کا
انہیں منہ مانگے معاوضے کے عوض خریدا گیا
رقم انہیں ایک ہسٹری شیٹر کے ذریعے ملی تھی جس کا
کے بیان کے مطابق جب پولیس نے اس مکان پر چھاپا
وہ مردہ حالت میں خون میں لت پت ملا تھا۔
نسیم کو میری ایما پر ندیم کے گھر پہنچا دیا گیا لیکن
محسوس کر رہا تھا کہ سراج کو جہاں ایک مظلوم لڑکی کی
بازیابی کے سلسلے میں اپنی کامیابی کی خوشی تھی وہیں اس کے

اُردو کے خوبصورت شاعر اکبر الہ آبادی
سے لے کر آج کے دور کے جانے
پہچانے شاعروں کا منتخب اور دلچسپ
ظریفانہ کلام----
اُردو کی ظریفانہ شاعری
★ ---- ہما علی
قیمت: -/75 روپے
مکتبہ القریش اردو بازار لاہور 2

www.urdukorner.com

www.urdukorner.com

ذہن میں میرے سلسلے میں بھی کچھ سوالات ضرور کلبلا رہے تھے۔ میں واپسی کے ارادے سے اٹھنے لگا تو سراج نے دبی زبان میں پوچھا۔

"کیا آپ مجھے یہ بتانا پسند کریں گے کہ مس نسیم کو جس ٹھکانے سے برآمد کیا گیا ہے۔ اس کا علم آپ کو کس طرح ہوا۔"

"میرا خیال ہے اس کی وضاحت اب ضروری نہیں۔" میں نے بات ٹالتے ہوئے کہا۔ "نسیم کو بازیاب کرنے کا سہرا بہرحال آپ ہی کے سر ہے۔"

"مجھے خوشی ہے کہ آپ نے مجھ پر اعتماد کیا لیکن —" وہ کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

"شاید آپ ابھی تک میرے دوست ندیم کے سلسلے میں اپنا شبہ دور نہیں کر سکے۔" میں اسے ٹٹولنے کی خاطر کہا

"تم —" ... سے بولا۔

"مجھے پہلے ہی اپنا پسند ... نہیں یہ بات نہیں ہے۔ دراصل میں آپ سے اپنے سراج صاحب کے بارے میں کچھ باتیں کرنا چاہتا تھا۔"

"ہاں۔"

طرح جس طرح تمہارا ... یقین ہے کہ وہ خود ہی انڈر گراؤنڈ چلا گیا ... ال ہے کہ اغوا کا شبہ اس پر نہ کیا جا سکے۔" سے محروم کر دیا اور اب ... اتارنے کے بعد نسیم کو اغوا ... زندہ کیا ہے۔" ان تمام وارداتوں میں تمہارے ... کچھ دنوں تک غائب ہی رہے گا۔" ہاتھ ہے۔" ... نے دریافت کیا۔

"شنکر۔" "زنجن لال بے پروا ... لیکن میں یقین کے ساتھ کیا کہہ سکتا شنکر سے واقف نہیں ہوں۔"

"پنڈت بنسی دھر۔ ... ہے کہ آپ نے اس سلسلے میں بھی کوئی ... تا ہو۔" سراج کے لہجے میں اس بار لطیف سا طنز ہے۔"

"کیا چاہتے ہو؟" ... کچھ سرا پیغمبر نہیں ہوں کہ غیب کا حال جان پوچھا۔

"نسیم کی واپسی اور اس ... تعلق اور نسبت جس خاندان سے ہے۔ کسی کی بھی کا ثبوت ... بخوبی واقف ہیں۔" میں نے سنجیدگی سے

"میں نہیں۔ ... مجھے ٹیلی پیتھی یا کسی دوسرے علوم میں بھی

"ممکن ... جواب ... مہارت نہیں ہے کہ کسی اور کے دل کا حال اور بد معاش ... اس ہیجان کر پیش گوئیاں کر سکوں لیکن اس کے باوجود میں اغوا کرنے ... "محسوس کیا ہے کہ کبھی کبھی میری چھٹی حس میں جو ... آتا ہے وہ حیرت انگیز طور پر درست ثابت ہوتا ہے۔ سپاٹ لہجے ... آپ میری اس صلاحیت کو کوئی نام بھی دے سکتے ہیں۔"

"مجھے آپ کی اس صلاحیت کا اندازہ پہلے بھی کئی موقعوں پر ہو چکا ہے۔ اسی وجہ سے میں زنجن لال کے بارے میں دریافت کرنا چاہ رہا تھا۔"

"کل کیا ہوگا اس علم خدا کے سوا کسی اور کو نہیں البتہ انسان قیاس آرائیاں ضرور کرتا ہے۔" میں تھوڑے توقف کے بعد کہا۔

"نسیم کے اغوا کے سلسلے میں بھی میرے ذہن زنجن لال ہی کا نام ابھرا تھا اور اب میری چھٹی حس رہی ہے کہ زنجن لال کو چھیں یا پھر اڈ آئیں اندر اندر منظر عام پر آ جانا چاہیے۔"

"اب آپ کا کیا مشورہ ہے۔" سراج نے سنجیدگی پوچھا۔ "کیا میں زنجن لال پر ہاتھ ڈال سکتا ہوں۔"

"آپ کی مرضی پر منحصر ہے۔" میں نے رک کے اظہار کیا۔ "زنجن لال پر ہاتھ ڈالنے کے لیے ٹھوس کی ضرورت ہوگی جو میرے خیال میں پولیس کے پاس ہے۔ رہا میرا مشورہ تو میں غالباً" آپ کو پہلے بھی بتا چکا کہ میں اپنا شکار خود کرنا زیادہ پسند کرتا ہوں۔"

پھر میں سراج سے رخصتی مصافحہ کر کے واپس گھر اس روز تھکن کا احساس اتنا شدید تھا کہ میں رات کھانے کے بعد بستر پر لیٹا تو مجھے جلد ہی نیند آ گئی۔ میں دیر تک خواب خرگوش کی حالت سے دوچار رہا مجھے اندازہ نہیں لیکن اتنا ضرور یاد ہے کہ کمرے میں کسی کی موجودگی کے احساس ہی نے مجھے نیند سے بیدار کر دیا

میں حسب عادت اس روز بھی سونے سے پہلے اندر سے خواب گاہ کو بند کرنا نہیں بھولا تھا۔ ایسی صورت میں اور کی موجودگی کا احساس میرے لیے کسی خطرے تھا۔ میرا ہاتھ آہستہ آہستہ رینگتا ہوا تکیے کے نیچے ہوئے ریوالور پر جم گیا۔ پلکوں کے درمیان جھری کر کے نے صورت حال کا اندازہ لگانے کی کوشش کی۔ کمرے نائٹ بلب کی خوابناک روشنی موجود تھی لیکن پھر یک میری خواب گاہ کی تمام روشنیاں جل اٹھیں۔ میں رفتاری سے ریوالور پر اپنی گرفت مضبوط کیے تیزی لیکن دوسرے ہی لمحے میری آنکھیں سحلی کی کھلی ... کالکا اپنی تمام تر حشر سامانیوں سے ... موجود تھی۔ میں ایک بار پہلے بھی اگروال والے میں اسے اسی روپ میں دیکھ چکا تھا اس لیے مجھے پہچاننے میں کوئی دشواری نہیں ہوئی۔ وہ میری قریب کھڑی مجھے بڑی قاتلانہ اور سحر انگیز نظروں سے رہی تھی۔

کالکا کی موجودگی میرے لیے باعث حیرت تھی اس

نے دو اہم موقعوں پر مجھے نظرانداز کرنے کی کی تھی۔ میرا خیال تھا کہ وہ مجھ سے خفا ہوگی۔ میں مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ کالکا کی مدد کے بغیر ہی آپ صلاحیتوں کو آزمانے کی عادت ڈالوں گا اس لیے کہ پر زیادہ تکیہ کرنے والے اپنی خود اعتمادی کو زنگ لیتے ہیں۔ نسیم کے سلسلے میں کالکا کا میری مدد کے آنا مجھے بہت گراں گزرا تھا مگر ان تمام باتوں کے اس کی آنکھوں میں نہ جانے کیا جادو تھا کہ میں اس میں گم ہونے لگا۔

تمہارے من کا بھید تو اب نہیں جان سکتی پر جو جانتی ہوں کہ تم اپنی کالکا رانی سے ناراض ہو۔" لہجے میں لگاوٹ تھی۔ اپنائیت کا بھرپور احساس اس کی سج دھج بھی قاتل دکھ رہی تھی۔

ہاں۔" میں نے خود کو سنبھالتے ہوئے محتاط لہجہ "تم شاید ٹھیک کہہ رہی ہو۔ مجھے نسیم کے اغوا بڑی شدت سے تمہاری ضرورت محسوس ہوئی نے تمہیں آواز بھی دی تھی لیکن تمہاری طرف جواب نہ پا کر مجھے بڑی مایوسی ہوئی تھی۔"

پھر تم نے اپنی کالکا کے بارے میں کیا اندازہ لگایا۔" اپنے حسن کا جادو جگاتے ہوئے بڑا میٹھا لہجہ اختیار

کہ یا تو تم مجھ سے روٹھ گئی ہو یا پھر پنڈت بنسی خوف سے مجھ سے دور رہنے پر مجبور ہو۔" میں نے "اگروال اور اس کے ساتھیوں کی موت کے تم نے یہی کہا تھا کہ تم نے وہ سب کچھ شنکر کی غلط کرنے کی خاطر کیا تھا۔"

تم پر کیا بیتا گزر رہی ہے تم اس کا اندازہ بھی نہیں وہ میرے قریب آ کر مسہری پر بیٹھ گئی۔ اس کے سے پھوٹنے والی مہک میرے دل و دماغ کو معطر کر

... ہو؟" میں نے معنی خیز انداز میں پوچھا۔ "کیا اپنا جاپ پورا کر لیا ہے۔"

"اس بار کالکا نے خلا میں گھورتے ہوئے سرد جواب دیا۔ "ابھی اس کی کٹھن تپسیا پوری نہیں ... بھی اپنی دھن کا پکا ہے۔ ابھی تک اپنے منڈل ... سے گھورتے بیٹھا ہے۔"

اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے گا؟" میں نے دریافت کیا۔

"کٹھن بھی ہو تو منش کے سندر سپنے بھی اصلیت کا روپ دھار لیتے ہیں۔" وہ میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی۔ "نسیم کی مثال لے لو، تمہارا پیار سچا تھا۔ اس میں کھوٹ نہیں تھا اس لیے تم نے اسے موت کے منہ سے واپس کھینچ لیا ورنہ شنکر کے دل میں اس کنیا کی طرف سے پاپ ہی پاپ بھرا تھا۔ وہ اسے جنا کے روپ میں ڈھالنے

جہادِ پاکستان

★------ آغا اشرف

پاکستان اور ہندوستان کے درمیان لڑی جانے والی دو جنگوں کی ایک زندہ جاوید داستان جو محض دو فوجوں کی جنگ نہ تھی، بلکہ دو قوموں کے درمیان دو نظریوں کی جنگ تھی۔

خوبصورت سرورق - بہترین طباعت

450 سے زائد صفحات

قیمت: -/100 روپے

مکتبہ القریش اردو بازار لاہور 2

www.urdukorner.com

www.urdukorner.com

کے پیچھے دیکھ رہا تھا۔"

"کاکا۔" میں نے ہچکچاتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔ "کیا تمہیں معلوم ہے کہ داور کا کیا انجام ہوا ہے؟"

"ہاں۔" کاکا نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔ "داور کے سلسلے میں تمہاری وجے (جیت) ہوئی ہے جس نے شنکر کو وقتی طور پر بوکھلا دیا ہے۔ اس دشٹ کا خیال اب بھی یہی ہے کہ میں تمہاری سہائتا کر رہی ہوں۔ پر تو ایک بات کا دھیان رکھنا شنکر کی حالت کسی زخمی ناگ سے بھی زیادہ خطرناک ہو رہی ہے۔ اب وہ تم پر جو وار کرے گا وہ بھرپور ہوگا۔"

"ایک بات پوچھوں کاکا رانی۔"

"پوچھو۔"

"کیا شنکر کو اس بات کا علم نہیں ہے کہ میں نے اس کے حلق میں ہاتھ ڈال کر اس کا تر نوالہ چھین لیا ہے۔" میں نے طنز کیا۔ "اسے افسوس تو ہوا ہوگا کہ نسیم اس کے ہاتھ سے نکل گئی۔"

"اسے سب خبر ہے لیکن وہ آخری سانس تک تمہارا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔"

"شاید اسی لیے وہ ایک مقامی مندر میں منہ چھپائے بیٹھا ہے۔"

"شہباز۔" کاکا نے اپنے بھرپور شباب کی تمام تر رعنائیوں کو اپنی سحر آلود نگاہوں میں سمیٹتے ہوئے کہا۔ "میری ایک بات مانو گے۔"

"کیا۔"

"تم نرنجن لال سے دوستی کر لو۔ کچھ دنوں کے لیے۔"

"اس کے بعد تم کیا کرو گی؟"

"پنڈت جسی دھر کا معاملہ نبٹ لینے دو۔ میں وچن دیتی ہوں کہ اس کے بعد میں شنکر کا کریا کرم اپنے ہاتھوں سے کروں گی۔"

"میں تمہاری شرط مان سکتا ہوں لیکن تمہیں بھی ایک بات ماننی ہوگی۔"

"وہ کیا؟"

"مجھے اس جگہ کا پتا دو جہاں پنڈت جسی دھر بیٹھا جاپ کر رہا ہے۔"

"میں جانتی ہوں کہ تم اپنی کاکا رانی کے کارن اس پنڈت سے ٹکرا جاؤ گے۔ مجھے یہ بھی خبر ہے کہ کوئی مہان شکتی تمہاری سہائتا کر رہی ہے کوئی چھایا ہے جو ابھی تک تمہیں شنکر کی کالی شکتیوں سے بچائے ہوئے ہے لیکن

جسی دھر کی بات اور ہے۔ اسے کالی کا آشیرباد حاصل ...وس کر رہا تھا' شاید اس مدہوش کن خوشبو میں کسی پوش
ہے۔" ...رگ کی موجودگی کا احساس بھی شامل تھا جسے محسوس کرنے
"تم شاید مجھے خوفزدہ کر رہی ہو لیکن یہ بھول رہی ہو کہ ... کے بعد کاکا نے وہاں رکنا مناسب نہیں سمجھا تھا' میں نے
میں مسلمان ہوں۔" میں نے تیزی سے جواب دیا۔ "...وں خوشبو کو محسوس کرنے کے بعد درود شریف کا ورد شروع
مسلمان اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ موت اور زندگی ... کر دیا۔
صرف خدا کے ہاتھ میں ہے۔ جس کے آگے تمہارے پنڈت ... دوسرے روز میں دفتر کے ضروری کام نمٹانے کے بعد
کی حیثیت ہال میں بیٹھے ہوئے کسی ایسے کیڑے سے زیادہ ...ے گھر پہنچا تو نسیم مجھے تنہا ملی' اس کی آنکھوں کی سوجن
نہیں ہے جو دنیا میں چند لمحوں کا مہمان رہ گیا ہو۔" ...ر چہرے کی رنگت بتا رہی تھی کہ جس کے ساتھ جو سانحہ
"مجھے خوشی ہے کہ تم نے اونچے سروں میں بولنا سیکھ... آیا تھا اس نے اپنے دل پر اس کا بہت گہرا اثر قبول کیا
لیا ہے۔" کاکا نے پہلی بار کچھ عجیب سے انداز میں کہا۔ "اسے تسلی دینا چاہتا تھا کہ جو کچھ قسمت میں رقم کر دیا
شنکر کے مقابلے میں تم خود کو زیادہ بلوان سمجھنے لگے ہو... ہے اسے کوئی مٹا نہیں سکتا لیکن اس وقت میری سمجھ
اس کا کارن وہی شکتی ہے جس نے گہرے سیاہ بادلوں ... نہیں آرہا تھا کہ نسیم کو سمجھانے کا آغاز کس طرح کروں
طرح تمہارے چاروں اور ایک چادر سی تان دی ہے۔ ...لڑکی جو کل تک پھول کی طرح تر و تازہ دکھائی دیتی تھی' اس
کل کیا ہونے والا ہے۔" "تم اس کے بارے میں کچھ ...وقت خزاں رسیدہ درخت کے مانند اجڑی اجڑی سی نظر
جانتے۔" ...رہی تھی۔ نظریں جھکائے نجانے کیوں مجرم سی بنی وہ سامنے
"تم اگر شنکر اور پنڈت جسی دھر کی حمایتی بن کر آئی ...جھکائے بیٹھی اپنے دوپٹے کے آنچل کو رہ رہ کر مسل رہی
تو واپس لوٹ جاؤ۔" میں نے ترش آواز میں جواب دیا۔ 'اس پر جو کچھ گزر گئی تھی اس میں اس کا اپنا کوئی قصور
"کل جو کچھ ہوگا۔ اسے کل دیکھا جائے گا۔" ...ں تھا جو کچھ ہوا تھا وہ سب مقدر کا کھیل تھا لیکن پیش
"خفا ہو گئے اپنی کاکا رانی سے۔" کاکا نے ایک ٹوٹنے والے حالات نے جیسے اسے جھنجوڑ کر رکھ دیا تھا اس
شکن انگڑائی لے کر میرے اعصاب کے تناؤ کو کم کرنے ...کمزور اعصاب بری طرح متاثر ہوئے تھے۔
کوشش کی۔ "تم آگیا دے کر دیکھو' تمہارے کارن کا... کچھ دیر تک کمرے میں خاموشی طاری رہی پھر میں نے
پنڈت جسی دھر کو کیا موت کے منہ میں بھی جھونک ...گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے بڑی اپنائیت سے پوچھا۔
ہے کہ تم مجھ سے ناراض ہو' یہ میں برداشت نہیں ... "تمہیں یہاں کسی قسم کی تکلیف تو نہیں ہے۔"
کر سکتی۔" "جی نہیں۔" اس نے مضمحل آواز میں جواب دیا۔
"کیا اس وقت تم مجھ سے یہی کہنے کی خاطر آئی ہو۔" "زیادہ سے زیادہ تمہیں ایک ہفتے تک یہاں قیام کرنا
"ہاں۔" وہ بڑی لگاوٹ سے بولی۔ "اور تمہاری کا...اس کے بعد میں تمہیں اپنے گھر لے چلوں گا۔"
تم کو یہ بھی بتانا چاہتی ہے کہ شنکر یا پنڈت جسی دھر ... اس نے کوئی جواب نہیں دیا سر جھکائے خاموش بیٹھی
ٹکرانے کا دھیان من سے نکال دو۔ اسی میں تمہاری ... کے کونے کو بل دیتی رہی' نجانے کن خیالوں میں گم
ہے۔"
میں پلٹ کر کاکا کو کوئی سخت جواب دینے کے بار... "کیا سوچ رہی ہو۔" میں نے پوچھ ہی لیا۔
میں سوچ رہا تھا کہ وہ چونک کر اٹھ کھڑی ہوئی' بچی ... "کچھ بھی نہیں۔" وہ اداس لہجے میں بولی۔
نظروں سے وہ میری خواب گاہ کے دروازے ...ن لوگوں نے تمہیں اغوا کیا تھا انہوں نے تمہیں
خوفزدہ نظروں سے دیکھ رہی تھی جیسے ان کے اندر کوئی ...کی تکلیف تو نہیں پہنچائی۔"
آتش گیر مادہ چھپا ہوا تھا جو اگر پھٹا تو اسے بھی جلا کر خاک ... "جی نہیں۔"
کر دے گا۔ ...جو کچھ ہو چکا ہے اسے بھولنے کی کوشش کرو۔" میں
میں نے اس کی پریشانی کا سبب جاننے کی کوشش ... نرم لہجے میں سمجھانے کی کوشش کی۔ "اس
لیکن وہ تڑپ کر فرش پر گری پھر دھواں بن کر غائب ہو... نشیب و فراز تو زندگی میں پیش آتے ہی رہتے ہیں"
میں خواب گاہ میں لوبان اور صندل کی ملی جلی خوشبو پھیل... ساتھ جو ہوا مجھے اس کا شدت سے احساس ہے

www.urdukorner.com

لیکن میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اب دوبارہ ایسا بھی نہیں ہوگا۔"

"مجھے آپ کے خلوص پر کوئی شبہ نہیں۔ آپ نے ایک بھائی کا پیار دے کر مجھ بدنصیب پر جو احسان کیا ہے میں اسے زندگی کی آخری سانسوں تک فراموش نہیں کر سکتی لیکن۔" وہ کچھ کہتے کہتے رک گئی۔

"لیکن کیسے۔" میں نے وضاحت چاہی۔

"ایک بات کہوں اگر آپ برا نہ مانیں۔" اس نے قدرے رندھی ہوئی مدھم آواز میں کہا۔

"کہو۔ کیا بات ہے؟"

"اگر آپ کو ناگوار خاطر نہ گزرے تو میں پھر اسی دنیا اور اسی ماحول میں واپس لوٹ جاؤں جہاں پہلے تھی۔"

"نسیم۔" میں نے اسے گھور کر دیکھا۔ "تمہارے ذہن میں یہ احمقانہ خیال کیوں آیا؟"

"ماں کے مرنے کے بعد میں بالکل ہی بے سہارا ہو گئی ہوں۔" اس کی آواز بھرا گئی' اس نے بھیگی پلکیں اٹھا کر مجھے دیکھتے ہوئے جواب دیا۔ "جو لڑکی بے سہارا ہو جائے اسے کسی پر بوجھ نہیں بننا چاہیے ورنہ اسے سہارا دینے والوں کو بھی بڑی کٹھن آزمائشوں سے گزرنا پڑتا ہے۔"

"یہ بات تم میرے لیے کہہ رہی ہو۔" میں نے شکوہ کیا۔

"نہیں۔ مجھے آپ کی محبت اور آپ کے خلوص پر مکمل اعتماد ہے لیکن——" وہ ایک بار پھر خاموش ہو گئی۔

"کیا بات ہے؟ تم کچھ کہتے ہوئے گھبرا رہی ہو۔"

"شاید۔" اس کے لہجے میں بے بسی کا احساس چھلک رہا تھا' اس نے پلکوں سے ڈھلکتے آنسوؤں کو اپنے دامن میں جذب کرتے ہوئے بڑے افسردہ لہجے میں کہا۔ "شاید آپ کا صاف ستھرا ماحول مجھے راس نہیں آیا۔ آپ اگر اجازت دیں تو میں کیسینو کی دنیا میں واپس چلی جاؤں وہاں کی خوشیاں بے رنگ اور قہقہے کھوکھلے ضرور ہوتے ہیں لیکن انسان کو تنہائی کا احساس نہیں ہو پاتا۔ وقت آسانی سے گزر جاتا ہے۔"

"داور والا واقعہ یاد ہے تمہیں۔" میں اسے خشمگیں نظروں سے گھورا۔

"اس قسم کے واقعات تو کبھی بھی رونما ہو سکتے ہیں۔" اس کے لہجے میں ہلکا سا طنز تھا اس کا اشارہ اپنے اغوا کی جانب تھا۔

"ایک بات پوچھوں۔" میں نے اسے گھورتے ہوئے

www.urdukorner.com

قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"کیوں؟"

"کیا تم مجھے اپنا بھائی نہیں سمجھتیں۔"

"اس کا اندازہ آپ نے کس طرح لگایا۔"

"تمہاری احمقانہ باتوں سے۔" میں نے بزرگانہ شفقت کا اظہار کیا۔ "اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر بتاؤ، تمہاری جگہ اگر میری سگی بہن ہوتی تو کیا میں اسے کسی کیسینو کے گندے ماحول میں جانے کی اجازت دے سکتا تھا جہاں گندی ذہنیت رکھنے والے افراد کی میلی نظریں اُجلے اور صاف و شفاف چہروں کو بھی داغدار کرتی رہتی ہیں۔" پھر میں نے اسے بڑی اپنائیت سے حکم دیتے ہوئے کہا۔ "میرا فیصلہ ہے کہ تم دوبارہ کیسینو میں قدم نہیں رکھو گی۔"

اس نے کوئی جواب نہیں دیا لیکن میں دیکھ رہا تھا کہ اس کی پلکوں کے گوشے پھر نمناک ہونے لگے تھے۔

"کیا ندیم نے تم سے کیسینو میں کام کرنے کی کوئی بات کی تھی۔" میں نے اسے ٹٹولنے کی کوشش کی۔

"جی نہیں۔" وہ تیزی سے بولی۔

"پھر جلدی سے چھوٹی بہنوں کی طرح مجھ سے وعدہ کرو کہ اب تم بیوقوفی کی باتوں سے پرہیز کرو گی۔"

"میں آپ کے حکم سے انکار نہیں کر سکتی لیکن۔"

"پھر وہی لیکن۔" میں نے اسے پیار سے مخاطب کیا۔

"آپ کو بھی میری دو شرطیں ماننی پڑیں گی۔"

"وہ کیا؟"

"آپ مجھے اپنی ملازمت سے علیحدہ نہیں کریں گے اس لیے کہ میں کسی پر بوجھ نہیں بننا چاہتی۔" اس نے درد بھرے انداز میں کہا۔

"مجھے منظور ہے۔"

"دوسری شرط یہ ہے کہ میں آپ کے ساتھ یا ندیم صاحب کے ساتھ نہیں رہوں گی۔" اس نے دبی زبان میں کہا۔ "میں کسی ہوسٹل میں رہ لوں گی۔"

"مجھے تمہاری دوسری شرط پر شدید اعتراض ہے لیکن بہرحال میں اسے بھی مانے لیتا ہوں مگر تم کسی ہوسٹل میں نہیں رہو گی، اپنے اسی فلیٹ میں رہو گی جہاں پہلے رہتی تھیں اور تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تمہارے ساتھ کوئی دوسرا حادثہ پیش نہیں آئے گا۔"

"میں حادثوں سے نہیں ڈرتی۔ مجھے یقین ہے کہ خدا جو کرتا ہے اس میں اس کی کوئی نہ کوئی مصلحت ضرور ہوتی ہے۔" اس نے بڑے یقین کے ساتھ کہا۔ "وہی عزت اور ذلت دینے والا ہے اور موت اور زندگی بھی اسی کے اختیار میں ہے۔"

"مجھے بھی جان کر خوشی ہوئی کہ تم اتنی کمزور لڑکی نہیں ہو جتنا میں تمہیں سمجھ رہا تھا۔" میں نے اسے سراہتے ہوئے کہا۔

"میری ایک درخواست ہے۔"

"کوئی تیسری شرط۔"

"جی نہیں۔ صرف ایک چھوٹی سی درخواست ہے۔" اس نے بڑی ہمت سے اپنے لمحوں کو برداشت کرتے ہوئے کہا۔ "ندیم صاحب آپ کی وجہ سے اب ہر وقت میری دلجوئی میں لگے رہتے ہیں، ہر طرح سے میرے سکون و آرام کا خیال رکھتے ہیں لیکن میری خواہش ہے کہ میں جلد از جلد اپنے فلیٹ میں منتقل ہو جاؤں اس لیے آپ ندیم صاحب کو سمجھا کر میری مشکل آسان کر دیں۔"

"تم شاید ندیم کو نہیں جانتی، اس کے ایک روپ میں سیکڑوں روپ موجود ہیں، وہ میرا دیرینہ دوست ہے اس نے میری ہی خاطر خطرات میں چھلانگ بھی لگا دی ہے، بظاہر وہ کیسینو ضرور چلا رہا ہے لیکن میں جانتا ہوں کہ وہ بڑے ٹھوس کردار کا مالک ہے اور اپنے اصولوں پر سختی سے عمل کرنے کا عادی بھی ہے، اس نے مجھ سے تمہاری بازیابی سے پہلے کہا بھی تھا کہ جب میں نے تمہیں بہن کہا ہے تو اس کا بھی میرے دوست ہونے کے ناتے تم پر کچھ حق بنتا ہے۔ بہرحال تم فکر مت کرو، میں ایک دو روز کے اندر تمہیں تمہارے فلیٹ میں منتقل کرا دوں گا۔"

پھر اس سے پیشتر کہ نسیم کوئی جواب دیتی ندیم نے تیزی سے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ میرے خلاف تم دونوں بھائی بہن میں کیا سازش ہو رہی ہے؟"

"ہمارا خیال ہے کہ اب تمہارے پیروں میں بیڑیاں پڑنی ضروری ہو گئی ہیں۔" میں نے بے تکلفی سے کہا۔

"اس کی فکر تم دونوں سے زیادہ پولیس والوں کو ہے۔" ندیم نے شوخی سے کہا۔ "تم لوگ میرے غم میں کیوں گھل کر اپنا قیمتی وقت برباد کر رہے ہو۔"

"کیوں بری فال زبان سے نکال رہے ہیں؟" نسیم نے بڑے خلوص سے کہا۔ "ایسی باتیں مذاق میں بھی نہیں کرنی چاہیے۔"

"مجبوری ہے۔" ندیم نے بے پروائی سے جواب دیا۔ "سنجیدہ رہنا میرے اصول کے خلاف ہے۔"

www.urdukorner.com

"کہاں سے آ رہے ہو؟" میں نے پوچھا۔

"تمہاری وکیل بھٹکتا پھر رہا ہوں۔"

"کیا مطلب؟" میں نے وضاحت چاہی تو ندیم نے جیب سے ایک مڑا ہوا کاغذ نکال کر میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "قاسم علی کی ضمانت کے کاغذات۔ میرا خیال ہے کہ اب تمہارے سراج صاحب کو اس پر عمل کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ پیش نہیں آئے گی۔"

"گڈ۔" میں نے خوشی کا اظہار کیا۔ "یہ تم نے بڑے ثواب کا کام کیا ہے۔"

"بیلنس شیٹ برابر کرنے کے لیے کچھ نیک کام کرنے بھی ضروری ہوتے ہیں۔" ندیم نے مجھ سے کہا پھر نسیم کی جانب مخاطب ہو کر بولا۔ "تمہاری شکل بتا رہی ہے کہ تم نے ابھی تک پیٹ پوجا نہیں کی۔ اس میں غلطی سراسر تمہاری ہے لیکن سزا میرے غریب ملازموں کو برداشت کرنی پڑے گی۔"

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔" نسیم نے جلدی سے کہا۔ "میں ناشتا کر چکی ہوں۔"

"مجھے معلوم ہے۔" ندیم نے کسی منجھے ہوئے سراغرساں کی طرح جواب دیا۔ "میں کچن میں جا کر ملازموں کے بیانات ریکارڈ کرنے کے بعد ہی ادھر آیا ہوں اور میری معلومات کے مطابق تم نے بمشکل ایک توس پر گزارہ کیا ہے۔"

"زیادہ کی خواہش نہیں ہو رہی تھی۔"

"سوری مس نسیم۔" ندیم نے کھردرے پن سے کہا۔ "میں مجرموں کو سزا دینے کے معاملے میں کسی رعایت برتنے کا عادی نہیں ہوں اور تمہاری سزا یہ ہے کہ آج تمہیں اور شہباز کو میرے ساتھ کسی فائیو اسٹار ہوٹل میں لنچ کرنا پڑے گا۔"

نسیم کی پلکوں کے گوشے پھر نمناک ہونے لگے، لیکن وہ آنسو غم کے نہیں خوشی کے تھے جو ندیم کی بے پناہ اپنائیت کے جذبے کی ٹھیس پا کر اس کے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے نکل کر اس کی دراز پلکوں تک آ گئے تھے۔ ندیم نے کچھ کہنا چاہا لیکن اسی وقت فون کی گھنٹی بجی اور اس نے لپک کر ریسیور اٹھا لیا پھر اسے میری طرف بڑھاتے ہوئے بولا۔ "تمہاری کال ہے۔"

"ہیلو۔" میں نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "شہباز اسپیکنگ۔"

"تمہارا پتر بول رہا ہوں۔ شنکر۔"

"حیرت ہے۔" میں نے حقارت سے کہا۔ "میرا خیال تھا کہ تم اتنی جلدی مندر جیسی پناہ گاہ سے باہر نکلنے کی حماقت نہیں کرو گے۔"

"سمے سمے کی بات ہے بالک پر تم ایک بات یاد رکھو کہ تم شنکر کی بلندیوں کو کبھی نہیں چھو سکو گے۔"

"داور کی موت کو اتنی جلدی بھول گئے۔" میں نے طنز کیا۔

"بھول چوک منش سے ہی ہوتی ہے بھولے ناتھ۔" شنکر کی سنسناتی ہوئی مکروہ آواز سنائی دی۔ "میں بھول گیا تھا کہ کوئی شکتی تمہاری سہایتا کر رہی ہے، اسی کارن تمہارے آدمی نسیم نامی سندر نار کو بھی نکال لے گئے لیکن اب بھی تم اتنے بلوان نہیں ہوئے ہو کہ شنکر یا اس کے گرودیو سے پنجہ لڑا سکو۔"

"کس گرودیو کی بات کر رہے ہو شنکر۔" میں نے حقارت سے کہا۔ "وہی تو نہیں جو کسی کونے کھدرے میں چھپا بیٹھا کالکا کو حاصل کرنے کے سپنے دیکھ رہا ہے۔ کیا کالکا کی شکتی حاصل کیے بغیر وہ میرے مقابلے میں آنے سے ڈرتا ہے۔"

"تم، اور گرودیو کا مقابلہ کرو گے۔ کیوں شنکر کو گدگدی کرنے کی کوشش کر رہے ہو؟" اس نے میرا مذاق اڑانے کی کوشش کی تو مجھے غصہ آ گیا۔

"شنکر۔" میں نے کرخت لہجے میں کہا۔ "اگر تم باپ کی جائز اولاد ہی ہو تو پھر مجھے اپنے اس گرو گھنٹال کا پتا بتا دو۔ تمہیں خود ہی اندازہ ہو جائے گا کہ کون کتنا مرد اور بلوان ہے۔"

"اگر تمہاری یہی ضد ہے تو میں تمہاری یہ اچھا (خواہش) بھی پوری کیے دیتا ہوں۔" شنکر نے سنجیدگی سے کہا۔ "میرا انتظار کرنا مورکھ، میں بہت جلد تمہیں اس استھان (جگہ) تک پہنچا دوں گا جہاں تمہارے بھاگ میں تمہاری موت لکھی ہے۔"

اس کے بعد دوسری جانب سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔

"یہ کالکا کون ہے؟" ندیم نے مجھ سے دریافت کیا لیکن میں نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔

میں بڑی سنجیدگی سے اس بات پر غور کر رہا تھا کہ شنکر اچانک مجھے پنڈت جنبی دھر کا پتا بتانے پر رضامند کس طرح ہو گیا، شنکر کی اس آمادگی میں کوئی گہری سازش اور خطرناک چال ضرور پوشیدہ تھی لیکن اس کے باوجود میں پنڈت جنبی دھر سے ٹکرانے کا مصمم ارادہ کر چکا تھا۔!!

www.urdukorner.com

وہ ہے کہ کھانے کے معاملے میں آپ سنجیدگی اختیار کریں۔۔۔ رہا سوچنے کا سلسلہ تو اس کے لیے پوری رات پڑی ہے۔"

تسنیم نے کوئی جواب نہیں دیا' مسکرا کر کھانے میں مشغول ہو گئی۔ ندیم کھانے کے دوران مختلف قسم کے لطیفے وغیرہ سناتا رہا' کھانے کے دوران ندیم نے مجھ سے کوئی خاص بات نہیں کی' شنکر سے فون پر گفتگو کرتے وقت میرے منہ سے کاکا کا نام نکل گیا تھا جس کے بارے میں میں نے ندیم کو ابھی تک تاریکی میں رکھا تھا۔ فون ختم ہونے کے بعد اس نے مجھ سے سوال بھی کیا تھا۔ "یہ کاکا کون ہے؟" لیکن میں نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا' اس کے بعد اس نے دوبارہ کاکا کے بارے میں مجھ سے کچھ نہیں پوچھا تھا' میرا خیال تھا کہ وہ اس بات کو بھول چکا ہو گا لیکن ایسا نہیں تھا' لنچ کے بعد واپسی پر تسنیم کو گھر چھوڑنے کے بعد میں جانے لگا تو ندیم بھی میرے ساتھ ہو لیا۔ اس نے تسنیم کی موجودگی میں مجھ سے یہی کہا تھا کہ میں اسے کیسینو تک چھوڑ دوں اس لیے کہ اسے کچھ ضروری کام نمٹانے تھے لیکن وہ محض ایک بہانہ تھا۔ گاڑی میں بیٹھنے کے بعد وہ کچھ دیر تک تسنیم کے لیے حفاظتی انتظام کے بارے میں گفتگو کرتا پھر اچانک اس نے سوال دہرا دیا۔

"یہ کاکا کون ہے؟"

"کاکا۔" میں ابھی کوئی خوب صورت بہانہ بنا کر ندیم کو ٹالنے کی خاطر سوچ ہی رہا تھا کہ اس نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

"شہباز۔۔۔ اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ سیٹھ پرشوتم اور نرنجن لال کو پیش آنے والے واقعات کے بعد تمہارا یہ خبیث شنکر مجھے نظر انداز کر دے گا تو تمہارا یہ اندازہ غلط ہے۔ تسنیم کی بازیابی کے بعد وہ میرا بھی جانی دشمن بن چکا ہو گا۔"

"ہاں۔" میں نے آہستہ سے جواب دیا۔ "میں تمہارے خیال کی تردید نہیں کروں گا۔"

"ایسی صورت میں کیا تم یہ پسند کرو گے کہ میں تاریکی میں کسی نامعلوم سمت سے چلائی جانے والی گولی کا شکار ہو جاؤں۔"

"میں سمجھا نہیں۔"

"میں ابھی تک اس بات کی تہ تک نہیں پہنچ سکا تم دوست ہوتے ہوئے بھی مجھ سے کچھ باتیں چھپانے کی کوشش کیوں کر رہے ہو؟" ندیم نے جذباتی انداز اختیار کیا۔ "میں تمہیں کریدنے کی زیادہ کوشش بھی نہیں کروں گا شاید تمہاری مصلحتیں میرے دوستی سے زیادہ اہم ہوں۔"

"نہیں۔" میں نے جلدی سے کہا۔ "ایسی بات نہیں ہے لیکن۔"

"لیکن کیا؟"

"تم میرے عزیز دوست ہو۔" میں نے وضاحت کی۔ "میری خاطر تم نے کتنا بڑا خطرہ مول لیا ہے شاید تمہیں اس کا اندازہ نہیں ہے' میں نے اسی لیے تمہیں سیٹھ پرشوتم سے دور رہنے کو کہا تھا مگر تم۔"

"اب گزری ہوئی باتوں پر کف افسوس ملنے سے کیا حاصل۔" ندیم نے میرا جملہ کاٹتے ہوئے کہا۔ "جو ہونا تھا وہ ہو چکا۔ آئندہ کیا ہونے والا ہے ہمیں اس کی فکر زیادہ کرنی چاہیے اور اس کے لیے میرا بھی حالات سے پوری طرح باخبر رہنا ضروری ہے۔ اگر تم کو کوئی اعتراض نہ ہو تو۔"

ندیم کے آخری جملے میں تلوار کی سی کاٹ تھی میں تڑپ کر رہ گیا' میں نے ایک لمحے کے لیے کچھ سوچا پھر ندیم کو کاکا کے بارے میں بھی پوری تفصیل سے آگاہ کر دیا البتہ میں نے صندلی انگوٹھی کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ ندیم کے اصرار پر میں نے فون پر شنکر سے ہونے والی گفتگو بھی بغیر کسی قطع و برید کے دہرا دی۔ ندیم کچھ دیر تک میری باتوں پر غور کرتا رہا پھر اس نے ٹھوس لہجے میں سوال کیا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ شنکر تمہیں اس ٹھکانے تک پہنچا دے گا جہاں اس کا گرو چڑجی دھرم چھپا بیٹھا کاکا کی بے پناہ طاقت پر اپنا تسلط جمانے کی کوششوں میں مگن ہے۔"

"ہاں۔۔۔ شنکر کے پاس اب اس کے سوا کوئی چارہ بھی نہیں ہے۔"

"میں سمجھا نہیں۔"

"سیٹھ پرشوتم کی دیوانگی سے شروع ہونے والے قصے سے داور کی موت تک اور پھر تسنیم کی بازیابی کی خبر سن لینے کے بعد شاید اس چمار کی اولاد نے اس بات کا اندازہ لگا لیا ہو گا کہ میں اس کے لیے کوئی تر نوالہ نہیں ہوں جسے وہ آسانی سے ہضم کر لے گا۔"

"تم نے مجھے تفصیل روپ نگر کے بعد کی حیرت انگیز اور ناقابل یقین واقعات سنائے ہیں' اس کے بعد کے واقعات بھی اس بات کا ثبوت ہیں کہ شنکر گندی اور شیطانی قوتوں کا مالک ہے۔" ندیم نے اپنا سلسلہ کلام جاری

www.urdukorner.com

www.urdukorner.com

اردو بازار۔ لاہور

قیمت -/175

تسنیم کے اصرار پر اس روز ہم نے ایک فائیو اسٹار ہوٹل میں لنچ کیا۔ کھانے کے دوران بھی تسنیم گم صم نظر آ رہی تھی' اس کے ذہن پر ابھی تک اپنی بے گناہ ماں کی موت کا اثر باقی تھا یا پھر فون پر میری شنکر سے ہونے والی گفتگو نے اس کے ذہن کو ہولا دیا تھا' حالات وقت کے ساتھ ساتھ کس قدر سنگین صورت اختیار کر رہے تھے شاید تسنیم کو مکمل طور پر اس کا اندازہ نہیں تھا لیکن وہ ذہین لڑکی تھی' وہ کچھ سمجھ رہی تھی کہ اسے محض تفریحاً "اغوا" نہیں کیا گیا تھا' اس کی ماں کی پشت پر بھی کوئی پراسرار ہاتھ موجود تھا اور اب میرے اور شنکر کے درمیان ہونے والی گفتگو نے اسے فکر مند کر دیا تھا۔ یہ کام اور سوچ زیادہ رہی تھی۔ وہ مجھے اپنا محسن سمجھتی تھی کیوں کہ میں نے اسے ماحول کی گھٹن سے نجات دلا کر کھلی اور صاف فضا میں سانس لینے کا موقع فراہم کیا تھا اس لیے اب اپنی ماں کے ہولناک انجام کے بعد اسے میری زندگی زیادہ عزیز ہو گئی تھی۔

"ایک بات عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔" ندیم نے زور سے کھنکارتے ہوئے اسے مخاطب کیا تو تسنیم اس طرح چونک اٹھی جیسے سوتے میں کوئی بھیانک اور ڈراؤنا خواب دیکھتے دیکھتے اچانک بیدار ہو گئی ہو۔

"جی۔۔۔" اس نے خود کو سنبھالتے ہوئے ندیم کی سمت دیکھا۔

"میز پر جو یہ کھانے کے برتن چنے گئے ہیں یہ مفت نہیں آئے ہیں۔" ندیم نے اسے بڑی اپنائیت سے گھورتے ہوئے کہا۔ "ہوٹل والے میرے سسرالی عزیز بھی نہیں ہیں جو خاموشی سے برتن سمیٹ کر چلے جائیں۔ یہ فائیو اسٹار ہوٹل ہے محترمہ جہاں عام ہوٹلوں کے مقابلے میں ہر ڈش کی آٹھ دس گنا زیادہ قیمت وصول کی جاتی ہے۔ ٹپ کے علاوہ۔"

"میں۔۔۔ کھا تو رہی ہوں۔" تسنیم نے مسکرانے کی کوشش کی لیکن میں محسوس کر رہا تھا کہ وہ اس وقت بھی اپنی سوچوں میں گم تھی۔

"اسے کھانا کہتے ہیں۔" ندیم نے بدستور سنجیدگی سے کہا۔ "اگر یہ کھانے آپ کو مرغوب نہیں تو دو چار پھول منگوا دوں۔ ان ہی کو سونگھ کر پیٹ بھر لیجیے۔۔۔ کیا خیال ہے؟"

"آپ نے اس لنچ کا انتظام چونکہ بطور سزا کیا ہے اس لیے کسی نہ کسی طرح اسے نگلنے کی کوشش کر رہی ہوں۔" تسنیم نے مسکرانے کی کوشش کی۔

"ایک بات کان کھول کر سن لیجیے۔ سزا مکمل کیے بغیر رہائی کی اور کوئی صورت ممکن نہیں ہو گی اس لیے میرا

www.urdukorner.com

رکھتے ہوئے کہا۔ "پنڈت جسی دھر کو اگر اس نے اپنا گرو تسلیم کیا ہے تو یقیناً وہ شنکر کے مقابلے میں زیادہ طاقت ور ہو گا۔ ایسی صورت میں کیا تم یہ بتانا پسند کرو گے تمہارے مقابلے میں شنکر کی ناکامی کی وجہ کیا ہے۔"

"وہی روحانی قوتیں جنہوں نے مجھے اس ولد الحرام کی خباثتوں سے محفوظ کر رکھا ہے۔" میں نے دلیل پیش کی۔ "میرے بڑے بابا بھی بہت پہنچے ہوئے بزرگ تھے' میرا خیال ہے کہ ان ہی کی دعاؤں کا نتیجہ ہے جو ابھی تک شنکر اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکا۔"

"ایک بات اب بھی تشنہ رہ جاتی ہے۔"

"وہ کیا۔"

"کالکا کی مورتی شنکر کے حوالے کر دینے کے بعد تمہارا اور اس کا تعلق ختم ہو جانا چاہیے تھا۔"

"تمہارا خیال درست ہے لیکن ترجن لال کے درمیان میں آ جانے کے بعد حالات نے وہ صورت اختیار نہیں کی جو ہونی چاہیے تھی۔"

"اور اب وہی شنکر جو تمہیں پنڈت جسی دھر سے دور رکھنا چاہتا تھا اس کا پتا ٹھکانا بتانے پر آمادہ ہو گیا ہے۔"

"ہاں۔۔۔ اس نے فون پر یہی کہا ہے۔"

"تم نے کیا سوچا ہے۔" ندیم نے سنجیدگی سے سوال کیا۔

"موت اور زندگی دونوں خدا کے اختیار میں ہے۔" میں نے ٹھوس لہجے میں جواب دیا۔ "باطل قوتوں کا قلع قمع کرنا یوں بھی جہاد سے کم نہیں ہے۔"

"میں تمہاری بات تسلیم کرتا ہوں مگر دیدہ و دانستہ کسی موت کے اندھے کنوئیں میں چھلانگ لگانا دانشمندی کے منافی ہے۔" ندیم نے مجھے سمجھاتے ہوئے کہا۔ "اب جب کہ تم شنکر کو چیلنج کر چکے ہو' میں تمہیں قدم پیچھے ہٹانے کا مشورہ نہیں دوں گا لیکن تمہیں اتنا باور کرانا ضروری سمجھتا ہوں کہ شنکر نے تمہیں یقیناً کسی گہری سازش کا شکار کرنے کی خاطر پنڈت جسی دھر تک تمہاری رہنمائی کرنے کا اقرار کیا ہے۔ وہ تمہیں نادیدہ شیطانی قوتوں کے جال میں ٹریپ کرنا چاہتا ہے۔"

"میرے اپنے ذہن میں بھی اسی خطرے کی سرخ بتیاں روشن ہیں لیکن کالکا کی قوت بھی شنکر اور پنڈت جسی دھر کے ساتھ شامل ہو گئی تو ہمارے لیے مزید دشواریاں پیدا ہو جائیں گی۔ ہم صرف دو ہیں مگر ہو سکتا ہے کہ وہ ہمارے لیے اتنے محاذ کھول دیں کہ ہم سکون کا ایک سانس بھی نہ لے سکیں۔"

پاکستانی' انڈین اور چائنیز
کھانوں پر مشتمل اپنے طرز
کی واحد اور مکمل کتاب
سپیشل کچن گائیڈ
قیمت : -/75 روپے
مکتبہ القریش اردو بازار لاہور 2

"وہ جو جہاد کی راہ میں سرکٹ ہوتے ہیں' انہیں دشمن کی تعداد سے کوئی غرض نہیں ہوتی۔" ندیم کا جواب خاصا وزنی تھا' میں خجل سا ہو کر رہ گیا۔

"میری ایک بات مانو گے۔" اس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "ہم دونوں ساتھ چلتے ہیں۔"

"نہیں۔۔۔" میں نے بڑی خوب صورتی سے بات بناتے ہوئے کہا۔ "اگر ہم دونوں چلے گئے تو پھر یہاں کون باقی بچے گا جو حالات کا مقابلہ کر سکے میں نہیں چاہتا کہ ہم دونوں کی غیر موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہمارے خبیث دشمن کوئی ایسی کمینگی کا وار کر جائیں جو ناقابل تلافی ہو۔"

"ٹھیک ہے۔" ندیم نے غور و خوض کے بعد جواب دیا۔ "تم پنڈت جسی دھر سے دو دو ہاتھ کرنے جاؤ' میں یہاں کا خیال رکھوں گا' میری موجودگی میں وہ تمہیں یا تمہارے والدین کی جانب نظر اٹھانے کی بھی جرأت نہیں کر سکیں گے۔"

"شنکر پلید قوتوں کا کینہ پرور' شیطان صفت آدمی ہے

www.urdukorner.com

اس لیے میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ وہ کب اور کس وقت مجھ سے رابطہ قائم کرے گا۔"

"میں تمہارا مقصد نہیں سمجھ سکا۔"

"اگر میں اچانک چلا جاؤں تو تم میرے گھر والوں کو یہی بتانا کہ میں ایک اہم کاروباری کام کے سلسلے میں تم کو حالات سے باخبر کر کے گیا ہوں۔"

"تم واللہ۔۔۔ پروا ہی نہ کرو۔" ندیم نے بڑی بے پروائی سے کہا۔ "میں نہ صرف یہ کہ یہاں چوکس رہوں گا بلکہ دور ہونے کے باوجود بھی تم سے بہت قریب رہوں گا۔"

"آئی سی۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "گویا تم نے ٹیلی پیتھی میں بھی مہارت حاصل کر رکھی ہے۔"

"تم اسے اور بھی بہت سارے نام دے سکتے ہو۔" اس بار ندیم نے بڑے پر اعتماد لہجے میں جواب دیا۔ "لگن سچی ہو تو پھر فاصلے اور دوریاں کوئی حقیقت نہیں رکھتیں۔"

"بہت خوب۔ تمہاری زندگی کا یہ دوسرا رخ میرے لیے یقیناً حیرت انگیز ثابت ہو گا۔"

"میری زندگی کے بہت سارے رخ ہیں مائی ڈیئر مسٹر شہباز۔ ابھی تم نے دیکھا ہی کیا ہے۔" ندیم کے لہجے میں اس بار بھی خود اعتمادی کی جھلک نمایاں تھی پھر اس نے گفتگو کا رخ بدل دیا۔ میں نے بھی اسے زیادہ کریدنا مناسب نہیں سمجھا اور شنکر کے بارے میں سوچنے لگا۔ ندیم پروگرام کے عین مطابق اپنے کیسینو ہی اتر گیا تھا!

*

وقت جیسے جیسے گزرتا جا رہا تھا میری بے چینی بڑھتی جا رہی تھی' کالکا نے مجھے بتایا تھا کہ پنڈت جسی دھر جو جاپ کر رہا تھا اس کی مدت ساٹھ روز کی تھی' میں نے دنوں کا حساب نہیں رکھا تھا لیکن میرا خیال تھا اب اس مدت کو پورا ہونے میں زیادہ دن باقی نہیں رہ گئے تھے' میری اور ندیم کی مشترکہ سوچ یہی تھی کہ شنکر نے داور کے سلسلے میں اپنی شکست کا بدلہ لینے کی خاطر مجھے براہ راست پنڈت جسی دھر سے نبرد آزما ہونے کے لیے سازشی جال بنا تھا۔

مجھے اس بات کا کوئی علم نہیں تھا کہ شنکر کب اور کس وقت مجھے لینے آ جائے گا اس لیے میں نے اپنے والدین کو بھی قبل از وقت اس بات سے آگاہ کر دیا تھا کہ ممکن ہے مجھے دس بارہ دنوں کے لیے اچانک کچھ اہم کاروباری امور کے سلسلے میں باہر جانا پڑ جائے۔

فون پر شنکر سے گفتگو ہوئے تین دن گزر گئے تو میری تشویش بڑھ گئی' وہ سفلی کے گندے علم کا ماہر تھا' میں اس کے ان گنت حیرت انگیز اور پراسرار کھیل تماشے دیکھ چکا تھا' مخمل داور کی موت اور نسیم کی بازیابی نے اسے میرے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور نہیں کیا ہو گا؟ اپنی شکست کا انتقام لینے کی خاطر اس خبیث کے ذہن میں میرے خلاف یقیناً زہر آلود کھچڑی پک رہی ہو گی پھر اچانک میرے ذہن میں ایک خیال بڑی سرعت سے ابھرا۔ وہ شخص جو کسی کو دھوکے میں رکھ کر پشت سے وار کرنے کا خواہشمند ہو وہ ہمیشہ کسی سنہرے موقع کی تلاش میں رہتا ہے۔ ہر چند کہ شنکر کا شمار ان لوگوں میں نہیں کیا جا سکتا تھا جو پشت پر چھرا گھونپنے کے عادی ہوتے ہیں لیکن یہ مثال ابھی اپنی جگہ ایک صدق حقیقت ہے کہ محبت اور جنگ میں ہر حربے کا استعمال جائز ہوتا ہے۔ شنکر ہمیشہ اپنے شکار کو للکار کر مارنے کا عادی تھا اسے اپنی قوت بازو پر اعتماد تھا' پلید علم کی مہارت نے اسے گھمنڈی بنا دیا تھا لیکن اس سے کمینگی کی توقع بھی کی جا سکتی تھی۔

ہو سکتا ہے کہ شنکر نے مجھے پنڈت جسی دھر سے ملانے کا محض بہانہ کیا ہو تاکہ میں اندھیرے میں رہوں اور وہ منحوس پنڈت کالکا کی قوتوں کو مکمل طور پر قبضے میں کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ یہ خیال میرے ذہن میں رہ رہ کر چکرا رہا تھا چنانچہ اسی روز میں گھر سے تیار ہو کر نکلا تو میں نے طے کر لیا تھا کہ دفتر پہنچتے ہی ندیم سے رابطہ قائم کروں گا اور اس مندر میں جا کر شنکر کی غیرت کو للکاروں گا جہاں وہ ندیم کی اطلاع کے مطابق چھپا بیٹھا تھا لیکن اس کی نوبت نہیں آئی' میں نے دفتر میں قدم رکھا تو شنکر وہاں پہلے سے موجود تھا' ہماری نظریں چار ہوئیں تو شنکر کے ہونٹوں پر وہی پرانی خباثت آمیز مسکراہٹ ابھر آئی جو اس کا خاصہ تھی لیکن اس کے باوجود میں یہ محسوس کیے بغیر نہ رہ سکا آج شنکر کے تیور میں وہ کس بل نظر نہیں آ رہے تھے جو پہلے ہوا کرتے تھے' مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ پے در پے شکست سے دوچار ہونے کے بعد وہ اپنی سطح سے بہت نیچے آ گیا تھا۔

اپنی کرسی پر بیٹھنے کے بعد میں نے انٹرکام اٹھا کر عارف سے دریافت کیا کہ کوئی مجھ سے ملنے تو نہیں آیا تھا' دراصل میں اس بات کی تصدیق کرنا چاہتا تھا کہ کیا اس نے شنکر کو آتے دیکھا تھا یا نہیں۔ جواب حسب توقع ثابت ہوا' عارف نے کسی نووارد کو میرے دفتر میں داخل ہوتے نہیں دیکھا تھا۔

"اب شنکر اتنا مور کھ بھی نہیں ہے کہ چھوٹے موٹے کیڑے مکوڑے اس پر نظر ڈال سکیں۔" میرے دیکھ

www.urdukorner.com

رکھنے کے بعد شنکر نے معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے کہا پھر یکلخت سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے بولا۔ "تمہاری بات اور ہے مہاراج۔"

"کیا پیو گے؟" میں نے اس کے چہرے کے تاثرات کا بغور جائزہ لیتے ہوئے پوچھا۔ "ٹھنڈا یا گرم؟"

"آج ٹھنڈا زیادہ مناسب رہے گا۔" اس نے بے تکلفی سے جواب دیا۔

میں نے خود اٹھ کر دفتر میں رکھے ہوئے فریج سے جوس کے دو گلاس تیار کیے پھر دوبارہ اپنی نشست پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "مجھے تمہارا بڑی شدت سے انتظار تھا لیکن تم نے آنے میں دیر کر دی۔ کوئی خاص وجہ؟"

"کچھ ضروری کام نمٹانے تھے۔" شنکر نے جوس کا ایک گھونٹ لیتے ہوئے جواب دیا پھر تھوڑے توقف سے بولا۔ "تم اگر چاہو تو ہم دوبارہ ایک دوسرے کے حریف بن سکتے ہیں' شنکر سے گٹھ جوڑ کر کے تم گھاٹے میں نہیں رہو گے۔"

"اور تمہاری شرط یہی ہوگی کہ میں نرنجن لال کے ساتھ۔"

"نہیں۔" شنکر نے میرا جملہ کاٹتے ہوئے تیزی سے کہا۔ "اب میں تمہارے اور اپنے درمیان کوئی دیوار نہیں کھڑی کروں گا۔"

"حیرت ہے۔" میں نے اسے چھیڑنے کی کوشش کی۔ "مجھے یاد ہے کہ تم نے کہا تھا کہ گرو کی سیوا کرنا اور اس کی آگیا کا پالن کرنا چیلے کا دھرم ہوتا ہے۔ کیا اب تم گرو کا حکم ماننے کے پابند نہیں ہو۔"

"گرو وہ ہر حال میں گرو ہوتا ہے۔" شنکر نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا۔ "پر تو اب نرنجن لال کے سلسلے میں مجھے گرودیو کی جانب سے ہاتھ کھینچ لینے کا اشارہ ملا ہے۔"

"سمجھ گیا۔" میں پہلو بدل کر بولا۔ "شاید تمہارے گرو کو یہ بات پسند نہیں ہے کہ میں اس کے جاپ کو توڑنے کی کوشش کروں۔"

"اب بھی سمے کی باگ ڈور تمہارے ہاتھ میں ہے۔" شنکر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ "تم گرودیو کا دھیان من سے نکال دو' میں تمہارے اور نرنجن لال کے بیچ سے ہٹنے کا وچن دیتا ہوں۔"

"تم کچھ بھول رہے ہو شنکر۔" میں نے لوہے کو گرم محسوس کر کے بھرپور ضرب لگائی۔ "داور کی موت سے پہلے تم نے کہا تھا کہ تم اپنی کالی قوتوں کے ذریعے مجھے اپنے

طنز و مزاح

چیچ در چیچ — مظفر بخاری — 125/-
قصہ مختصر — مظفر بخاری — 75/-
ایک سو ایک (کالم) — مظفر بخاری — 90/-
گستاخی معاف — مظفر بخاری — 100/-
ایک سو نو (کالم) — مظفر بخاری — 100/-
چمن کو چلئے — مظفر بخاری — 200/-

مکتبہ القریش اردو بازار - لاہور نمبر2

ٹکڑے چاٹنے پر بھی مجبور کر دو گے کیا اب تم اپنے بچنے پورے نہیں کرو گے؟"

"سوچ لو مہاراج۔" شنکر نے اس بار تیور بدل کر کہا۔ "تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ میرا کہا مان لو۔ گڑے مردے اکھاڑنے سے تمہیں کچھ حاصل نہیں ہوگا۔"

"ایک بات پوچھوں شنکر۔"

"پوچھو۔"

"تمہارے گرودیو کے جاپ کو پورا ہونے میں کتنے دن باقی رہ گئے ہیں۔" میں نے تلخ لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا۔ "کہیں ایسا تو نہیں کہ تم مجھے اپنی چکنی چپڑی باتوں کے جال میں الجھا کر اتنا وقت حاصل کرنا چاہتے ہو کہ پنڈت جیسی دھر کو اپنا جاپ مکمل کرنے کا موقع مل جائے۔"

www.urdukorner.com

جواب میں شنکر کسی ایسے ناگ کی طرح بل کھا کر رہ گیا جس پر انجانے میں کسی کا وزنی پاؤں پڑ گیا ہو۔ میں نے اسے بولنے کا موقع نہیں دیا' تیزی سے کہا۔ "اس بات کو دل سے کھرچ کر نکال دو کہ تمہارا گرو اپنا جاپ مکمل کر کے کالکا کی پراسرار قوتوں کو اپنا غلام بنا سکتا ہے۔"

"تم ---" شنکر نے مجھے خونخوار نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔ "تم کالکا کے بارے میں کیا کچھ جانتے ہو۔"

"ضروری نہیں ہے کہ میں تمہارے ہر سوال کا جواب دوں۔" میں نے بے پروائی سے کہا۔ "ویسے اتنا بتا سکتا ہوں کہ تمہاری دیومالائی کتابوں کے مطابق کالکا اور پاروتی دیوی ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں اور یہ کہ پاروتی کے چار مختلف روپ ہیں' اسے اوما' درگا' بھیروی اور کالی کے ناموں سے جانا پہچانا جاتا ہے۔"

"تم نے کالکا رانی کو کس روپ میں دیکھا ہے؟" شنکر نے چونکتے ہوئے سوال کیا' اسے یقیناً میری معلومات پر حیرت ہوئی ہوگی۔

"تمہیں اس کی اتنی فکر کیوں ہے۔" میں نے ماضی کا ایک ورق پلٹتے ہوئے کہا۔ "یاد ہے تمہیں' جب ایک ویران اور سنسان رات کو تم پہلی بار مجھ سے قبرستان میں ملے تھے' اس وقت تم نے مجھ سے دو بڑی اہم باتیں کی تھیں۔ ایک یہ کہ میں دنیا میں تمہارے لیے سب سے کارآمد آدمی ثابت ہو سکتا ہوں اور دوسرے یہ کہ تم پاروتی کے مقابلے میں زیادہ پراسرار اور خطرناک قوتوں کے مالک ہو پھر تمہیں کالکا کے سلسلے میں اتنی کھوج کس لیے ہے؟"

شنکر نے اس بار کوئی جواب نہیں دیا مجھے اس طرح گھورتا رہا جیسے میرے دل کے اندر کا بھید جاننے کی کوشش کر رہا ہو لیکن مجھے معلوم تھا کہ وہ میرے وجود کے اندر نہیں جھانک سکتا' جب سے کمبل پوش بزرگ نے مجھے منتری انگوٹھی پہنائی تھی کالکا کی پراسرار قوتیں بھی میرے دل کا حال جاننے سے قاصر ہو گئی تھیں۔

"کس خیال میں گم ہو مہاراج۔" میں نے اس کی بے بسی کا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔ "تم نے تو جنتا جیسی بدنام عورت کی خاطر بہت سارے لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ کیا کالکا رانی کی خاطر مجھے اپنے جنتر منتر کے زور سے جلا کر بھسم نہیں کر سکتے۔"

"مجھے وشواس ہے کہ داور کی موت میں اسی کی شکتی نے تمہاری سہائتا کی ہوگی ورنہ تم شنکر کے مقابلے میں اتنے اونچے سروں میں نہیں بول سکتے تھے۔" شنکر کی نگاہوں میں خون کی سرخیاں جھلکنے لگیں' وہ بڑی مشکلوں سے اپنے اوپر قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ تم اپنا اور میرا دونوں کا وقت ضائع کر رہے ہو۔" میں نے اسے کرخت لہجے میں مخاطب کیا۔ "فون پر تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ مجھے اس جگہ تک ضرور پہنچا دو گے جہاں تمہارے خیال کے مطابق میری موت میری منتظر ہوگی۔ میرا اشارہ تمہارے گرودیو کی طرف ہے جو کسی کونے کھدرے میں چھپا بیٹھا کالکا کو حاصل کرنے کے خواب دیکھ رہا ہے۔"

"میرا کہا مانو تو اس دھیان کو من سے نکال دو۔" شنکر نے سرد آواز میں جواب دیا۔ "میں اپنے دیے ہوئے وچن کے انوسار تمہیں اس استھان تک پہنچا سکتا ہوں جہاں گرودیو مہاراج منڈل میں بیٹھے جاپ کر رہے ہیں پر سوچ لو کہ اگر سمے تمہارے ہاتھ سے نکل گیا تو پھر تم سارا جیون ہاتھ ملتے رہو گے۔"

"تم شاید مجھے باتوں میں الجھانے کی کوشش کر رہے ہو۔"

"آخری بار اور سوچ لو بالک۔" شنکر نے اس بار بڑی حقارت سے جواب دیا۔ "مکتی چاہتے ہو تو میرے چرنوں میں جھک جاؤ ورنہ تمہارا انجام اتنا بھیانک اور خطرناک ہوگا کہ تم موت کی اچھا کرو گے لیکن موت کی دیوی بھی تمہارے اوپر مہربان نہیں ہوگی۔"

"میں جانتا ہوں کہ تم ذات کے چمار ہو۔" میں نے اسے قہر آلود نظروں سے گھورا۔ "اور کسی نیچ ذات کی باتوں پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔"

میرا خیال تھا کہ میرا جواب سن کر وہ آپے سے باہر ہو جائے گا لیکن ایسا نہیں ہوا' میری بات سن کر اس نے اس طرح قہقہہ لگانا شروع کر دیا جیسے کوئی طاقتور حریف اپنے کمزور دشمن کی باتیں سن کر اس کا مذاق اڑانے کی کوشش کر رہا ہو پھر یکلخت وہ سنجیدہ ہو گیا' اس کی نگاہوں میں بھڑکتے شعلے جاگ اٹھے۔ اس نے سنسناتے ہوئے بڑے سفاک لہجے میں کہا۔

"اگر تمہارے بھاگ میں نرک کی اگنی لکھی ہے تو پھر دیوی دیوتا بھی تمہیں اس کشٹ سے نہیں بچا سکیں گے پر میری ایک شرط ہے' تمہیں ابھی اور اسی سمے میرے ساتھ چلنا ہوگا۔"

"کہاں۔"

"وہیں جہاں موت کا دیوتا راہ تک رہا ہوگا۔" وہ اٹھتے ہوئے بولا۔ "آؤ میرے ساتھ۔"

قبل اس کے کہ میں کوئی جواب دیتا فون کی گھنٹی کی آواز ابھری اور میں نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا۔ عارفہ نے مجھے بتایا کہ ڈی ایس پی سراج لائن پر ہے پھر میرے کہنے پر اس نے لائن ڈائریکٹ کر دی۔

"ہیلو۔"

"میں سراج بول رہا ہوں۔" ریسیور پر سراج کی آواز

www.urdukorner.com

ابھری۔ "آپ نے جو پیش گوئی زنجن لال کے سلسلے میں کی تھی وہ درست ثابت ہوئی' وہ کل رات اپنے گھر واپس پہنچ گیا ہے۔ میں اس وقت اسی سے مل کر آرہا ہوں۔"

"کوئی خاص بات۔" میں نے شنکر کی موجودگی کی وجہ سے زنجن لال کا نام لیے بغیر پوچھا۔

"زنجن لال کا بیان یہی ہے کہ اسے جن لوگوں نے اغوا کیا تھا وہ چہرے پر ڈھاٹے باندھے ہوئے تھے' اس لیے وہ ان کی شکل نہیں دیکھ سکا۔" سراج نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "اغوا کے فوراً بعد اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی گئی تھی دو آدمی پچھلی نشست پر اسے کور کیے بیٹھے تھے اس لیے وہ یہ بھی نہیں بتا سکتا کہ اسے اغوا کرنے کے بعد کہاں لے جایا گیا تھا۔ واپسی بھی کچھ ایسے ہی انداز میں ہوئی ہے کہ وہ کسی پر شبہ کرنے سے قاصر ہے۔"

مجھے زنجن لال کے بیان پر حیرت ہوئی' وہ کم از کم مجھے اور ندیم کو تہ خانے میں دیکھ چکا تھا لیکن اس کے باوجود اس نے ہمارا نام ظاہر کرنے سے گریز کیا تھا۔ "آخر کیوں؟" کیا اس کے ذہن میں ذاتی طور پر کوئی جوابی کارروائی کرنے کا پلان موجود تھا یا کسی اور مصلحت کے پیش نظر اس نے ہمارا نام ریکارڈ پر لانا مناسب نہیں سمجھا تھا' ایک لمحے میں میرے ذہن میں متعدد سوالات گونج اٹھے پھر میں نے سراج کو کریدنے کی خاطر پوچھا۔

"آپ کا کیا خیال ہے؟ کیا وہ جو کچھ کہہ رہا ہے وہ درست ہے؟"

"ممکن ہے وہ سچ بول رہا ہو لیکن میرا خیال ہے کہ آپ نے جو قیاس آرائی کی تھی وہ زیادہ درست ہے۔" سراج نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "نسیم کے اغوا اور اس کی ماں کی موت کے بعد وہ جان بوجھ کر انڈر گراؤنڈ ہو گیا ہو گا۔"

"پھر آپ نے کیا سوچا ہے۔"

"میں آپ سے فوری طور پر ملنا چاہتا ہوں کچھ ضروری باتیں ڈسکس کرنی ہیں۔"

"آئی ایم سوری۔" میں نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ "اس وقت میں ایک ضروری دفتری کام سے جا رہا ہوں۔۔۔ ہو سکتا ہے میری واپسی میں دو چار دن لگ جائیں۔"

"کیا آپ شہر سے کہیں باہر جا رہے ہیں؟"

"شاید۔۔۔" میں نے مبہم لہجے میں جواب دیا پھر ریسیور واپس کریڈل پر رکھ کر شنکر کی سمت دیکھا تو اس کی آنکھوں کے سحر میں ڈوبتا چلا گیا اس کی آنکھوں میں کچھ ایسے رنگ برنگے دائرے رقص کر رہے تھے جو بڑی سرعت سے اپنا حجم بڑھاتے پھر تیزی سے گھومتے ہوئے ایک نقطے کی صورت اختیار کر لیتے' وہ یقیناً مجھے اپنی منحوس آنکھوں کے سحر میں پھانسنے کی کوشش کر رہا تھا۔ میں نے اپنی توجہ رقص کرتے ہوئے دائروں سے ہٹانی چاہی لیکن کامیاب نہ ہو سکا' میری کیفیت اس بدنصیب انسان سے مختلف نہیں تھی جو بے خیالی میں کسی دلدل میں گر گیا ہو اور خود کو بچانے کی خاطر ہاتھ پیر چلانے کی کوشش اسے اور گہرائیوں کی طرف لے جا رہی ہو۔ میرے اوپر خواب بیداری کی کیفیت بڑی تیزی سے طاری ہو رہی تھی پھر شنکر کی آواز کہیں دور سے ابھرتی ہوئی میری قوت سماعت سے ٹکرائی۔

"تمہیں میرے ساتھ چلنا ہو گا۔"

"ہاں۔ میں تیار ہوں۔"

"تم جن راستوں سے گزرو گے انہیں یاد نہیں رکھو گے۔ بھول جاؤ گے۔"

"ہاں۔۔۔ میں ان راستوں کو بھول جاؤں گا۔"

"اور تم کو دوبارہ ہوش میں آنے کے بعد یہ بھی یاد نہیں رہے گا کہ تم کب۔۔۔ کس کے ساتھ۔۔۔ اور کہاں گئے تھے۔" شنکر کی منحوس آواز میرے کانوں میں گونجی۔

"تم سب کچھ بھول جاؤ گے۔"

"ہاں۔۔۔ میں سب کچھ بھول جاؤں گا۔" میں نے کسی معمول کی طرح اس کی ہدایتوں کو ذہن نشین کرتے ہوئے جواب دیا۔

"میرے ساتھ ساتھ آجاؤ۔۔۔ پلٹ کر پیچھے کی سمت نہ دیکھنا ورنہ تمہارا شریر پتھر کی مورتی میں تبدیل ہو جائے گا۔ چپ چاپ میرے ساتھ قدم ملا کر چلتے رہو۔"

اس بار بھی میں نے اس کے جواب میں کسی سہمے ہوئے معصوم بچے کی طرح ہامی بھری تھی پھر مجھے ایسا لگا جیسے میں آہستہ آہستہ قدم آگے بڑھا رہا ہوں' میرا ذہن بالکل مفلوج ہو کر رہ گیا تھا۔ شنکر کے کہے ہوئے جملے رہ رہ کر میرے دماغ میں ابھر رہے تھے' اس کے بعد کیا ہوا؟ کتنی دیر تک میں اس سحر کی کیفیت سے دوچار رہا؟ مجھے کچھ یاد نہیں البتہ جب میں اس سحر کے چنگل سے آزاد ہوا تو میں نے خود کو برف پوش پہاڑوں کے درمیان کھڑا پایا۔ آس پاس کوئی اور نہیں تھا!

میں نے گھوم پھر کر اطراف کا جائزہ لیا' میرے چاروں طرف سر بہ فلک برف پوش پہاڑ نظر آرہے تھے' میں جس جگہ موجود تھا وہ پہاڑیوں کے درمیان کا حصہ تھا۔ میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ اس وقت میں اپنے وطن کے کس حل

www.urdukorner.com

اسٹیشن پر موجود تھا لیکن مجھے اتنا احساس ضرور ہو رہا تھا کہ میں نے پنڈت جسی دھرے سے ٹکرانے کا جو جذباتی فیصلہ کیا تھا وہ درست نہیں تھا' ندیم نے بھی یہی کہا تھا کہ اس طرح میرے دشمن مجھے زیر کرنا چاہتے تھے لیکن میں نے ندیم کی بات کو بھی یکسر نظر انداز کر دیا تھا۔ کاش مجھے اس بات کا علم ہوتا کہ وہ فیصلہ میرے لیے تباہی اور بربادی اور طویل پریشانیوں کا سلسلہ ثابت ہو گا تو میں بھول کر بھی اس پر عمل کرنے کی حماقت نہ کرتا (بعد میں میرے اوپر جو بیتی وہ ایک طویل داستان ہے جس کا ذکر آئندہ آئے گا) لیکن فی الحال تیر جو کمان سے نکل چکا تھا اس کی واپسی ناممکن تھی' مجھے اس حقیقت کا علم بعد میں ہوا تھا کہ میرے خبیث دشمنوں نے مجھے کتنی ہوشیاری اور دوراندیشی سے اپنے بچھائے ہوئے جال میں پھانسا تھا۔

بہرحال میں بہت دیر تک غار کے دہانے کے قریب کھڑا حالات پر غور کرتا رہا' اب میرے پاس سوائے عمل کرنے کے اور کوئی طریقہ کار نہیں تھا' قدم آگے بڑھا کر پیچھے ہٹانا میرے اصول کے خلاف تھا' میرا دل گواہی دے رہا تھا کہ شنکر نے میرے ذہن کو ٹرانس میں لینے کے بعد اسی غار کے دہانے کے پاس چھوڑا ہو گا جس کا ذکر کالکا پہلے ہی کر چکی تھی۔

میرے پاس اس وقت کوئی ایسا ہتھیار بھی نہیں تھا کہ میں کسی اچانک پیش آنے والے حادثے کا مقابلہ کر سکتا' صرف صندلی انگوٹھی میری انگلی میں موجود تھی جسے دیکھ کر مجھے کم از کم اتنی ڈھارس ضرور ہوئی کہ کمبل پوش بزرگ کے اس کراماتی تحفے کی موجودگی میں کوئی کالی قوت میرا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی۔ میں ابھی اپنے اگلے اقدام کی بابت سوچ ہی رہا تھا کہ شنکر کی مدھم آواز میرے کانوں میں گونجی۔ وہ کہیں دور سے اپنی پلید قوتوں کے ذریعے مجھ سے ہمکلام تھا۔

"کس وچار میں گم ہو بالک؟ قدم آگے بڑھانے میں ہچکچا کیوں رہے ہو؟ گپھا میں جا کر دیکھ لو' شنکر نے تمہارے ساتھ کوئی دھوکا نہیں کیا' اندر تمہاری ملاقات ہمارے گرودیو سے ہی ہو گی پھر وجے کس کی ہو گی اس کا فیصلہ آنے والا سمے کرے گا۔"

"کیا تم بتا سکتے ہو کہ میں اس وقت کہاں ہوں۔"

"اتنی جلدی بوکھلا گئے۔" شنکر نے میرا مذاق اڑاتے ہوئے کہا۔ "ابھی تو کھیل شروع ہوا ہے۔ بھولے ناتھ' کل کیا ہو گا اس کی چنتا کیوں کرتے ہو۔۔۔ تم تو مرد کی اولاد ہو۔ قدم بڑھاؤ اور جا کر گرودیو سے ٹکرانے کا تماشا بھی دیکھ لو۔"

میں نے شنکر کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا لیکن اس کے چیلنج نے میری رگوں میں دوڑتے ہوئے خون کی گردش ضرور تیز کر دی تھی۔ لوح محفوظ پر میرے حق میں جو کچھ لکھا جا چکا تھا اسے مٹانا میرے اختیار میں نہیں تھا۔ میری نگاہیں غار کے دہانے پر مرکوز تھیں' جس میں ایک شخص تھوڑا سا جھکنے کے بعد بہ آسانی اندر داخل ہو سکتا تھا۔ اندر کیا صورت حال تھی اس کا اندازہ باہر سے نہیں لگایا جا سکتا تھا۔ میں نے کچھ سوچ کر قدم اٹھانا چاہا لیکن اسی وقت کالکا کی مانوس آواز میرے کانوں میں گونجی۔

"شہباز۔۔۔ میں نے تم کو منع کیا تھا کہ بھول کر بھی پنڈت جسی دھرے سے ٹکرانے کا دھیان من میں نہ لانا لیکن تم نے میرا کہا نہیں مانا۔"

"اب تمہارا کیا مشورہ ہے؟" میں نے خشک لہجے میں سوال کیا۔

"اب بھی سمے باقی ہے۔ تم الٹے قدموں واپس لوٹ جاؤ۔"

"اور اگر میں تمہارا مشورہ قبول کرنے سے انکار کر دوں تو۔"

"اس کے بعد تمہیں پچھتانا پڑے گا۔" کالکا کی آواز ابھری۔ "میری بات دھیان سے سن لو' پنڈت جسی دھرے نے اپنے چاروں طرف جو منڈل بنا رکھا ہے اسے دھرتی کی کوئی شکتی نہیں توڑ سکتی۔"

"کیا تم بھی نہیں؟" میں نے معنی خیز لہجے میں پوچھا۔

"منڈل نہ ٹوٹنے کی صورت میں وہ گرو گھنٹال اپنے جاپ میں کامیاب ہو جائے گا' اس کے بعد تم اور تمہاری تمام کالی طاقتیں اس کے اختیار میں ہوں گی۔ تمہیں کسی کٹھ پتلی کی طرح اس کے اشاروں پر ناچنا ہو گا' ہو سکتا ہے تمہارے لیے اس کا سب سے پہلا حکم یہی ہو کہ مجھے موت کے گھاٹ اتار دو۔ بولو کالکا رانی۔۔۔ کیا تم اس کی کامیابی کے بعد اس کا حکم ماننے سے انکار کر سکو گی؟"

"سمے برباد مت کرو شہباز خان۔" کالکا نے جھلا کر کہا۔ "میرا کہا مانو اور غار کے اندر داخل ہونے کا دھیان من سے نکال کر واپس لوٹ جاؤ۔ اسی میں تمہاری مکتی ہے۔"

"تم شاید بھول رہی ہو کالکا رانی کہ میں ایک مسلمان ہوں اور مسلمان باطل قوتوں کے سامنے کبھی سرنگوں نہیں ہو سکتا۔" میں نے ٹھوس لہجے میں جواب دیا پھر تن بہ تقدیر

www.urdukorner.com

غار میں داخل ہو گیا۔ اندر چونکہ تاریکی تھی اس لیے میں پھونک پھونک کر ناہموار زمین پر قدم اٹھاتا رہا۔ کچھ دور جا کر مجھے غار کے ایک حصے پر روشنی کی ایک کرن لرزتی کپکپاتی نظر آئی' میں آہستہ آہستہ بڑھتا رہا پھر آگے سے راستہ بند ہونے کی وجہ سے میں سیدھے ہاتھ کو مڑا تو ٹھٹک کر رک گیا۔ وہ جگہ خاصی وسیع اور کشادہ تھی جہاں ایک جانب وہ موی شمع روشن تھی جس کی روشنی کو میں کپکپاتے دیکھ چکا تھا۔ اس کی روشنی میں میں نے پنڈت جسی دھر کو دیکھا جو درمیان میں آلتی پالتی مارے آنکھیں بند کیے بیٹھا تھا' اس کے ہونٹ متحرک نظر آ رہے تھے' وہ اپنے جاپ میں مگن تھا اس لیے اسے وہاں میری موجودگی کا علم بھی نہیں ہوا۔

میں اپنی جگہ خاموش کھڑا اسے گھورتا رہا' اس کی داڑھی اور مونچھ کسی خودرو جھاڑی کی طرح بڑھی ہوئی تھی' جسم پر گرد کی تہیں موجود تھیں' دونوں ہاتھ اس نے گھٹنوں پر مضبوطی سے جما رکھے تھے اور اپنی دھن میں مست دنیا و مافیہا سے بے خبر نظر آ رہا تھا۔

اس کے جسم پر ایک لنگوٹی کے سوائے کچھ اور نہیں تھا' ماتھے پر جو بھبوت کی لکیریں تھیں وہ بھی اپنا رنگ تبدیل کر کے دھندلانے لگی تھیں' اس کی ہیئت بتا رہی تھی کہ وہ ایک طویل عرصے سے اسی حالات میں بیٹھا تھا' اندھیرے میں موی شمع کی کپکپاتی روشنی اور پنڈت جسی دھر کی کیفیت نے پورے ماحول کو بڑا پراسرار بنا رکھا تھا' رفتہ رفتہ وہاں کی ہر شے مجھ پر واضح ہونے لگی۔ میرا اور پنڈت جسی دھر کا فاصلہ بمشکل دس گز رہا ہو گا' اس نے اپنے چاروں طرف جو حصار باندھ رکھا تھا مجھے اس کی گولائی کا صحیح طور پر اندازہ نہیں تھا' میرے دل کی دھڑکنیں بتدریج تیز ہو رہی تھیں۔ غار میں داخل ہونے کے بعد شنکر اور کاکا کی آوازیں بھی میرے کان میں گونجنا بند ہو چکی تھیں' شاید میں جس مقام تک پہنچ چکا تھا وہاں تک ان کی رسائی ممکن نہیں تھی۔

فیصلے کی وہ گھڑی لمحہ بہ لمحہ قریب سے قریب تر ہوتی جا رہی تھی جس کا مجھے شدت سے انتظار تھا' میرے پاس سوائے صندلی انگوٹھی کے اور کوئی ایسی چیز موجود نہیں تھی جو میرے کام آ سکتی اب صرف دو باتیں ہی ممکن تھیں' پنڈت جسی دھر کی ناکامی یا پھر میری موت جس کے واقع ہونے کا علم شنکر' کاکا اور پنڈت جسی دھر کے علاوہ کسی اور کو نہیں ہو سکتا تھا' شاید بعد میں مجھے تلاش کرتی ہوئی ممی وہاں تک پہنچ جاتی لیکن انہیں وہاں ٹوٹے پھوٹے ہڈیوں کے گلے سڑے پنجر کے سوا کچھ اور نہیں مل سکتا تھا۔

کئی بار میرے دل کی گہرائیوں سے یہ آواز ابھری کہ شہباز خان ابھی وقت ہے' الٹے قدموں واپس لوٹ جاؤ' تم جس آگ میں چھلانگ لگانے کی سوچ رہے ہو وہ تمہارے اختیار کی بات نہیں ہے' ان پلید گورکھ دھندوں کو حل کرنے کی کوشش کرو گے تو خود بھی اپنے دامن کو بھڑکنے والی آگ سے نہیں بچا سکو گے' زندگی تمہارے پاس خدا کی امانت ہے اسے سنبھال کر رکھنے کی کوشش کرو' تم نے ابھی تصویر کا ایک رخ دیکھا ہے' اس کا دوسرا رخ بھیانک اور ہولناک بھی ہو سکتا ہے' آنکھ بند کر کے کسی اندھے کنویں میں کود جانا عقلمندی نہیں حماقت ہے۔ اس حماقت سے باز رہو جو کچھ خدا نے تمہیں دے رکھا ہے اسی پر قناعت کرو' صرف اپنے مذہب کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی عادت ڈالو' دوسروں کے پھڈے میں پاؤں پھنساؤ گے تو اس کا انجام خراب بھی ہو سکتا ہے۔

میرے اندر ایک کشمکش جاری تھی پھر میں نے آگے بڑھنے کا فیصلہ کر لیا' اگر موت ہی میرا مقدر تھا اور وہ گھڑی میرے سر پر منڈلا رہی تھی تو اسے کوئی نہیں روک سکتا تھا' میں نے بزرگوں سے سن رکھا تھا کہ کوئی عامل جب حصار کھینچ کر اس کے اندر بیٹھ کر کسی عمل کا ورد کرتا ہے تو کوئی دوسری طاقت اس حصار کو نہیں توڑ سکتی لیکن میں داور کا انجام دیکھ چکا تھا' شنکر نے اسے مرنے کے بعد ایک نئی شیطانی زندگی کا روپ دیا تھا لیکن مجھ سے ٹکرانے کے بعد وہ ہمیشہ کے لیے فنا ہو گیا تھا۔ یہ بھی ممکن تھا کہ داور کا وجود محض فریب نظر ہو' اصلیت سے اس کا دور کا بھی کوئی تعلق نہ ہو۔ دیومالائی کتابوں میں' میں نے ایسے ہزاروں قصے اور کہانیاں پڑھ رکھی تھیں جنہیں عقل سلیم ماننے کو تیار نہیں تھی' ان پراسرار باتوں کی کوئی توجیہہ پیش نہیں کی جا سکتی تھی لیکن اس کے باوجود ایک خاص طبقہ ان باتوں پر آنکھ بند کر کے یقین رکھتا تھا۔

سچ کیا تھا اور جھوٹ کیا تھا اس کا علم سوائے خدائے بزرگ و برتر کے کسی اور کو نہیں تھا جو جس راہ پر ایک بار صدق دل سے ایک بار گامزن ہو گیا تھا وہی اس کو راہ مستقیم سمجھتا تھا' روز اول سے اس نے جن باتوں کا ذکر اپنے آباؤ اجداد کی زبان سن رکھا تھا اس کا ذہن اس کی نفی کرنے کو تیار نہیں ہو سکتا تھا' مذہب کی جو کتابیں اسے ورثے میں ملی تھیں وہ بس انہی کو ایمان اور ذریعہ نجات سمجھنے پر مجبور تھا۔ روش بدلنا ہر شخص کے اختیار میں نہیں ہوتا' حقیقت کی تلاش میں انسان کو بار بار ڈوب کر ابھرنا

www.urdukorner.com

پڑتا ہے پھر کہیں جا کر وہ ڈور کا ایک سرا تلاش کر پاتا ہے۔

میرے اندر بھی اس وقت حق و باطل' سچ اور جھوٹ' وجود اور فریب کی ایک جنگ جاری تھی' میں نے بہت غور و خوض کے بعد صندلی انگوٹھی پر ایک نظر ڈالی پھر قدم آگے بڑھانے کا ارادہ کیا لیکن مجھے اپنے ارادے میں کامیابی نہیں ہوئی' کسی نادیدہ قوت نے جیسے میرے قدم جکڑ لیے تھے' میرے اعصاب یکدم ہی شل ہو گئے' میرے رگ و پے میں خوف کی ایک سرد لہر سرایت کر گئی' فوری طور پر میرے ذہن میں یہی خیال ابھرا تھا جیسے گندی اور ناپاک قوتیں اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی ہوں لیکن پھر صندل اور لوبان کی ملی جلی خوشبو کا جھونکا مجھے چھو کر گزرا تو میری رگوں میں منجمد ہونے والی خون کی حرکت تیز ہو گئی۔ میں اس خوشبو کو ہزاروں اور لاکھوں خوشبوؤں میں پہچان سکتا تھا پھر کمبل پوش بزرگ کی مانوس آواز غار کی سناٹے کا سینہ چیرتی ہوئی ابھری۔

"چھتوں میں کیا تلاش کرتا پھر رہا ہے؟"

میں نے تیزی سے پلٹ کر دیکھا' وہ حسب معمول پھٹے پرانے کمبل کو جسم کے گرد لپیٹے' ہاتھ میں وہی آڑی ترچھی لکڑی پکڑے مجھے عجیب نگاہوں سے گھور رہا تھا' اس کے چہرے پر پیار و نفرت کا ملا جلا احساس جھلک رہا تھا۔

"اس پنڈت کو دیکھ رہے ہیں میرے بزرگ۔" میں نے لب کشائی کی۔ "یہ اور اس کے ساتھی مل کر مجھ پر عرصہ حیات تنگ کر رہے ہیں۔"

"زمین پر قدم رکھنا چھوڑ دے۔ آسمانوں پر اڑنا سیکھ لے۔ چھتوں سے سر ٹکرائے گا تو لہولہان ہو جائے گا۔"

"آپ کی باتیں میری سمجھ سے باہر ہیں۔" میں نے التجا کی۔ "مجھے آپ کی مدد کی ضرورت ہے۔"

"کب تک انگلی پکڑ کر چلتا رہے گا۔" کمبل پوش بزرگ نے جھلا کر کہا۔ "آگ سے کھیلے گا تو آبلے پڑ جائیں گے' اپنے کام سے کام رکھنے کی عادت ڈال' دوسروں کی بغلوں میں جھانکنا چھوڑ دے۔"

"میری بات کو سمجھنے کی کوشش کریں حضرت۔" میں نے کہا۔ "یہ پنڈت جو منڈل میں جاپ کر رہا ہے یہ۔۔۔"

"چپ ہو جا۔۔۔ بدبخت۔" کمبل پوش بزرگ نے جلالی کیفیت سے دوچار ہوتے ہوئے کرخت لہجے میں جواب دیا۔ "تو اور مجھے عقل سکھائے گا۔۔۔ گھاس کھانا شروع کر دے۔۔۔ تا کبوتر کی طرح بلندیوں پر جا کر قلابازی کھانے کی عادت ڈال لے۔۔۔ ادھر ادھر ٹھونگا نے کی کوشش کی تو منہ کے بل زمین پر گرے گا۔"

"میں یہاں تک آ کر خالی ہاتھ واپس نہیں جاؤں گا۔" میں نے ضد کی۔

جواب میں بزرگ نے کچھ نہیں کہا قہر آلود نگاہوں سے کبھی مجھے اور پنڈت جسی دھر کو گھورنے لگے جو غالباً غار میں ہم دونوں ہی کی موجودگی سے بے خبر اپنے جاپ میں محو تھا۔

"میں اس منڈل کو ضرور توڑوں گا جو اس کافر پنڈت نے اپنے اطراف کھینچ رکھا ہے۔" میں نے فیصلہ کن لہجہ میں کہا۔۔۔ "اگر یہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا تو کم از کم میرے لیے شدید خطرہ ثابت ہو گا۔ مجھے آپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے' اگر آپ نے بھی نظریں پھیر لیں تو۔"

"بکواس بند کر نا ہنجار۔۔۔" کمبل پوش بزرگ نے نظریں اٹھا کر اوپر کی سمت دیکھتے ہوئے کہا۔ "آنکھیں بند کر کے اوپر کی جانب دیکھ کالی آندھی تیرے سر پر منڈلا رہی ہے۔ ہش۔ زبان بند رکھ اور دم دبا کر بھاگ لے ورنہ ناٹے چھوٹنے شروع ہو جائیں گے۔"

"مجھے اپنی لکڑی دے دیں حضرت۔" میں نے گڑگڑا کر کہا۔ "میں کالی قوتوں کے آگے گھٹنے نہیں ٹیک سکتا۔"

"جو متاع پونجی تیرے پاس ہے اسے سنبھال کر رکھنے کی کوشش کر۔" بزرگ نے ایک بار پھر مجھے سخت نظروں سے گھورتے ہوئے معنی خیز لہجے میں کہا۔ "سر کے بل الٹا کھڑا ہونے کی کوشش کی تو دھڑام سے چاروں خانے چت زمین پر گرے گا۔ کسی نیم کے درخت پر چڑھ کر دبک لے' ورنہ دم کٹ گئی تو پاگل کتوں کی طرح بھونکنا شروع کر دے گا۔"

"مجھے مایوس مت کرو بابا۔" میں نے پھر ضد کی۔ "میں خالی ہاتھ واپس نہیں جاؤں گا۔ مجھے اپنی چھڑی عنایت کر دو۔"

"پھر وہی مرغ کی ایک ٹانگ۔" بزرگ نے قہقہہ لگانا شروع کر دیا۔ ان قہقہوں میں وحشت اور غصے کی ملی جلی جھلک تھی' میں نے پلٹ کر پنڈت جسی دھر کی جانب دیکھا' مجھے حیرت تھی کہ بزرگ کے قہقہے پورے غار میں بازگشت بن کر گونج رہے تھے لیکن وہ بدستور دھونی رمائے بیٹھا تھا' شاید ہماری آوازیں بھی اس کے قائم کردہ حصار کے اندر نہیں پہنچ رہی تھیں۔ کمبل پوش بزرگ تادیر قہقہے بلند کرتے رہے پھر دیدے نچا کر مجھے دیوانوں کی طرح گھورتے ہوئے بولے۔ "اندھا بھینسا کھیلے گا۔ ہاتھ لمبے کر کے ٹٹولتا

www.urdukorner.com

بھرے گا کر آگے کیا ہے۔ سوچ لے مودود۔ کسی شے سے ٹکرا گیا تو قسمت گیس بھرے غبارے کے مانند ۔۔۔ بھک سے پھوٹ جائے گی ۔۔۔ کبڈی کھیلنا تیرے بس کا روگ نہیں ہے ۔۔۔ جا' واپس چلا جا ۔۔۔ سر پر پاؤں رکھ کر دوڑ لگا دے ۔۔۔ پلٹ کر نہ دیکھنا ورنہ خود بھی پتھر کا بن جائے گا۔"

"مجھے بہلانے کی کوشش نہ کریں حضرت' میں جانتا ہوں کہ آپ چاہیں تو میری مدد کر سکتے ہیں۔"

"نہیں مانے گا بدنصیب ۔۔۔ اڑیل ٹٹو کی طرح اپنی جگہ کھڑا رہے گا ۔۔۔ نتیجے پر غور کر لے ۔۔۔ تو نے اب تک جو کچھ جمع کیا ہے وہ ڈاکو لوٹ کر لے جائیں گے اور پولیس ۔۔۔ پولیس ٹاک ٹوئیاں مارتی رہ جائے گی ۔۔۔ سب کچھ بھرے رام ہو جائے گا ۔۔۔ بادل پھٹ جائیں گے تو بوند بوند کو ترسے گا ۔۔۔ معشوق کی زلفوں کو پوری طاقت سے تھام کر چمگادڑوں کی طرح الٹا لٹک جا ۔۔۔ حلق سے قیں' قیں کی آوازیں نکالنی شروع کر دے ۔۔۔ بیاہ ہو جائے گا۔"

"تمہاری باتوں کا معمہ حل کرنا میرے بس سے باہر ہے بابا۔" میں نے مایوسی کا اظہار کیا۔ "مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔"

"ہاہا ۔۔۔ ہاہا ۔۔۔ ہوہو ۔۔۔" کمبل پوش نے مجھے آنکھ مار کر قہقہہ لگایا پھر گانا شروع کر دیا۔ "حضرت ابھی سلجھا جا رے بالم ۔۔۔ آجا رے بالم ۔۔۔ سجھا رے بالم ۔۔۔ حق ہے حق ہے ۔۔۔ حق کا نعرہ مارو رے بچہ۔"

وقت جوں جوں گزرتا جا رہا تھا میری بے چینی بڑھتی جا رہی تھی' کمبل پوش بزرگ کی آمد اس غار میں بے سبب نہیں تھی' اس کی مبہم خرافاتوں کا مفہوم سمجھنا میرے بس میں نہیں تھا ۔۔۔ کاش میں ان باتوں کی گہرائی کا راز جان لیتا اور پنڈت جسی دھر سے الجھنے کا ارادہ ترک کر دیتا لیکن میرے مقدر میں کچھ اور ہی درج تھا۔ میں بزرگ سے مایوس ہو کر جسی دھر کی جانب پلٹا' میرے ہاتھ میں صندلی انگوٹھی موجود تھی' میرا دل گواہی دے رہا تھا کہ اس بابرکت انگشتری کی موجودگی میں کوئی خطرہ میرے قریب نہیں پھٹک سکتا چنانچہ میں نے قدم آگے بڑھایا لیکن ایک بار پھر کمبل پوش کی کرخت آواز میرے کانوں میں گونجی۔

"خبردار ۔۔۔ قدم آگے نہ بڑھانا ۔۔۔ جہاں ہے وہیں رک جا۔"

میں نے پلٹ کر بزرگ کی جانب دیکھا' ان کی آنکھوں اور چہرے سے جلال ٹپک رہا تھا' وہ غصے کی حالت میں کھڑے مجھے گھور رہے تھے اور اپنا نچلا ہونٹ دانتوں سے کاٹ رہے تھے پھر اچانک انہوں نے نظر اٹھا کر اوپر کی جانب دیکھا اور اپنے ہاتھ میں دبی ہوئی آڑی ترچھی لکڑی کو پنڈت جسی دھر کی جانب پوری قوت سے لہرا کر پھینکا' دوسرے ہی لمحے مجھے ایسا لگا جیسے پورا غار شدید زلزلے کی لپیٹ میں آ گیا ہو۔ در و دیوار کسی ایسے پودے کی طرح لرز رہے تھے جیسے شدید طوفان کی زد میں آ گئے ہوں۔

میں نے پنڈت جسی دھر کے چاروں طرف آگ کے شعلوں کو بھڑکتے دیکھا' وہ حیرت سے اپنا جاپ حسب معمول بھول کر کسی ربڑ کی گیند کی اچھلا تھا پھر اس کا انجام کیا ہوا یہ میں نہیں دیکھ سکا' زمین کے لرزنے سے میں خود اپنا توازن بھی برقرار نہیں رکھ سکا' لڑکھڑا کر گرا اور اس کے بعد میرے سوچنے اور سمجھنے کی قوت مفلوج ہو کر گھپ اندھیروں میں ڈوبتی چلی گئی۔

*

میں کتنی دیر تک بے ہوشی کی کیفیت سے دوچار رہا مجھے اس کا کوئی علم نہیں لیکن جب دوبارہ میری آنکھ کھلی تو میں ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا' مجھے اپنی قوت بینائی پر شبہ ہو رہا تھا' میں اس وقت کہیں اور نہیں بلکہ اپنی خواب گاہ میں اپنے بستر پر موجود تھا۔ ایک لمحے کو میرے ذہن میں یہ خیال ابھرا کہ شاید میں کوئی خواب دیکھتے دیکھتے بیدار ہوا ہوں لیکن نہیں ۔۔۔ مجھے اچھی طرح یاد تھا کہ میں اپنے دفتر میں شنکر سے ملا تھا جہاں اس نے مجھے اپنی آنکھوں کے سحر میں کسی معمول کی طرح جکڑ لیا تھا اور اس کے بعد میں اس کے حکم پر اس کے ساتھ ساتھ روانہ ہو گیا تھا لیکن اس کے بعد کیا ہوا؟ میں نے اپنے ذہن کو کریدنے کی کوشش کی لیکن مجھے کچھ یاد نہیں آیا کہ میں کن راستوں سے گزر کر اس غار تک پہنچا تھا' البتہ غار میں پنڈت جسی دھر کی موجودگی' کمبل پوش بزرگ سے میری ملاقات' ہمارے درمیان ہونے والی گفتگو' بزرگ کی جلال کی کیفیت سے دوچار ہو کر اپنی لکڑی کو پنڈت دھر کی سمت گھما کر پھینکنا اور اس کے بعد غار کا تہ و بالا ہو جانا' مجھے وہ تمام باتیں یاد تھیں لیکن پھر ان برف پوش پہاڑیوں سے خواب گاہ تک میری واپسی کس طرح ممکن ہوئی' اس کے بارے میں مجھے کوئی علم نہیں تھا' میں بہت دیر تک بستر پر بیٹھا ماحول کا جائزہ لیتا رہا' ایک ایک بات پر غور کرتا رہا پھر میری نگاہ اپنے لباس پر پڑی تو میں حیرت سے اچھل پڑا۔ میرا لباس بری طرح گرد' مٹی اور کائی میں لتھڑا ہوا تھا' کہیں کہیں

www.urdukorner.com

سے مسک گیا تھا اور پھر میری ہتھیلی اور کہنیوں پر موجود خراشیں اس بات کی نشاندہی کر رہی تھیں کہ مجھ پر جو کچھ گزر چکی تھی وہ کوئی طلسمی کہانی نہیں تھی۔ حقیقت تھی۔ ایسی ہولناک اور تلخ حقیقت جس نے میرے ذہن کو جھنجوڑ کر رکھ دیا تھا۔

میں نے اپنی روداد کے شروع میں ہی اس بات کا اظہار کیا تھا کہ مجھے طلسمی اور پراسرار کہانیوں اور دیومالائی کتابیں پڑھنے کا شوق تھا' مجھے ان کتابوں کی کہانیاں پڑھ کر وقتی طور پر سکون ضرور ملتا تھا مگر میں نے ان کی سچائی پر کبھی یقین نہیں کیا تھا لیکن اب' وہ واقعات خود میرے ساتھ رونما ہوئے تھے میں ان کی صداقت سے انکار بھی نہیں کر سکتا تھا۔

مدہوشی کی حالت میں میرا شنکر کے ساتھ برف پوش پہاڑیوں تک جانا' پنڈت جسی دھر کی وہاں غار میں موجودگی اور پھر کمبل پوش بزرگ کا جلال ۔۔۔ مجھے سب کچھ یاد تھا' میں ان باتوں کو جھٹلا نہیں سکتا تھا لیکن اس کی کوئی توجیہہ پیش کرنا بھی میرے اختیار میں نہیں ہے۔ روپ نگر میں بھی میں نے جن حالات کا مقابلہ کیا تھا اور جن پراسرار حادثوں سے دوچار ہوا تھا وہ سارے کے سارے ناقابل یقین ہی کہے جا سکتے تھے لیکن میں ۔۔۔ شہباز خان ان تمام واقعات کا چشم دید گواہ تھا۔

خاصی دیر تک میرے ذہن میں متعدد سوالات ابھر ابھر کر آپس میں گڈمڈ ہوتے رہے پھر میں نے دیواری گھڑی پر نظر ڈالی جس میں صبح کے سات بج رہے تھے۔ والد اور والدہ کے ساتھ میں ہمیشہ آٹھ بجے ناشتا کرنے کا عادی تھا' چنانچہ میں نے جلدی سے اٹھ کر غسل کیا لباس تبدیل کیا اور دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ اپنی خواب گاہ سے نکل کر ناشتے کی میز کی طرف قدم بڑھانے لگا جہاں میرے والد حسب معمول اخبار کے مطالعہ میں محو تھے اور والدہ صاحبہ ان کے لیے چائے تیار کر رہی تھیں' معاً مجھے اپنی صندلی انگوٹھی کا خیال آیا جو بزرگ کا عطیہ تھی' میں نے تیزی سے اپنی انگلی پر نگاہ ڈالی اور یہ دیکھ کر سکون کا سانس لیا کہ وہ میری انگلی میں موجود تھی۔ میں قدم بڑھاتا ناشتے کی میز کے قریب گیا اور والدین کو صبح کا سلام پیش کیا تو وہ دونوں ہی اس طرح چونکے جیسے انہیں بھی میرے اچانک وہاں پہنچ جانے پر حیرت ہو رہی ہو۔

"تم کب واپس لوٹے؟" والد صاحب نے اخبار میز پر رکھتے ہوئے ٹھوس لہجے میں سوال کیا۔

"معافی چاہتا ہوں۔" میں نے گھبرا کر جواب دیا۔ "رات کچھ دیر زیادہ ہو گئی تھی۔"

"خدا کا شکر ہے کہ تم واپس آ گئے۔" میری والدہ بولیں۔ "اگر ندیم نے تمہارے بارے میں نہ بتایا ہوتا تو ان چار دنوں میں ہماری نجانے کیا حالت ہو جاتی۔"

"آپ شاید بھول رہی ہیں۔" میں نے بڑی سادگی سے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "میں نے آپ سے ذکر تو کیا تھا کہ کچھ کاروباری کام ایسے درپیش تھے جن کی خاطر مجھے کسی وقت بھی جانا پڑ سکتا تھا۔"

"وہ تو خیر ٹھیک ہے مگر تم فون کر کے خود بھی اپنی روانگی کی اطلاع دے سکتے تھے' ایسا بھی کیا کام تھا کہ بس اچانک ہی کسی سے کچھ کہے سنے بغیر غائب ہو گئے۔"

"غلطی ہو گئی امی حضور ۔۔۔ آئندہ احتیاط رکھوں گا۔" میں نے بات ختم کرنے کی خاطر کہا پھر توس اٹھا کر اس پر مکھن اور جیلی لگانے لگا' والدہ کی زبانی ہی مجھے اس بات کا علم ہوا تھا کہ میں چار روز بعد گھر واپس لوٹا تھا۔

"کام کی نوعیت کیا تھی۔" امی نے چائے کا کپ بنا کر میری طرف بڑھاتے ہوئے پوچھا۔

"دوسرے شہر جا کر کچھ ضروری ٹینڈر بھرنے تھے جس کی اطلاع مجھے پہلے سے تھی لیکن یہ نہیں معلوم تھا کہ کب اور کس وقت جانا پڑے گا۔" میں نے بڑی خوب صورتی سے ایک اور جھوٹ بولا۔ "اگر میرا جانا ضروری نہ ہوتا تو میں داشی' عابد' ٹونی یا دفتر کے کسی اور ذمے دار آدمی کو روانہ کر دیتا۔"

"بہرحال تم آئندہ پوری تفصیل بتائے بغیر اس طرح اچانک غائب ہو جانے سے پرہیز کرنا۔" امی نے کہا۔ "ان چار دنوں میں میرے دل پر کیا گزری اور کیسے کیسے وسوسوں نے مجھے پریشان کیا شاید تم اس کا اندازہ نہ کر سکو۔"

"آپ پریشان نہ ہوں' آئندہ سے خیال رکھوں گا۔"

ناشتے کے دوران میری اور والدہ کی گفتگو ہوتی رہی' والد صاحب بظاہر ناشتے میں مصروف تھے لیکن مجھے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ مجھ سے کچھ کہنا چاہ رہے تھے' ناشتے سے فارغ ہو کر میں اٹھنے لگا تو ابا نے کہا۔

"گزشتہ رات میں نے بڑے ابا کو پھر خواب میں دیکھا تھا۔"

"کوئی خاص بات ۔۔۔" میں نے دبی زبان میں پوچھا۔

"میں پورے وثوق کے ساتھ نہیں کہہ سکتا لیکن میرا اندازہ ہے کہ وہ تم سے خفا ہیں۔"

www.urdukorner.com

"اس خفگی کی کوئی وجہ بھی ضرور ہوگی۔"

"میں نے پوچھا بھی تھا لیکن وہ کسی مصلحت کے پیش نظر خاموش رہے البتہ انہوں نے کچھ ایسا اشارہ دیا تھا جیسے وہ تمہیں دریائی یا سمندری سفر کرنے کا مشورہ دے رہے ہوں۔"

"میں کچھ سمجھا نہیں۔" میں نے وضاحت چاہی۔ "پانی کے سفر سے کیا مقصد ہو سکتا ہے؟"

"میں نے اپنے بزرگوں سے یہی سنا ہے کہ اگر انسان پر کوئی جادو یا ٹونا کیا گیا ہو یا اس پر کوئی اور اثر ہو تو دریا یا سمندر عبور کرنے سے جاتا رہتا ہے۔" امی نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔ "کل رات میں نے بڑے ابا کو جس قدر پریشان دیکھا ہے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔"

میں نے فوری طور پر کوئی جواب نہیں دیا۔ میرے ذہن میں کمبل پوش بزرگ کا خیال ابھر آیا جو مجھے پنڈت جسی دھر سے دور رکھنا چاہتے تھے لیکن میری ضد کرنے پر انہوں نے بڑے جلال کی کیفیت میں اپنی لکڑی استعمال کی تھی' اس کے بعد کیا ہوا مجھے اس کی کوئی خبر نہیں تھی' پنڈت جسی کو میں نے ربڑ کی گیند کے مانند اچھلتے دیکھا تھا اس کے چاروں طرف آگ کے بھیانک شعلے بھڑک اٹھے تھے لیکن میں وثوق سے نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ زندہ بھی ہے یا دھرتی اس کے منحوس وجود سے پاک ہو چکی ہے' البتہ میرا دل اس بات کی گواہی ضرور دے رہا تھا کہ وہ جس منڈل میں بیٹھا جاپ کر رہا تھا وہ کمبل پوش کی لکڑی کے ٹکرانے کے بعد ضرور ٹوٹ چکا تھا' میں ابھی ان ہی خیالوں میں گم تھا کہ امی کی آواز دوبارہ میرے کانوں میں گونجی۔

"تم کیا سوچنے لگے۔"

"جی — " میں نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔ "بڑے نانا نے یہ پانی کے سفر والی تجویز کی جانب کیوں اشارہ کیا ہے یہ بات کچھ میری سمجھ میں نہیں آئی۔"

"اللہ کے برگزیدہ بندے اور ولی اللہ قسم کے نیک لوگ جو کچھ دیکھ اور سمجھ سکتے ہیں وہ عام انسان کے بس میں نہیں ہوتا۔" امی نے جواب دیا۔

"ہو سکتا ہے کہ اس میں بڑے ابا نے تمہاری بھلائی کا کوئی پہلو محسوس کیا ہو۔"

"اگر آپ کا بھی یہی مشورہ ہے تو پھر میں کوئی نہ کوئی ایسا پروگرام ضرور مرتب کرنے کی کوشش کروں گا کہ بیرونی منڈی میں اپنے آفس کی ایک دو شاخیں بھی کھول سکوں اور بڑے نانا کے اشارے کی تکمیل بھی ہو جائے۔"

والد صاحب بدستور خاموش بیٹھے تھے' میں ناشتے کی میز سے اٹھ کر اپنے کمرے میں آیا' لباس تبدیل کر کے دفتر جانے لگا تو باہر پورٹیکو میں والد صاحب سے ملاقات ہو گئی' وہ غالباً میرے ہی منتظر تھے۔

"کیا تم شنکر نامی کسی ایسے شخص سے واقف ہو جو سفلی جیسے مکروہ اور گندے علم کا ماہر ہے۔"

والد کی زبان سے اچانک شنکر کا نام سن کر میں ایک لمحے کو بوکھلا گیا لیکن پھر فوراً خود پر قابو پاتے ہوئے بولا۔

"جی ہاں — جب میں روپ نگر میں تعینات تھا تو شنکر کے بارے میں عجیب و غریب قصے کہانیاں سن چکا ہوں لیکن آپ کو اس وقت شنکر کا نام کس طرح یاد آگیا۔"

"کل رات روپ نگر سے دھرم داس کا فون آیا تھا۔" والد صاحب نے پوری سنجیدگی سے جواب دیا۔ "شنکر ان سے ملا تھا' اس بدکردار اور خبیث شخص نے دھرم داس کے ذریعے مجھ تک یہ پیغام بھیجا ہے کہ میں تمہیں اس بات پر آمادہ کروں کہ تم اس کے مشورے پر نرنجن لال سے دوستی کر لو۔ کیا روپ نگر سے آنے کے بعد وہ ولد الحرام تم سے ملا تھا۔"

"جی ہاں — " میرے پاس اب فرار کا کوئی راستہ نہیں تھا پھر بھی میں نے بات کو مختصر کرنے کی خاطر کہا۔ "ایک دو بار وہ میرے دفتر آیا تھا' اس نے براہ راست بھی مجھ سے یہی کہا تھا کہ اگر میں نرنجن لال سے دوستی کر لوں تو وہ اپنی کالی قوتوں کے ذریعے مجھے بے شمار فائدے پہنچا سکتا ہے۔"

"تم نے کیا جواب دیا۔"

"میں نے اس سے صاف اور کھلے لفظوں میں کہہ دیا تھا کہ بزنس کے معاملے میں کسی کی دخل اندازی پسند نہیں کر سکتا۔"

"شہباز — " والد صاحب نے ٹھوس اور سرد لہجے میں کہا۔ "ایک بات کا ہمیشہ خیال رکھنا کہ تم پٹھان ہو اور نادر خان کی اولاد ہو جس نے کبھی نامساعد حالات میں بھی کسی کے سامنے جھکنے کی کوشش نہیں کی — رہا نفع اور نقصان' موت اور زندگی تو یہ سب اس قادر مطلق کے بس کی بات ہے' یوں بھی موت برحق ہے اس لیے انسان کو اس سے کبھی ڈرنا نہیں چاہیے — سفلی ایک نہایت گندہ' غلیظ علم ہے لیکن ان تمام تر فضولیات کے باوجود ایک نصیحت میری ہمیشہ یاد رکھنا۔ ہر بات منجانب اللہ ہی ہوتی ہے۔"

www.urdukorner.com

"آپ فکر نہ کریں — میں موت تو گوارا کر لوں گا لیکن باطل قوتوں کے سامنے کبھی نہ جھکوں گا۔"

"شکریہ — مجھے تم سے اسی بات کی امید تھی۔" والد صاحب نے بڑے فخر سے میری تعریف کی پھر بولے۔ "تمہاری غیر موجودگی میں ایک دو بار ڈی ایس پی سراج کا فون آیا تھا — وہ ایک اچھا نیک' فرض شناس اور دیانت دار آفیسر ہے اس کی دوستی تمہارے لیے کبھی نقصان دہ نہیں ثابت ہو گی۔"

والد صاحب سے رخصت ہو کر میں دفتر کے لیے روانہ ہو گیا۔ تمام راستے میرا ذہن پنڈت جسی دھر کے بارے میں سوچتا رہا' کمبل پوش بزرگ نے میری ضد کے پیش نظر اس حصار کو توڑ دیا تھا جس کے اندر بیٹھا وہ کالکا کو اپنا غلام بنانے کی کوشش کر رہا تھا ایسی صورت میں کالکا کو بھی اس بات کی خوشی ہونی چاہیے تھی کہ وہ کسی کی پابند ہونے سے بچ گئی' میرا خیال تھا کہ وہ پہلی فرصت میں میرا شکریہ ادا کرنے کی اس لیے کہ میں نے اسے پنڈت جسی دھر جیسے گیانی دھیانی سے نجات دلائی تھی جسے شنکر جیسا شیطان صفت انسان بھی اپنا گرو تسلیم کرتا تھا۔

حصار ٹوٹنے کے بعد پنڈت جسی دھر پر کیا گزری؟ کیا وہ شیطانی قوتوں کے نیچے دب کر پرلوک سدھار گیا تھا یا بھڑکتی آگ کے خوفناک شعلوں نے اسے جلا کر بھسم کر دیا تھا؟ یہ ایسے سوال تھے جو رہ رہ کر میرے ذہن میں ابھر رہے تھے' میں کسی آخری نتیجے کو اخذ کرنے سے قاصر تھا لیکن مجھے اس بات کی خوشی ضرور تھی کہ پنڈت جسی دھر اپنے ارادے میں کامیاب نہیں ہو سکا تھا۔

میں دفتر پہنچ کر اپنی سیٹ پر بیٹھا تو واثق' ٹونی' عابد' نسیم اور عارف سب ہی جمع ہو گئے' ہر شخص میری خیریت دریافت کر رہا تھا' میں نے چونکہ ندیم کے سوا کسی اور کو اپنی روانگی کے بارے میں نہیں بتایا تھا اس لیے ہر شخص کو میری چار روز کی غیر حاضری پر تشویش لاحق تھی' میں نے ایک ایک کر کے انہیں مطمئن کر کے بھیج دیا لیکن سب کے جانے کے بعد بھی نسیم اپنی کرسی پر بیٹھی کسی گہرے خیال میں مستغرق [illegible]

"تم کس سوچ میں گم ہو۔"

"آپ نے عملے کے باقی تمام افراد کو تو اپنی غیر حاضری سے مطمئن کر دیا ہے لیکن میرا دل گواہی دے رہا ہے کہ آپ کی غیر حاضری کی وجہ وہ نہیں تھی جو آپ نے بیان کی ہے۔"

"پھر — تمہارے خیال میں اور کیا وجہ ہو سکتی ہے۔" میں نے بڑی اپنائیت سے سوال کیا۔

"ہو سکتا ہے کہ میرا اندازہ غلط ہو لیکن میرا خیال ہے کہ آپ نے مجھے تحفظ دے کر بہت ساری پریشانیاں مول لے لی ہیں — کچھ لوگوں کو اپنا دشمن بھی بنا لیا ہے۔"

"ایک بات کہوں — مانو گی۔"

"آپ مجھے حکم بھی دے سکتے ہیں۔" وہ جلدی سے بولی۔

"تو پھر میرا حکم ہے کہ آئندہ سے اس قسم کی باتوں سے پرہیز کرنا اور اس بات کا خیال رکھنا کہ میں نے تمہیں بہن کہا ہے۔"

"لیکن — "

"جب بڑا بھائی کوئی حکم دے تو پھر اس میں لیکن ویکن کی گنجائش نہیں رہتی اس لیے خاموشی سے اٹھو اور جا کر اپنا کام کرو۔"

نسیم نے مجھے بڑی عقیدت مندانہ نظروں سے دیکھا' فرط جذبات سے اس کی آنکھوں کے گوشے بھیگ رہے تھے چنانچہ وہ خاموشی سے اٹھی اور دفتر سے چلی گئی۔ نسیم کے جانے کے بعد میں سراج کو فون کرنا چاہتا تھا لیکن اسی وقت ندیم کا فون آگیا۔ سب سے پہلے ندیم نے مجھ سے پنڈت جسی دھر کے بارے میں دریافت کیا جواب میں میں نے اسے صندلی انگوٹھی کا ذکر درمیان سے نکال کر پوری تفصیل سنا دی۔

"شکر ہے — " ندیم نے خوشی کا اظہار کیا۔ "گویا اب پنڈت کی خباثتیں بھی اسی کے ساتھ جل بھن کر راکھ کے ڈھیر میں تبدیل ہو گئی ہوں گی۔"

"ابھی میں اس سلسلے میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔"

"بہرحال — تم خوش قسمت ہو کہ تمہارے بڑے نانا دنیا سے رحلت فرمانے کے بعد بھی تمہارے کام آ رہے ہیں۔" ندیم نے کہا اور پھر سنجیدگی سے بولا۔ "میرا خیال ہے شنکر کو بھی کسی نہ کسی طرح اپنے گرو گھنٹال کے کریا کرم کی خبر مل گئی ہو گی' ایسی صورت میں اگر ہم اسے سنبھلنے کا موقع دیے بغیر اس سے دو دو ہاتھ کر لیں تو زیادہ مناسب ہو گا۔"

"میرا مشورہ اس کے برعکس ہے۔" میں نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "ہمیں ابھی اس بات کا بغور جائزہ لینا ہو گا کہ میرے ایکشن کا ری ایکشن کیا ہوتا ہے۔"

www.urdukorner.com

"تم جیسا مناسب سمجھو۔ ویسے میرا ذاتی خیال ہے کہ دشمن کو کبھی سنبھلنے کا موقع نہیں دینا چاہیے ورنہ وہ وقت سے فائدہ اٹھا کر پوری تیاری کے ساتھ بھرپور وار کرنے سے گریز نہیں کرتا۔"

"میں تمہاری بات سے انکار نہیں کروں گا۔" میں نے اس کے خیال کی تصدیق کرتے ہوئے جواب دیا۔ "مگر تم یہ کیوں بھول رہے ہو کہ ہمارا مقابلہ انسانوں سے نہیں بلکہ شیطانوں سے ہے۔"

"تمہارے بڑے بابا جب تمہاری پشت پناہی کر رہے ہیں تو پھر تمہیں فکر کس بات کی ہے؟" ندیم نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"میرا خیال ہے کہ پنڈت جسی دھر والے معاملے کے بعد وہ مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں۔"

"کیا مطلب؟"

"انہوں نے اپنی کراماتی لکڑی کا استعمال میری ضد پر بہت جھنجلا کر کیا تھا ورنہ ان کا مشورہ یہی تھا کہ میں ان شیطانی گورکھ دھندوں سے دور ہی رہوں۔" میں نے کہا پھر اپنے بڑے بابا کے سلسلے میں ناشتے کی میز پر امی سے ہونے والی گفتگو بھی سنا دی۔

"خیر... میں بھی بہت دنوں سے باہر جانے کا پروگرام بنا رہا تھا، تم ساتھ رہو گے تو لطف دوبالا ہو جائے گا۔" ندیم نے کہا۔ "تم نے ابھی صرف میرا ایک کیسینو دیکھا ہے، باہر جا کر وہاں کسی کیسینو میں قدم رکھو گے تو حیرت سے آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی۔"

"کیا تم باہر جا کر بھی اپنی حرکتوں سے باز نہیں آؤ گے۔"

"کیا کروں... چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی۔" ندیم نے بڑے ترنگ میں شعر پڑھا پھر یکلخت سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے بولا۔ "ہمارے چلے جانے کے بعد نسیم کا کیا ہوگا... میرا مقصد ہے کہ کیا وہ اپنے فلیٹ میں تنہا محفوظ رہ سکے گی؟ میرے آدمی چوبیس گھنٹے اس کی نگرانی پر تعینات ہیں لیکن بقول تمہارے 'ہمارا مقابلہ انسانوں سے نہیں بلکہ شیطانوں سے ہے' اور پھر وہ شنکر کی نظر میں بھی آ چکی ہے۔ ہو سکتا ہے پنڈت جسی دھر کا انتقام لینے کے بعد وہ سب سے پہلے نسیم ہی کا انتخاب کرے۔"

ندیم کا جملہ سن کر میرے ذہن میں کانتا کے کہے ہوئے جملے گونج اٹھے، اس نے مجھے بتایا تھا کہ شنکر نسیم کو اغوا کرنے کے بعد اسے جنتا کے روپ میں زندہ رکھنے کا خواہشمند تھا اور مجھے اس بات کا علم روپ نگر کی تعیناتی کے دوران ہی ہو چکا تھا کہ شنکر اور جنتا کے درمیان کس قسم کے بے ہودہ تعلقات استوار تھے۔ نسیم کے سلسلے میں ندیم کا خدشہ درست بھی ثابت ہو سکتا تھا؟ میں ابھی اس بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ ندیم کی آواز دوبارہ ریسیور پر ابھری۔

"اگر نسیم میرے گھر میں رہنے کو آمادہ ہو جائے تو وہ ان تمام خطروں سے محفوظ رہ سکتی ہے۔"

"مجھے اس کا اندازہ ہو چکا ہے لیکن نسیم نے تمہاری موجودگی میں یہ شرط رکھی تھی کہ وہ کسی پر بوجھ نہیں بننا چاہتی۔"

"ایسی صورت میں تو بس ایک ہی راستہ باقی رہ جاتا ہے۔"

"وہ کیا؟"

"مجھے عارفہ سے دوستی کا خیال دل سے نکالنا ہوگا۔" ندیم نے سرد آہ بھرتے ہوئے جواب دیا۔

"نان سنس۔" میں نے جھلا کر کہا۔ "میں سمجھا تھا کہ تم کام کی بات کرو گے۔"

"کام کی بات کا فیصلہ میں نے تمہارے جانے کے بعد ہی کر لیا تھا۔" ندیم یکلخت ہی سنجیدہ ہو گیا۔ "اب صرف تمہاری منظوری کی دیر ہے اس لیے کہ تم نے اسے بہن کہا ہے۔"

"ندیم۔" میں حیرت اور خوشی کے ملے جلے جذبوں کے تحت اچھل پڑا۔ "کیا تم واقعی اس سلسلے میں سنجیدہ ہو۔ کہیں تم نے وقتی طور پر کوئی جذباتی فیصلہ تو نہیں کیا ہے؟"

"میرے ہر فیصلے اسی طرح بس اچانک ہوتے ہیں اور آج تک مجھے اپنے فیصلے سے نقصان نہیں ہوا۔ رہا نسیم کا مسئلہ تو میری خواہش یہ بھی ہے کہ میری تمہاری دوستی رشتے داری میں تبدیل ہو جائے کیا قبل از وقت میں تمہیں اس نام سے پکار سکتا ہوں جو لڑکی کے شوہر اور لڑکی کے بھائی کے درمیان ہوتا ہے۔"

"شٹ اپ۔" میں نے بڑے پیار سے [illegible] کر دیا۔ مجھے اس وقت دلی مسرت کا احساس ہو رہا تھا۔ میں خود بھی نسیم کے سلسلے میں کسی اچھے رشتے کی تلاش میں تھا۔ ندیم اس کے لیے موزوں ترین انتخاب تھا۔ وہ صرف میرا دوست ہی نہیں تھا بلکہ مجھے اس بات کا بھی بخوبی علم تھا کہ وہ کیسینو جیسے کاروبار میں ملوث ہونے کے باوجود

www.urdukorner.com

کردار کے معاملے میں کسی اجلے کپڑے کی طرح بے داغ تھا۔ میں بڑی دیر تک نسیم اور ندیم کے بارے میں سوچتا رہا پھر انٹر کام کا بزر بولا تو میرے خیال کا شیرازہ منتشر ہو گیا۔ عارفہ نے مجھے بتایا کہ فون پر سراج مجھ سے بات کرنا چاہتا ہے پھر میرے کہنے پر اس نے لائن ڈائریکٹ کر دی۔

"ہیلو۔" میں نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "آپ کو میری واپسی کا علم اتنی جلدی کیسے ہو گیا؟"

"آخری بار جب میری اور آپ کی گفتگو ہوئی تو آپ نے یہی کہا تھا کہ واپسی میں دو چار دن لگ جائیں۔" سراج نے دوستانہ لہجے میں کہا۔ "اس کے علاوہ میں آپ کے والد صاحب سے آپ کی واپسی کے سلسلے میں بھی دریافت کرتا رہا ہوں۔ ابھی دس منٹ پیشتر بھی میری ان کی بات ہوئی ہے۔"

"آپ کو میری ایسی بھی کیا ضرورت پیش آ گئی ہے؟"

"میں آپ سے کچھ ضروری باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"

"غالباً نرنجن لال کے سلسلے میں کیوں؟" میں نے سنجیدگی سے کہا۔

"جی ہاں۔"

"کیا اس نے نسیم کا اغوا، اس کی ماں کا قتل اور اپنے انڈر گراؤنڈ چلے جانے کا اقرار کر لیا ہے۔"

"جی نہیں۔" سراج نے کہا۔ "وہ ابھی تک اپنے اسی پرانے بیان پر اڑا ہوا ہے۔"

"پھر میں آپ کے کس کام آ سکتا ہوں؟"

"اگر مس نسیم آپ کے اشارے پر نرنجن لال کے خلاف بیان دے دے تو ہم اسے بہ آسانی زبان کھولنے پر مجبور کر سکتے ہیں۔" سراج نے تیزی سے اپنا مدعا بیان کیا۔ "بس ایک اس کا پولیس کے شکنجے میں پھنسنا شرط ہے۔"

"آئی ایم سوری مسٹر سراج۔" میں نے سپاٹ انداز میں جواب دیا۔ "نسیم اس قسم کا کوئی بیان نہیں دے سکتی۔"

"کوئی خاص وجہ؟"

"جی ہاں۔" میں نے اس بار طنزیہ لہجہ اختیار کیا۔ "آپ شاید اس اہم نکتے کو فراموش کر رہے ہیں کہ نسیم ابھی غیر شادی شدہ ہے اور پولیس کی وساطت سے کسی شریف لڑکی کا بیان اخبار میں آ جانا اس کے مستقبل کو برباد بھی کر سکتا ہے۔"

"میں آپ کا مطلب سمجھ رہا ہوں۔" سراج نے تیزی سے کہا۔ "لیکن اب نرنجن لال کا کسی نہ کسی طرح پولیس کی تحویل میں آنا بہت ضروری ہو گیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ آپ اگر چاہیں تو اس ضمن میں میری مدد کر سکتے ہیں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کا نام درمیان میں نہیں آئے گا۔ اس کے علاوہ ایک صورت اور بھی ممکن ہے۔"

"وہ کیا؟"

"آپ مجھے ان لوگوں کے نام بتا دیں جنہوں نے نسیم کی والدہ کو قتل کیا تھا۔ میں انہیں ان کی قبروں سے بھی کھود نکالوں گا۔"

"مجھے ان لوگوں کے بارے میں کچھ نہیں معلوم۔" میں نے بڑی صاف گوئی سے کہا۔ "ویسے میں اتنا ضرور بتا سکتا ہوں کہ اس مقابلے میں بھی ان ہی شیطانی قوتوں کو دخل ہے جو نرنجن لال کے اشارے پر کام کر رہی ہیں۔ آپ کا قانون انسانی شکلوں کو قانون کے کٹہرے میں کھڑا کر سکتا ہے لیکن نادیدہ طاغوتی قوتوں کے خلاف آپ کیا کر سکتے ہیں؟ محسن علی کی پراسرار موت سے لے کر اگروال اور ان کے ساتھیوں کا حوالات میں دوسرے قیدیوں کی موجودگی میں حیرت انگیز طور پر مردہ پایا جانا اور پھر داور۔ کیا آپ ان تمام ناقابل یقین واقعات کی کوئی توجیہہ پیش کر سکتے ہیں؟ وارداتیں آپ کی نظروں کے سامنے رونما ہوتی رہی ہیں مگر کیا آپ کسی مجرم کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں یا پیروں میں بیڑیاں ڈال سکے ہیں؟ یا کسی مجرم کا نام لے سکتے ہیں۔"

"آپ درست فرما رہے ہیں لیکن نہ جانے کیوں میرا دل گواہی دے رہا ہے کہ آپ پولیس کی مدد کر سکتے ہیں۔"

"میں ہر طرح تیار ہوں لیکن اس بات کو کسی قیمت پر گوارا نہیں کروں گا کہ میرا، میری فرم کا یا نسیم والے حادثے کا کوئی ذکر درمیان میں آئے۔"

"شنکر کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟" سراج نے تھوڑے توقف سے کہا۔ "روپ نگر کی تعیناتی کے دوران آپ کا اور اس کا واسطہ بھی پڑ چکا ہے۔ مجھے اے ایس آئی رام دیال کے ذریعے علم ہوا ہے کہ شنکر کی سفلی قوتوں نے آپ کو بھی روپ نگر میں پریشان کر رکھا تھا۔"

"جی ہاں۔" میں نے اقرار کرتے ہوئے کہا۔ "ہو سکتا ہے کہ وہی خبیث نرنجن لال کے لیے کام کر رہا ہو لیکن کیا کسی ٹھوس یا عینی گواہ کے تحریری بیان کے بغیر آپ اس کو حراست میں لے سکتے ہیں اور اگر آپ اس میں کامیاب ہو گئے تو کیا شنکر بھی داور کی طرح بند سلاخوں کے پیچھے سے پراسرار طور پر فرار نہیں ہو جائے گا؟ ایسی صورت میں

www.urdukorner.com

آپ کی پوزیشن کیا ہوگی؟ یہ سوچنا آپ کا کام ہے۔"

"میں آپ کی باتیں سمجھ رہا ہوں مگر کیا آپ اس بات سے انکار کر سکتے ہیں کہ ان تمام پراسرار حیرت انگیز واقعات کا سلسلہ آپ کے اور زنجن لال کے درمیان ایک تنازعے کی وجہ سے شروع ہوا تھا؟"

"ہو سکتا ہے آپ کا اندازہ درست ہو۔"

"مسٹر شہباز۔ میں اس وقت ڈی ایس پی کی نہیں بلکہ ایک دوست کی حیثیت سے گفتگو کر رہا ہوں۔" سراج نے بڑی عاجزی سے جواب دیا۔ "مجھے آپ کی مدد کی ضرورت ہے۔"

"صبح گھر سے دفتر روانہ ہوتے وقت والد صاحب نے بھی مجھے یہ باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ آپ کی دوستی میرے لیے بھی نقصان دہ نہیں ہوگی۔" میں نے اس بار قدرے انکساری سے کام لیا۔ "لیکن موجودہ صورت حال کی پیچیدگیوں کو سامنے رکھنے کے بعد ہی ہمیں کوئی ایسا ٹھوس قدم اٹھانا پڑے گا جو بعد میں ہماری سبکی کا سبب نہ بنے۔"

"آپ اگر مناسب سمجھیں تو ہم قاسم علی کو زنجن لال کے خلاف بیان دینے کے سلسلے میں استعمال کر سکتے ہیں۔" سراج نے مجھے قاسم علی کی ضمانت پر رہائی کی خبر سناتے ہوئے کہا۔ "اس طرح ہم ایک تیر سے دو شکار کر سکتے ہیں۔"

"میں سمجھا نہیں۔" میں نے وضاحت چاہی۔

"قاسم علی اگر یہ بیان دے دے کہ زنجن لال نے سیٹھ پرشوتم کے گھر ڈاکا ڈلوایا تھا اور پھر لوٹ کا مال زبردستی اس کے گھر میں رکھنے کے بعد ریوالور کی نوک پر اس بات پر مجبور کیا تھا کہ وہ آپ کے ملازموں کو بغاوت پر اکسا کر آپ کے کام میں رخنہ اندازی پیدا کر دے تو قاسم علی کو اور پولیس دونوں کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔" سراج نے مجھے سمجھاتے ہوئے کہا۔ "اس طرح نہ صرف یہ کہ قاسم علی سیٹھ پرشوتم کے گھر پڑنے والے ڈاکے کی واردات سے بچ سکتا ہے بلکہ ہم زنجن کو بھی بہ آسانی حراست میں لے سکتے ہیں۔"

"کیا آپ کو اس بات کا یقین ہے کہ زنجن لال کو تحویل میں لینے کے بعد بھی آپ زیادہ دیر تک اپنی حراست میں رکھ سکیں گے۔" میں نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"جی نہیں۔" سراج نے بڑی صاف گوئی سے جواب دیا۔ "زنجن لال کو ضمانت پر رہا کر دینے کے پروانے کے اجرا میں زیادہ دیر نہیں لگے گی لیکن اس کی ساکھ کو دھچکا ضرور لگے گا۔ اس کے علاوہ ہم قانونی طور پر اس کیس کی چھان بین بھی کر سکتے ہیں اور ـــــ"

"اور کیا ـــــ"

"آپ خود بھی پولیس میں رہ چکے ہیں مسٹر شہباز۔" سراج نے معنی خیز لہجے میں جواب دیا۔ "سیاہ کو سفید کرنے اور سفید کو سیاہ کرنے میں کسی بھی تفتیشی آفیسر کو بہت سارے اختیارات اور مواقع حاصل ہوتے ہیں۔"

"کامیابی یا ناکامی آپ کے مقدر کی بات ہے میں قاسم علی سے بات کرنے کے بعد ہی کوئی جواب دے سکتا ہوں۔"

"کیا میں رات کو کسی وقت آپ سے گھر پر ملاقات کر سکتا ہوں؟"

"ضرور لیکن اس شرط پر کہ آپ والد صاحب یا کسی اور کی موجودگی میں زنجن لال کے بارے میں کوئی بات نہیں کریں گے۔"

"او کے اٹ از مائی پرامس۔"

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا تو میں نے بھی ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ خاصی دیر تک میں سراج کی باتوں پر غور کرتا رہا۔ میری دیرینہ خواہش بھی یہی تھی کہ زنجن لال کو کوئی ایسی چوٹ پہنچاؤں جسے وہ زندگی بھر فراموش نہ کر سکے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے میں نے سراج سے ایک موقعے پر بڑی صاف گوئی سے یہ بات کہی تھی کہ میں اپنا شکار خود کرنے کا عادی ہوں۔ اب بھی میرے دل کے اندر وہی جذبہ سر ابھار رہا تھا لیکن قاسم علی کو کسی لمبی سزا سے بچا کر زنجن لال کی شہرت کو اخبارات کے ذریعے نقصان پہنچانا بھی میرے لیے کسی فائدہ مند سودے سے کم نہیں تھا۔ چنانچہ میں نے قاسم علی کو بلا کر جب سراج والی اسکیم اس کے سامنے رکھی تو وہ ضبط نہ کر سکا۔ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ میں دیکھ رہا تھا کہ وہ اپنے کیے پر بہت شرمندہ تھا۔ میں نے اسے رونے سے منع کیا پھر جب اس کے دل کا غبار کچھ ہلکا ہوا تو اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

"سرکار میں آپ کا گنہگار ہوں۔ مجھے نہیں معلوم کہ اچانک میرے ذہن کو کیا ہو گیا تھا جو میں نے الٹی باتیں شروع کر دیں۔ میں اپنی نمک حرامی پر شرمندہ ہوں۔ رہی سیٹھ پرشوتم کے گھر ڈاکے والی بات تو میں اپنے خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ اس میں میرا کوئی دخل نہیں۔ مجھے یہ بھی نہیں معلوم کہ ڈاکے میں لوٹا گیا مال میرے گھر سے کس طرح برآمد ہو گیا۔"

www.urdukorner.com

"میں پھانسی یا عمر قید سے نہیں ڈرتا لیکن اگر آپ نے مجھے معاف نہ کیا تو میرا ضمیر مرنے کے بعد بھی میری روح کو کچوکے لگاتا رہے گا۔" قاسم علی نے جذباتی لہجہ اختیار کیا۔ "آپ مجھے صرف ایک بار اپنی زبان سے معاف کر دیں۔ اس کے بعد میں آپ کے حکم پر خود اپنے ہاتھوں سے گلے میں پھانسی کا پھندا ڈال کر لٹک جاؤں گا۔"

"مجھے معلوم ہے قاسم علی کہ تم بے گناہ ہو بہرحال تمہارے اصرار پر تمہیں معاف بھی کرتا ہوں۔" میں نے اس کے دل کو تسلی دینے کی خاطر کہا پھر بڑی سنجیدگی سے بولا۔ "رہا سراج صاحب کے مشورے پر عمل کرنے کا مسئلہ تو یہ تمہارے اختیار کی بات ہے۔"

"میں زنجن لال کے خلاف بھری عدالت میں بھی گواہی دینے کو تیار ہوں صاحب۔" قاسم علی نے ٹھوس لہجے میں کہا۔ "ماسٹر تنی نے میرے اوپر بے شمار احسانات کیے ہیں۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ زنجن لال کے اشارے پر ہی اس کے آدمیوں نے اسے سیدھے ہاتھ سے محروم کیا ہے۔ ایسی صورت میں زنجن لال کے خلاف ہر قسم کا بیان دینے کو تیار ہوں خواہ اس کا نتیجہ کچھ ہی نکلے۔"

"تم کل تک اچھی طرح سوچ لو اس کے بعد مجھے اپنے آخری فیصلے سے آگاہ کرنا۔ رہا سیٹھ پرشوتم کے گھر ڈاکا پڑنے والی واردات کا معاملہ تو اس سلسلے میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ہمارے بہترین وکیل تمہارا دفاع کریں گے۔"

قاسم علی کے جانے کے بعد میں دفتری کاموں میں مصروف ہو گیا۔ چار روز کی غیر حاضری میں اچھا خاصا کام جمع ہو گیا تھا۔ ملازمت اور کاروبار میں یہی ایک فرق ہے کہ کاروباری انسان جتنا بوتا ہے اتنا ہی کاٹتا ہے جبکہ ملازمت پیشہ فرد کو ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو ایک بندھی رقم ملنے کی امید بہرحال ہوتی ہے۔ کاروبار میں ساکھ کا خیال بھی بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ ایک بار کسی کی ساکھ خراب ہو جائے تو اس کو بحال کرنے میں اچھے خاصے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں۔ کام نمٹانے کے ساتھ ساتھ میں واثق اور عابد کو بلا کر اندرونی اور بیرونی معاملات کے بارے میں بھی صورت حال دریافت کرتا رہا۔ سب کی کارکردگی میری غیر موجودگی میں بھی ویسی ہی تھی جیسی میری موجودگی میں ہوتی تھی۔ شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ میں نے کبھی کسی کام کو کسی شخص پر مسلط کرنے کی کوشش نہیں کی تھی اس لیے میرے عملے کا ہر فرد میرے ہر کام کو اپنا کام سمجھ کر کرتا تھا۔ ان کی بہتر کارکردگی کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ میں انہیں اچھا خاصا معاوضہ دینے کے ساتھ کوئی بزنس لانے کا معقول معاوضہ الگ سے بھی دیتا تھا اور ان کا ہر طرح سے خیال رکھتا تھا۔ میں نے اپنے اور ان کے درمیان ایک فاصلہ ضرور رکھا تھا مگر ان سے ہمیشہ دوستانہ برتاؤ ہوتا تھا۔

ماسٹر تنی ہر چند کہ میری وجہ سے زنجن لال کے عتاب کا شکار ہو کر کلرکی کی کیٹگری کے سبب اپنا سیدھا ہاتھ گنوا بیٹھا تھا لیکن اس کی کارکردگی میں بھی کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ اس کی حیثیت اب بھی نادر کنسٹرکشن کمپنی کے انچارج کی تھی۔ البتہ میں نے لکھنے پڑھنے کی خاطر اس کو ایک شخص اور فراہم کر دیا تھا لیکن سائٹ پر جو بھی کام ہوتا تھا وہ اس کی زیر نگرانی ہوتا تھا۔

شام کو مجھے اس وقت ٹائم کا احساس ہوا جب عارفہ نے چائے کی ٹرے لا کر میرے سامنے رکھی تھی۔ عام طور میں پانچ بجے تک آفس سے اٹھ جاتا تھا لیکن اس روز سات بجے کے بعد بھی میں کام نمٹانے میں اس قدر منہمک تھا کہ مجھے کسی بات کا احساس نہیں تھا۔ عارفہ چائے کی ٹرے رکھ کر جانے لگی تو میں نے اسے روکتے ہوئے کہا۔

"اگر زحمت نہ ہو تو میرے لیے ایک کپ چائے بنانے کی بھی تکلیف گوارا کر لو۔"

"یس یور وش سر۔" اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا پھر کرسی پر بیٹھ کر میرے لیے چائے کا کپ تیار کرنے لگی۔

"مجھے تم سے ایک ضروری مشورہ بھی کرنا تھا۔" میں نے سامنے رکھی ہوئی فائل پر دستخط کر کے کام نمٹاتے ہوئے کہا۔

"کوئی خاص بات۔"

"ہاں۔" میں نے کرسی سے سر ٹکاتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔ "ندیم کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟"

"جی۔" عارفہ ایک لمحے کو گڑبڑا گئی پھر چائے کا کپ میرے سامنے رکھتے ہوئے بولی۔ "میں آپ کا مطلب نہیں سمجھی۔"

"میں تم سے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ تم نے ندیم کے کردار کے بارے میں کیا نتیجہ اخذ کیا ہے؟" میں نے چائے کا ایک گھونٹ لیتے ہوئے سوال کیا۔

"آپ ان کے دوست ہیں اس لیے آپ جو اندازہ لگائیں گے وہ زیادہ بہتر رہے گا۔" عارفہ نے محتاط انداز میں جواب دیا۔

"اس کے باوجود میں تمہاری رائے جاننا پسند کروں گا۔" میں نے اصرار کیا تو عارفہ نے تھوڑے سے توقف

www.urdukorner.com

سے کہا۔

"بظاہر وہ خود کو بے حد بے پروا، لاابالی اور دل پھینک ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ ان کا باطن ان کے ظاہر کے برعکس ہے لیکن آپ یہ سب مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہیں؟"

"اس لیے کہ مجھے تمہاری رائے کی ضرورت ہے۔" میں نے دیدہ دانستہ عارفہ کو چھیڑنے کی خاطر معنی خیز لہجے میں کہا۔ "فرض کرلو کہ ندیم جیسا ہی کوئی شخص خود کو تمہارے لیے پرپوز کرے تو تمہارا کیا جواب ہوگا؟"

"آئی ایم سوری سر۔" عارفہ نے سنبھل کر کہا۔ "میں ابھی اتنی ماڈرن بھی نہیں ہوئی ہوں کہ والدین کی موجودگی میں اپنی کسی مرضی کا اظہار کرسکوں۔"

"مجھے تمہارا جواب سن کر خوشی ہوئی۔" میں نے مسکراتے ہوئے دوسرا سوال کیا۔ "اب مجھے یہ بتاؤ کہ اگر تمہاری کوئی چھوٹی بہن ہوتی اور ندیم اس کے لیے خود کو پرپوز کرتا تو ایک بڑی بہن کی حیثیت سے تمہارا کیا مشورہ ہوتا؟"

"میرا ووٹ ندیم صاحب کے حق میں ہوتا لیکن اس کے ساتھ ایک شرط بھی ہوتی۔"

"وہ کیا؟"

"مسٹر ندیم کا کاروبار۔" عارفہ نے سنجیدگی سے کہا۔ "اگر آپ مائنڈ نہ کریں تو کیونکہ مسٹر ندیم نے خود کو جس کاروبار سے منسلک کر رکھا ہے اسے لوگ بہرحال اچھی نگاہوں سے نہیں دیکھتے۔ یہ اور بات ہے کہ وہ اس ماحول کی آلودگیوں سے پاک ہیں لیکن یہ بات ہر شخص کو تو نہیں سمجھائی جاسکتی۔"

"یہی ایک بات مجھے بھی الجھا رہی ہے حالانکہ میں جانتا ہوں کہ ندیم نے دریا میں رہنے کے باوجود کسی مگرمچھ سے دوستی نہیں کی۔ وہ ہر اعتبار سے مخلص، جاں نثار اور بہت ساری خوبیوں کا مالک ہے لیکن۔" میں نے چائے کا گھونٹ لے کر دیدہ و دانستہ اپنا جملہ ادھورا چھوڑ دیا پھر تھوڑے توقف سے بولا۔ "کیا تم میری ایک مشکل آسان کرنے میں میرا ہاتھ بٹا سکتی ہو؟"

"آپ حکم کریں سر۔" عارفہ نے میرے چہرے کے اتار چڑھاؤ کا بغور جائزہ لیتے ہوئے جواب دیا۔

"ندیم میرا بہت پرانا اور جگری دوست ہے۔ اس نے مجھ سے نسیم کے رشتے کی بات کی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم کسی طرح نسیم کی رائے اس انداز میں معلوم کرنے کی کوشش کرو کہ اسے اس بات کا شبہ بھی نہ ہو کہ میں اس کی نجی زندگی پر اپنا کوئی حق استعمال کرنا چاہتا ہوں۔" میں نے سنجیدگی سے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں سر۔ میں نسیم کی رائے معلوم کرنے کی کوشش ضرور کروں گی۔ ویسے میرا ذاتی خیال ہے کہ یہ رشتہ ہر اعتبار سے مناسب ہوگا اس لیے کہ نسیم کو مسٹر ندیم کے بارے میں ہر بات کا علم ہے اور مسٹر ندیم اسے بہتر طور پر تحفظ بھی دے سکتے ہیں۔"

"میرا ذاتی خیال بھی وہی ہے جو تمہارا ہے۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ نسیم میرے حکم سے انکار نہیں کرے گی مگر میں اس کی مرضی معلوم کیے بغیر کوئی قدم اٹھانا پسند نہیں کروں گا۔"

پھر اس سے پیشتر کہ عارفہ کوئی جواب دیتی فون کی گھنٹی بجی اور میں نے ریسیور اٹھا کر ماؤتھ پیس میں کہا۔

"ہیلو شہباز خان دس اینڈ۔"

"میں سراج بول رہا ہوں۔" دوسری جانب سے سراج کی بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔ "میں نے ابھی آپ سے گھر پر رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی لیکن معلوم ہوا کہ آپ ابھی تک دفتر میں ہیں۔"

"آپ کچھ پریشان معلوم ہو رہے ہیں۔" میں نے پوچھا۔ "کوئی خاص بات۔"

"جی ہاں ہمارے پاس جو آخری ٹرمپ کارڈ تھا وہ بھی پٹ گیا۔"

"کیا مطلب۔" میں نے تیزی سے سوال کیا۔

"وکرم بھی پراسرار طور پر موت سے ہمکنار ہوگیا۔" سراج نے جواب دیا۔ "ابھی ابھی میرے ایک ماتحت نے مجھے اس کی موت کی اطلاع دی ہے۔ میں اب اسی کی طرف جا رہا ہوں۔"

"مسٹر سراج کیا میں بھی آپ کے ساتھ چل سکتا ہوں۔" میں نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"مجھے خوشی ہوگی۔ آپ آجائیں میں دفتر ہی میں ہوں۔" دوسری طرف سے سلسلہ منقطع

www.urdukorner.com

سے اٹھ کر دفتر سے باہر آگیا۔ کاکا نے وکرم کے سلسلے میں مجھے اس بات کی یقین دہانی کرائی تھی کہ وہ اسے شنکر کی کالی قوتوں کا شکار نہیں ہونے دے گی۔

"پھر؟ وکرم کی موت میں کس کا ہاتھ تھا۔" یہ سوال میرے ذہن کو پریشان کر رہا تھا۔

ابھی پنڈت جسی دھر سے دو دو ہاتھ کیے مجھے چوبیس

بھی نہیں گزرے تھے کہ وکرم کی موت کی اطلاع نے ذہن کو پھر پراگندہ کر دیا۔ سراج نے مجھے یہی بتایا تھا وکرم کی موت بھی پراسرار حالات میں ہوئی ہے۔ ایسی صورت میں فوری طور پر یہی نتیجہ اخذ کر سکتا تھا کہ شنکر نے جسی دھر کا انتقام لینے کی خاطر ایک بار پھر میرے خلاف سرگرم عمل ہونے کی کوشش کی تھی۔

کچھ دیر پیشتر ہی میری اور سراج کی بات ہوئی تھی اور نے زرنجن لال کو نقصان پہنچانے کی خاطر سراج سے تعاون کرتے ہوئے قاسم علی کو اس بات پر آمادہ کرلیا تھا کہ زرنجن لال کے خلاف سیٹھ پرشوتم کے گھر ہونے والی ڈکیتی میں بطور گواہ پیش ہوگا۔ پنڈت جسی دھر سے نمٹنے کے میں نے حالات کے پیش نظر یہ مناسب نہیں سمجھا تھا کہ فوری طور پر زرنجن لال کو چھیڑا جائے لیکن بہرحال اس کی ساکھ کو نقصان پہنچانا ضروری سمجھتا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس نے محض ایک ٹینڈر ہاتھ سے نکلنے کے بعد مجھے اور میرے محلے کے افراد کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا تھا۔ اس کے ہاتھ متعدد افراد کے خون سے رنگے ہوئے تھے وجود ابھی تک بظاہر اجلے نظر آرہے تھے لیکن ابھی میں نے اسے سراج کے ہاتھوں بےنقاب کرنے کے بارے میں گفتگو کا آغاز ہی کیا تھا کہ وکرم کو راستے سے ہٹا دیا گیا۔ کاکا نے میری ایما پر وکرم کو زبان کھولنے سے روک رکھا تھا ورنہ اس کی گواہی زرنجن لال کی شہرت کو دھچکا پہنچانے کا سبب بن سکتی تھی۔ کاکا نے مجھے اس بات کا یقین بھی دلایا تھا کہ وہ کم از کم وکرم کو شنکر کے عتاب سے محفوظ رکھے گی۔ کسی صورت میں وکرم کی موت کی اطلاع میرے لیے کسی خطرناک دھماکے سے کم ثابت نہیں ہوئی۔

میں اس وقت سراج کی پک اپ میں بیٹھا جیل کی طرف جا رہا تھا۔ میرے علاوہ سراج بھی کسی گہری سوچ میں تھا۔ وہ بھی وکرم کو زرنجن لال کے سلسلے میں ٹرمپ کارڈ رہا تھا جو اچانک اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔

خواہش پر وکرم کی لاش ابھی تک جائے وقوعہ سے نہیں ہٹائی گئی تھی۔ جیل کی اس بیرک میں جہاں وکرم کی لاش سنگلاخ زمین پر خون میں لت پت پڑی تھی وہاں پولیس کے دوسرے ذمہ دار افسران بھی موجود تھے۔ جیلر کے بیان کے مطابق وکرم کو جس بیرک میں رکھا گیا تھا۔ وہ قیدیوں کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف تھا پھر بیٹھے بیٹھے اچانک اس طرح بوکھلا کر کھڑا ہوا جیسے اسے موت کا ہرکارہ نظر آگیا ہو۔ اس کے منہ سے ایک ہی جملہ بار بار ادا ہو رہا تھا۔

"تمہیں مقدس مریم اور حضرت مسیح کی قسم۔ مجھے مت مارو۔ میرا گلا مت گھونٹو۔ مجھے چھوڑ دو۔" پھر وکرم کی آواز بتدریج اس کے حلق میں گھٹنے لگی۔ اس کے چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے جیسے کوئی نادیدہ قوت پوری شدت سے اس کا گلا گھونٹ رہی ہو۔ اس کے چہرے پر شدید کرب تھا اور آنکھیں آہستہ آہستہ حلقوں سے ابلی پڑ رہی تھیں۔ کچھ دیر تک وہ اسی کیفیت سے دوچار، دونوں ہاتھوں سے کسی نادیدہ ہاتھ کو تھامے خود کو موت سے نجات دلانے کی کوشش کرتا رہا اس کے بعد اس کے منہ سے یکلخت خون جاری ہوگیا۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے کوئی طاغوتی قوت اسے ذبح کر رہی تھی۔ وکرم چکرا کر فرش پر گرا کچھ دیر تک موت کے سرد ہاتھوں سے چھٹکارا پانے کی خاطر تڑپ تڑپ کر جدوجہد کرتا رہا پھر ٹھنڈا پڑ گیا۔

جیل کے ڈاکٹر کا بیان تھا کہ دو روز قبل جب اس نے قیدیوں کا چیک اپ کیا تھا اس وقت اس نے وکرم کو کلی طور پر صحت مند پایا تھا۔

سراج نے ضروری بیان قلم بند کیے۔ ضابطے کی دوسری کارروائی مکمل کی پھر لاش کو پوسٹ مارٹم کے لیے روانہ کر دیا۔ جو نو قیدی وکرم کے ساتھ بیرک میں موجود تھے ان سے الگ الگ بھی پوچھ گچھ کی گئی لیکن سب کا بیان ایک ہی تھا۔ وہ سب عادی مجرم تھے جو اپنے اپنے جرم کی سزا بھگت رہے تھے۔ جیل آنا جانا اور سزائیں بھگتنا ان کا معمول بن چکا تھا لیکن وکرم کی موت جس انداز میں ہوئی تھی۔ اسے دیکھ کر وہ بھی بری طرح سہمے سے نظر آرہے تھے۔ میں سراج کے ہمراہ خاموش تماشائی کی طرح تمام صورت حال کا جائزہ لیتا رہا۔ مجھے یقین تھا کہ وکرم کی موت بھی ان ہی لوگوں کے ہاتھوں عمل میں آئی ہے جو میرے خلاف برسرپیکار تھے لیکن مجھے اس بات پر حیرت تھی کہ کاکا کی یقین دہانی کے باوجود وکرم کو کس طرح راستے سے ہٹا دیا گیا؟

جیلر بار بار میری طرف اس طرح دیکھ رہا تھا۔ جیسے یا تو اسے وہاں سراج کے ساتھ میری موجودگی پسند نہ آئی ہو یا پھر وہ مجھے پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو۔ تفتیش مکمل کرنے کے بعد ہم واپس ہونے لگے تو اس سے چپ نہ رہا گیا۔ اس نے براہ راست مجھ سے مخاطب ہو کر کہا "میرا خیال ہے کہ میں نے آپ کو کہیں دیکھا ہے؟ کہاں یہ یاد نہیں آرہا۔"

"آئی ایم سوری۔" سراج نے جلدی سے کہا۔ "میں

www.urdukorner.com

تفتیش میں اس قدر مصروف تھا کہ آپ کا اور مسٹر شہباز کا تعارف کرانا وہ بھول ہی گیا۔" پھر اس نے میری سمت اشارہ کرتے ہوئے جیلر سے کہا۔ "یہ ریٹائرڈ ڈی آئی جی نادر خان صاحب کے صاحبزادے ہیں شہباز خان۔"

"خوشی ہوئی آپ سے مل کر۔" جیلر نے مجھ سے بے تکلفی سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔ "میرا اندازہ اگر غلط نہیں ہے تو شاید آپ نے بھی مقابلے کا امتحان پاس کرنے کے بعد پولیس کا محکمہ جوائن کر لیا تھا۔"

"جی ہاں میں آپ کے خیال کی تردید نہیں کروں گا۔"

"آج کل آپ کی پوسٹنگ کہاں ہے؟"

"میں نے ملازمت سے استعفیٰ دے کر اپنا بزنس شروع کر دیا ہے۔"

"آئی سی۔" جیلر نے مسکرا کر جواب دیا۔ "گویا آپ کو پولیس کی ملازمت پسند نہیں آئی۔"

"یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پولیس کے محکمے کو میں پسند نہ آیا ہوں۔" میں نے بذلہ سنجی سے کہا تو جیلر اپنا بے اختیار مگر مصنوعی قہقہہ ضبط نہ کر سکا۔

جیل سے واپسی کے دوران بھی ہمارے درمیان کچھ دیر خاموشی رہی۔ پولیس پک اپ میں ہمارے علاوہ ایک مسلح گارڈ بھی تھا۔

"مسٹر شہباز۔" سراج نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے پوچھا۔ "آپ نے وکرم کی موت کے بارے میں کیا اندازہ لگایا ہے۔"

"مجھے مکمل یقین ہے کہ وکرم کی موت بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے جو محسن علی کی موت سے شروع ہوئی تھی۔"

"یہ بھی اچھا ہوا کہ وکرم کی موت جیل کسٹڈی میں ہوئی ورنہ ــــــ"

"میں آپ کی پوزیشن سمجھ رہا ہوں۔" میں نے سراج کے چہرے پر نظر آنے والی بے بسی کا اندازہ لگاتے ہوئے کہا۔ "آپ کی جگہ اگر میں ہوتا تو شاید میری بھی یہی کیفیت ہوتی لیکن میرا خیال ہے کہ اب آپ نرنجن لال پر ہاتھ ڈال ہی دیں۔ میں نے قاسم علی کو آمادہ کر لیا ہے مگر اس سے پیشتر آپ ایک بار پھر غور کر لیں کہ نرنجن لال کے ہاتھ بہت لمبے ہیں۔"

"آپ جیسا مناسب سمجھیں۔" میں نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "لیکن جو بھی جوابی کارروائی ہو اس میں دیر نہیں ہونی چاہیے۔ میرا مشورہ ہے کہ نرنجن لال کے سلسلے میں ایسے حالات پیدا کر دیئے جائیں کہ وہ بوکھلا جائے۔ میرا ذاتی مشاہدہ ہے کہ انسان بوکھلاہٹ میں کچھ ایسی غلطیاں کر بیٹھتا ہے جو اس کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوتی ہیں۔"

"اگر آپ اجازت دیں تو میں اسی وقت قاسم علی کو اپنے ساتھ لے جا کر مجسٹریٹ کے روبرو اس کا بیان قلم بند کرا دوں لیکن ــــــ" سراج کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

"لیکن کیا۔" میں نے پوچھا۔

"ہو سکتا ہے کہ جن نادیدہ قوتوں نے اب تک پولیس کے سامنے آنے والی شہادتوں کو ختم کر دیا ہے۔ وہ قاسم علی کو بھی اپنا نشانہ بنانے سے دریغ نہ کریں۔"

"ہونے کو تو سب کچھ ہو سکتا ہے مسٹر سراج لیکن مقدر کے لکھے کو کوئی طاقت نہیں ٹال سکتی۔"

"آپ نے میری ایک بڑی مشکل حل کر دی ورنہ میرا خیال تھا کہ آپ شاید قاسم علی کے سلسلے میں اپنی رضامندی کا اظہار نہ کریں گے۔"

"میں نے جو کچھ کیا ہے بہت سوچ سمجھ کر کیا ہے۔" میں نے سنجیدگی سے کہا۔ "سیٹھ پرشوتم کے گھر پڑنے والے ڈاکے کا جرم اگر قاسم علی کے اوپر ثابت ہو جاتا ہے تو اسے لمبی سزا کاٹنی پڑے گی۔ موجودہ صورت ہی اس کے بچاؤ کے لیے شارٹ کٹ بھی ثابت ہو سکتی ہے۔"

"مجھے سو فیصد یقین ہے کہ اس ڈاکے میں قاسم علی کا ہاتھ شامل نہیں ہو گا لیکن چونکہ سامان کی برآمدگی اس کے گھر سے ہوئی تھی اس لیے اس کی پوزیشن ذرا مختلف ہو گئی ہے لیکن آپ مطمئن رہیں۔ میں اسے بچانے کی پوری کوشش کروں گا۔"

"مسٹر سراج آپ کو یاد ہو گا کہ میں نے نرنجن لال کے سلسلے میں کہا تھا کہ میں اپنا شکار خود کرنے کا عادی ہوں۔"

"جی ہاں اور میں نے آپ کو اس وقت بھی یہی مشورہ دیا تھا قانون کو ہاتھ میں لینا آپ کے حق میں مناسب نہیں ہو گا۔" سراج نے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا۔

"بہرحال اب یہ موقع آپ کو مل رہا ہے میں یہی چاہوں گا کہ نرنجن لال کو حراست میں لینے کے بعد آپ اس واقعے کی اتنی پبلسٹی کریں کہ وہ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہ جائے۔" میں نے ٹھوس لہجے میں جواب دیا۔ "دوسری شکل میں نرنجن لال سے اپنا حساب برابر کرنے کی خاطر مجھے خود میدان میں اترنا پڑے گا۔"

"اس کی نوبت نہیں آنے پائے گی۔"

www.urdukorner.com

پھر میں نے قاسم علی کو پوری طرح حالات سے آگاہ کر کے سراج کے حوالے کر دیا اور خود واپس گھر آ گیا۔

●

رات کو کھانے کے بعد میں کچھ دیر تک والدین کے ساتھ بیٹھا ادھر ادھر کی باتیں کرتا رہا پھر اپنی خوابگاہ میں گیا تو میرے ذہن میں وکرم کی موت کا خیال تازہ ہو گیا۔ میں یہ جاننے کے لیے بے چین تھا کہ اس کی موت کے پیچھے کس کا ہاتھ ہے؟ اگر کاکا نے میرے ساتھ عہد شکنی کی تھی تو اس کا کیا سبب تھا؟ کیا پنڈت جسی دھر کے اوپر جو گزری تھی اس نے کاکا کو ناراض کر دیا تھا؟ مگر کیوں؟ اسی کو نجات دلانے کی خاطر تو میں نے پنڈت جسی دھر کے اس منڈل کو توڑنے کی خاطر جان کی بازی لگا دی تھی جس کے اندر بیٹھا وہ کاکا کو ہمیشہ کے لیے اپنا غلام بنانے کے خواب دیکھ رہا تھا؟ کیا کاکا چاہتی تھی کہ وہ منحوس پنڈت اپنے ارادے میں کامیاب ہو جائے؟ کیا وکرم کی موت میں براہ راست کاکا کا ہاتھ شامل تھا یا اس نے وکرم کو اپنے تحفظ سے آزاد کر کے کسی اور کے ذریعے اسے راستے سے ہٹا دیا تھا؟ اور اگر وہ سب کاکا ہی کی شعبدے بازی تھی تو پھر وہ قاسم علی کو بھی مجسٹریٹ کے سامنے پیش ہونے سے پیشتر زندگی کی قید سے آزاد کر سکتی تھی؟

میرے ذہن میں مختلف خیال ابھر رہے تھے ندیم اور نسیم کی شادی کا مسئلہ بھی میرے لیے اہم تھا۔ میں چاہتا تھا کہ نسیم جتنی جلدی ندیم کی محفوظ پناہ گاہ میں منتقل ہو جائے اتنا ہی اچھا ہے۔ اسی غرض سے میں نے اس کی مرضی معلوم کرنے کی خاطر عارف کو درمیان میں ڈالا تھا۔ میں چاہتا تو براہ راست بھی نسیم سے بات کر سکتا تھا وہ میرے کسی حکم سے سرتابی نہ کرتی شاید اس لیے کہ وہ مجھے اپنا محسن سمجھ رہی تھی۔ میرے سامنے کھل کر اپنا مدعا بیان کرتے ہوئے وہ ضرور جھجکتی۔ میں اس پر اپنی مرضی مسلط کرنے کو تیار نہیں تھا بہرحال میرا دل گواہی دے رہا تھا کہ نسیم ندیم کے سلسلے میں ناپسندیدگی کا اظہار نہیں کرے گی۔

www.urdukorner.com

اس کے علاوہ امی کی باتوں نے بھی مجھے قدرے پریشان کر دیا تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ خواب میں بڑے ابا نے ان سے میرے متعلق اپنی خفگی کا اظہار کیا تھا۔ مجھے ان کی ناراضگی کا سبب معلوم تھا۔ میں نے برفانی غار میں سفید ریش کمبل پوش کی بات نہیں مانی تھی اور جسی دھر کا منڈل توڑنے کی ضد کی تھی پھر شاید مجھے کسی پریشانی سے بچانے کی خاطر دادا کے اس برگزیدہ بزرگ نے جلالی حالت میں اپنی لکڑی استعمال کی تھی۔ اس کے بعد کیا ہوا مجھے کچھ یاد نہیں۔ پنڈت جسی دھر مر چکا تھا یا ابھی تک زخمی حالت میں کہیں زندگی اور موت کے درمیان پڑا کراہ رہا تھا؟ مجھے اس کے بارے میں کوئی یقینی بات نہیں معلوم تھی۔

بہرحال مجھے اس بات کا بخوبی علم تھا کہ بڑے ابا کی خفگی میرے حق میں نقصان دہ بھی ثابت ہو سکتی ہے۔ شاید ان کی ناراضگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ہی شیطانی قوتوں نے وکرم کو راستے سے ہٹا کر مجھے للکارنے کی کوشش کی ہو۔ ممکن ہے مجھے کسی پیش آنے والے خطرے سے بچانے کی خاطر بڑے ابا نے دریا یا سمندر عبور کرنے کا مشورہ دیا ہو۔ اس مشورے کے پیچھے بھی ان کی کوئی نہ کوئی مصلحت ضرور کارفرما ہو گی۔ میں خود بھی بیرونی ممالک میں ایک دو جگہ اپنے فرم کی برانچ کھولنے کے بارے میں غور کر چکا تھا مگر اب حالات نے ایک نئی صورت اختیار کر لی تھی جو میرے لیے پریشان کن ثابت ہو رہی تھی۔

میں نے اپنی انگوٹھی پر نظر ڈالی وہ صندلی انگوٹھی اس بات کی ضمانت تھی کہ ابھی تک سفید ریش بزرگ کا سایہ کسی نہ کسی انداز میں میرے سر پر موجود ہے اور میں اس بات سے مطمئن تھا کہ اس انگوٹھی کی موجودگی میں شیطانی قوتیں میرے دل کا بھید نہیں جان سکیں گی۔ میں بڑی دیر تک بستر پر پڑا کروٹیں بدلتا رہا اور آنے والے کل کے بارے میں منصوبے بناتا رہا تھا پھر ایک فوری خیال کے تحت میں نے ریسیور اٹھا کر نرنجن لال کے نمبر ڈائل کرنے شروع کیے۔ اس وقت رات کے گیارہ کا عمل تھا اور مجھے امید تھی کہ نرنجن لال اپنی خوابگاہ میں ہی ہو گا۔ میرا اندازہ غلط نہیں ثابت ہوا۔ تیسری گھنٹی پر دوسری جانب سے ریسیور اٹھا لیا گیا پھر نرنجن لال کی آواز ابھری۔

"ہیلو۔"

"میں نے تمہیں اس وقت ڈسٹرب تو نہیں کیا۔" میں نے سپاٹ لہجے میں دریافت کیا۔

"تم ــــ" نرنجن لال کے لہجے میں یکلخت تیزی آ گئی۔ "اس وقت فون کرنے کا مقصد کیا ہے؟"

"مجھے تمہارے ساتھ کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں۔" میں نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "سب سے پہلے میں اس بات پر تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ تم نے سامنے آنے کے بعد اپنی زبان کھولنے کی حماقت نہیں کی۔ دوسری صورت میں بھی تم میرے خلاف کوئی قانونی قدم نہیں اٹھا سکتے تھے۔"

www.urdukorner.com

"کیا تم نے صرف یہی بکواس کرنے کی خاطر مجھے فون کیا ہے؟"

"اس کے علاوہ تمہارے لیے ایک خوش خبری بھی ہے۔" میں نے معنی خیز لہجے میں کہا۔ "وکرم کا پتا صاف ہو گیا ہے۔"

"فضول باتیں مت کرو۔ میں ہر شخص سے بے تکلف ہونے کا عادی نہیں ہوں۔"

"کیا تم میرا شمار بھی ہر شخص میں کر رہے ہو جبکہ ہمارے اور تمہارے تعلقات تو بہت پرانے ہیں۔" میں نے بھرپور طنز کیا۔

"میری ایک بات سنو گے شہباز خان۔" وہ ماؤتھ پیس میں غرایا۔

"کہو۔"

"دوبارہ مجھے فون کرنے کی بے وقوفی نہ کرنا اور ایک بات غور سے سن لو جو کچھ ہو چکا ہے وہ محض ایک اتفاق تھا میں اتنی کچی گولی بھی نہیں ہوں کہ تم جیسے بچے مجھے آسانی سے ہضم کر لیں۔" اس کے لہجے میں چیلنج تھا۔ "مجھے جوابی کارروائی کے لیے مجبور نہ کرو تو بہتر ہو گا۔"

"یہی بات ایک بار میں نے کہی تھی لیکن تم نے نہیں مانی تھی پھر جو کچھ ہوا وہ تمہیں معلوم ہے۔"

"اور اب جو کچھ ہو گا اس کا علم تمہارے فرشتوں کو بھی نہیں ہو سکے گا۔" نرنجن لال نے جھلا کر کہا۔

"بکو۔" میں نے اس کا مضحکہ اڑانے کی کوشش کی۔ "میں بھی چاہتا ہوں کہ ہم مردوں کی طرح کھل کر مقابلہ کریں۔ بزدلوں کی طرح پشت سے چھپ کر وار کرنا نامردوں کا کام ہوتا ہے۔"

"کیا تم مجھے چیلنج کر رہے ہو؟"

"دوستی اور دشمنی میں ہر حربہ جائز ہوتا ہے۔" میں نے مبہم انداز اختیار کیا۔ "کل کیا ہونے والا ہے یقین سے کچھ نہیں کہا جا سکتا ویسے تمہاری اطلاع کے لیے یہ بھی بتا دوں کہ تمہارے پنڈت جسی دھر کا جاپ، جنتر منتر اور منڈل وغیرہ سب کچھ دھرے کا دھرا رہ گیا۔"

"سانپ کے بل میں ہاتھ ڈالنے کی کوشش مت کرو شہباز خان ورنہ بڑے گھاٹے میں رہو گے۔" اس نے سرسراتے لہجے میں کہا۔

"ہم دونوں بزنس مین ہیں نرنجن لال۔" میں نے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ "بزنس میں نفع و نقصان تو ہوتا ہی رہتا ہے۔ خود اپنی مثال لے لو۔ ایک ٹینڈر ہاتھ سے نکل جانے کے بعد تم آج بھی کانٹوں پر لوٹ رہے ہو۔"

"شٹ اپ۔" ریسیور پر نرنجن لال کی گھن گرج سنائی دی۔ "تم لوگ اپنا کام کر چکے اب میری باری ہے۔ اسے دھیان میں رکھنا۔"

پھر دوسری جانب سے ریسیور رکھنے کی آواز سنائی دی تو میں نے بھی مسکراتے ہوئے ریسیور واپس کریڈل پر رکھ دیا۔ ویسے مجھے خوشی تھی کہ میں اس وقت نرنجن لال کو تاؤ دلانے کے بعد اس کے دل کا بھید زبان سے اگلوانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ یہ بات اور تھی کہ وہ ہمارے خلاف جوابی کارروائی کے لیے جو بھی منصوبہ بنا رہا تھا اس میں حق بجانب تھا۔ اس کی جگہ اگر میں ہوتا تو شاید میں بھی وہی کرتا۔

نرنجن لال سے گفتگو کرنے کے بعد میں خود کو بہت ہلکا محسوس کر رہا تھا۔ میرے دل میں جو غبار تھا وہ بڑی حد تک کم ہو گیا۔ میں بڑی سنجیدگی سے سوچ رہا تھا کہ قاسم علی کے بیان کے بعد جب سراج نرنجن لال کو قانون کے شکنجوں میں جکڑے گا اور اس کی جگ ہنسائی ہو گی۔ اس وقت نرنجن لال کی ذہنی کیفیت کیا ہو گی؟ کیا وہ اپنے بزنس اور شہرت کو پہنچنے والے اس شدید دھچکے کو آسانی سے برداشت کر لے گا؟

پنڈت جسی دھر کا زور ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو چکا تھا۔ اب صرف ایک شنکر میرے راستے کا کانٹا باقی رہ گیا تھا۔ اپنے گرو کی شکست کا انجام دیکھنے کے بعد اس کے ناپاک وجود کے اندر خوف کی ایک لہر ضرور سرایت کر گئی ہو گی لیکن وہ ذات کا چمار تھا اس لیے خاصا ڈھیٹ واقع ہوا تھا۔ میرا خیال تھا کہ اب وہ میرے خلاف کوئی قدم اٹھانے سے پہلے اپنے گرو دیو کے انجام کو ضرور پیش نظر رکھے گا۔ رہی کالکا کی ذات تو مجھے یہی خیال تھا کہ اس نے پنڈت جسی دھر کو پیش آنے والے حادثے کے بعد سکون کا سانس ضرور لیا ہو گا۔

مگر وہ اب تک کہاں غائب تھی؟ اور وکرم کی پراسرار موت میں کس شیطانی عمل کو دخل تھا؟ یہ دونوں سوال میرے لیے پریشان کن تھے۔ ابھی میں اپنی ذہنی جمناسٹک میں مصروف تھا کہ اچانک مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے میری خواب گاہ میں میرے سوا کوئی اور بھی موجود ہے۔ میں نے پلٹ کر پشت کی جانب دیکھا۔ خوابگاہ کا دروازہ اندر سے بند تھا وہاں میرے سوا کوئی اور موجود نہیں تھا۔ "کالکا" میرے تصور میں اس کا خیال ابھرا لیکن

www.urdukorner.com

میں نے چاہنے کے باوجود اسے آواز نہیں دی تھی۔ شاید جسی دھر کو نیچا دکھانے کے بعد میں مغرور ہو گیا تھا۔ میری خواہش تھی کہ میرے بلائے بغیر کالکا اپنی تمام تر حشر سامانیوں کے ساتھ اپنے بے پناہ حسن کا جادو جگاتی اس طرح میرے سامنے آئے جیسے کسی شاہی دربار میں بادشاہ وقت کے سامنے کوئی کنیز پیش ہو کر کورنش بجا لاتی ہے۔

کالکا لامحدود پراسرار قوتوں کی مالک تھی اکثر وہ آڑے وقتوں میں کام آئی تھی لیکن میں نے اسے پنڈت جسی دھر کی قید میں جانے سے پہلے ہی آزاد کرا لیا تھا ایسی صورت میں میری یہ خواہش بے جا بھی نہیں تھی کہ وہ میرے بلائے بغیر میرے سامنے آتی اور میرا شکریہ ادا کرتی۔ خوابگاہ میں ابھرنے والی آہٹ اس بات کی یقین دہانی کر رہی تھی کہ وہاں میرے ساتھ کوئی نادیدہ شیطانی قوت بھی موجود تھی لیکن میں اس سے خوف زدہ نہیں تھا اس لیے کہ صندلی انگوٹھی میری انگلی میں موجود تھی اس کے علاوہ میں اپنے بستر پر لیٹنے سے پہلے آیت الکرسی پڑھ کر کمرے کا حصار کرنا بھی نہیں بھولا تھا۔ مجھے خدا کی ذات سے امید تھی کہ اس حصار کے اندر داخل ہو کر کوئی ناپاک اور پلید قوت مجھے کسی قسم کا گزند نہیں پہنچا سکتی۔ میں ان ہی خیالات میں محو تھا کہ کالکا کی مانوس آواز میرے کانوں میں سرسراتے ہوئے ابھری۔

"شہباز تمہاری کالکا رانی اس وقت تمہارے بہت قریب موجود ہے۔"

"میں کیسے یقین کر لوں؟" میں نے شوخی سے جواب دیا۔ "اگر تم واقعی کالکا ہو تو اس خلوت کدے میں تمہیں پوری رعنائیوں کے ساتھ چھم چھم کرتے ہوئے میرے سامنے آنا چاہیے تھا۔ تمہارے گداز ہونٹوں پر ایسی مسکراہٹ ہوتی جو میرے وجود کو گنگنا دیتی۔ تمہارے چہرے پر ایسا نکھار ہوتا جسے دیکھ کر وقت کی دھڑکنیں تھم جاتیں اور تمہاری سحر انگیز آنکھوں میں جام و مینا کے ساغر اس طرح چھلکتے نظر آتے کہ میں بن پیے لڑکھڑا جاتا پھر کیف و مستی کے عالم میں راز و نیاز کی باتیں ہوتیں اور ہم مل جل کر اس رات کو یادگار بنا دیتے۔"

"مجھے معاف کرنا شہباز ابھی وہ سمے نہیں آیا جب میں تمہارے چرنوں میں دیوداسیوں کی طرح ہنستی مسکراتی پیش ہو سکوں۔" اس نے بجھے بجھے لہجے میں جواب دیا تو میں ٹھٹکا۔

"کیا پنڈت جسی دھر کے کریا کرم کے بعد اب کوئی دوسری رکاوٹ پیش آ رہی ہے؟" میں نے سنجیدگی اختیار کر لی۔

"تم نے میرے اوپر جو اپکار (احسان) کیا ہے وہ میں سارا جیون نہیں بھولوں گی پرنتو تم نے میرا کہنا نہ مان کر اچھا نہیں کیا۔"

"کیا مطلب؟" میں نے حیرت کا اظہار کیا۔ "کیا تم کو پنڈت جسی دھر کی غلامی زیادہ عزیز تھی۔"

"نہیں تم میرا مطلب نہیں سمجھے۔" وہ جلدی سے وضاحت کرتے ہوئے بولی۔ "اس کا جاپ تو پورا ہونے میں ابھی کچھ سمے باقی تھا اور مجھے وشواس تھا کہ میں کوئی نہ کوئی اوپائے کر کے اس کے جاپ میں ایسا بھنگ ڈلوانے میں سپھل ہو جاتی کہ اس کے سارے کیے کرائے پر پانی پھر جاتا۔ اس کا سارا گیان دھیان مٹی میں مل جاتا۔"

"یہ تم کہہ رہی ہو کالکا؟" میں نے شکوہ کیا۔ "تم جس کی خاطر میں نے شنکر جیسے پاپی سے ٹکر لینے کی ٹھان لی جسی دھر جیسے پنڈت سے ٹکرانے کا ارادہ کر کے اپنی زندگی داؤ پر لگا دی۔"

"مجھے اس کا وشواس پہلے سے تھا کہ تم جسی دھر کے مقابلے میں اوش سپھل ہو گے۔ اس لیے کہ جس چھایا نے تمہارے اور میرے بیچ ایک دیوار کھڑی کر دی ہے جو شکتی تمہاری سہایتا کر رہی ہے وہ شنکر اور پنڈت کے مقابلے میں زیادہ بلوان ہے۔" کالکا نے سپاٹ آواز میں کہا۔ "میں ابھی تک اس شکتی کا راز نہیں معلوم کر سکی لیکن مجھے اس بات کی بھی خبر تھی کہ اگر تم نے پنڈت جسی دھر کے منڈل کو توڑ کر اس کے جاپ میں خلل پیدا کیا تو دیوی اور دیوتا سب ایک ساتھ اٹھ کھڑے ہوں گے اس لیے میں نے آخری سمے تک تمہیں روکنے کی کوشش کی تھی پرنتو تم نے میرا کہا نہیں مانا۔"

"میں اب بھی تمہارا مطلب نہیں سمجھا۔"

"زیادہ کھنگالنے کی کوشش کرو گے تو بات اور الجھ جائے گی۔" کالکا نے بدستور بجھے انداز میں جواب دیا۔ "فی الحال میں تمہیں کیول اتنا بتا سکتی ہوں کہ تمہاری کالکا رانی سے وہ شکتی چھین لی گئی ہے جس کے سہارے وہ کوئی روپ بھی دھار سکتی تھی۔ اب تم صرف میری آواز سن سکتے ہو۔ مجھے دوبارہ کسی روپ میں دیکھنے کی خاطر تمہیں کئی چندرما کے چڑھنے اور اترنے تک انتظار کرنا ہو گا۔"

"کیا وہ پاپی ابھی تک زندہ ہے یا آگ میں جل کر ہمیشہ کے لیے بھسم ہو گیا جس کی وجہ سے تمہاری روپ بدلنے کی

www.urdukorner.com

توت چھین لی گئی ہے۔" میں نے تلملا کر پوچھا۔

"مجھے افسوس ہے میں اس سوال کا جواب نہیں دے سکتی۔"

"کیا تمہیں میرے سوالوں کا جواب دینے سے بھی روک دیا گیا ہے؟" میں نے تلملا کر دریافت کیا۔

"نہیں۔" کاکا نے جواب دیا۔ "لیکن کچھ باتیں ایسی ضرور ہیں کہ اگر میں نے ان کا جواب دیا تو ایک بار پھر پتھر کی مورتی میں ڈھل جاؤں گی۔"

"شنکر کے بارے میں تمہارا خیال ہے کہ جسی دھر کے بعد بھی وہ مجھ سے پنجہ لڑانے کی حماقت کرے گا؟"

"شنکر کو اپنے گرو دیو پر پڑنے والی چتا نے دیوانہ کر دیا ہے۔" کاکا نے جواب دیا۔ "اس کی حالت اس خارش زدہ کتے جیسی ہو رہی ہے جس پر اچانک شہد کی مکھیوں نے حملہ کر دیا ہو۔ اس پاپی کے من میں تمہاری اور (جانب) سے کھوٹ ہی کھوٹ بھرا ہے پر تو میں یہ بھی جانتی ہوں کہ وہ میرے ہوتے تمہارے ساتھ کوئی چھل کپٹ نہیں کر سکے گا۔"

"کیا تم شنکر کے مقابلے میں اب بھی میری مدد کر سکتی ہو؟" میں نے بھیجتے ہوئے لہجے میں سوال کیا۔ "کیا تمہارے دیوی دیوتا اس بات کو پسند کریں گے؟"

"شنکر کی جگہ کوئی اور ہوتا تو شاید میں تمہاری کوئی سہائتا نہ کر پاتی لیکن وہ چونکہ نیچ ذات ہے اس لیے بلوان شکتیاں اسے اپنے برابر کا نہیں سمجھتیں۔" کاکا نے جواز پیش کیا۔ "اسی کارن اس نے پنڈت جسی دھر کے چرنوں میں شرن (پناہ) حاصل کرنے کی کوشش کی تھی۔"

"کاکا۔" میں نے سنجیدگی سے پوچھا۔ "کیا تمہیں معلوم ہے کہ وکرم مر چکا ہے؟"

"ہاں میں جانتی ہوں۔"

"لیکن تم نے مجھے وچن دیا تھا کہ وکرم پر کوئی آنچ نہیں آئے گی۔"

"مجھے افسوس ہے شہباز کہ میں وکرم کو نہ بچا سکی۔" کاکا نے کہا۔ "دیوی دیوتاؤں نے میرے اوپر کچھ پابندیاں لاگو کر دی ہیں۔"

"کیا تم مجھے یہ بتانا پسند کرو گی کہ وکرم کی موت میں کس کا ہاتھ ہے؟"

"نہیں میں اس بارے میں زبان نہیں کھول سکتی۔" کاکا کے لہجے میں بے بسی کا احساس جھلک رہا تھا۔

"زنجن لال کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟" میں نے اسے ٹٹولنے کی کوشش کی۔ "کیا وہ بھی شنکر کی مدد لینے کی کوشش کرے گا؟"

"میں پورے وشواس سے نہیں کہہ سکتی۔"

"پھر تم اس وقت یہاں کیوں آئی ہو؟" میں جھلا کر بولا۔ "کیا مجھے صرف یہ بتانے کی خاطر کہ اب تمہاری حیثیت محض پتھر کی اس بے جان مورتی کی سی ہے جسے میں نے روپ نگر میں کیچڑ سے نکالا تھا۔"

"سمے سمے کی بات ہے جو تم اتنی اکھڑی اکھڑی باتیں کر رہے ہو پر تو ایک بات دھیان میں رکھنا موسم سدا ایک جیسا نہیں رہتا۔" اس نے تلملا کر جواب دیا۔ "رت بدلے گی تو تمہیں جیون میں ایک بار پھر اپنی کاکا رانی کی یاد اوش ستائے گی۔"

"کل کیا ہو گا اس کے بارے میں یقین سے نہیں کہا جا سکتا۔" میں نے تلخ لہجے میں کہا۔ "کیا تم نے کبھی یہ بھی سوچا تھا کہ میں تمہارے بلوان پنڈت جسی دھر کو ایک ہی پٹخنی دے کر آکاش سے دھرتی پر لے آؤں گا۔"

"میں اب جا رہی ہوں شہباز ایک چھوٹی سی وجے (جیت) نے تمہیں بہت زیادہ گھمنڈی بنا دیا ہے لیکن میری بات دھیان سے سن لو اگر تم کبھی چاہتے ہو تو کہیں دور چلے جاؤ ورنہ سارا جیون ہاتھ ملتے رہو گے۔"

پھر میں نے اسے کئی بار آواز دی لیکن اس کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا۔ شاید وہ مجھ سے روٹھ کر چلی گئی تھی لیکن جاتے جاتے اس نے مجھے مشورہ دیا تھا اسے سن کر میں چونکے بغیر نہیں رہ سکا اس لیے کہ میرے بڑے بابا نے بھی خواب میں میری اسی کو یہی اشارہ دیا تھا کہ میں کسی دریا یا سمندر کا سفر اختیار کروں۔

رات خاصی دیر تک میں کاکا کے کہے ہوئے آخری جملوں پر غور کرتا رہا پھر نیند کے جھونکوں نے میرے ذہن پر غلبہ پا لیا۔

○

دوسری صبح میری آنکھ روز مرہ کے معمول سے پہلے ہی کھل گئی۔ میں نے باہر لان پر آ کر اخبار پر [illegible] خوشی سے بلیوں اچھلنے لگا۔ پہلے ہی صفحے پر سب سے پہلے میری نظر قاسم علی کی تصویر پر پڑی اس کے بعد میں اس خبر کو بڑی دلچسپی سے پڑھنے لگا جس کا مجھے بڑی شدت سے انتظار تھا۔ اخبار نے سیٹھ پرشوتم کے گھر پڑنے والے ڈاکے کی خبر اور قاسم علی کے بیان کو خاص طور پر جلی سرخیوں کے ساتھ شائع کیا۔ قاسم علی کے ساتھ ہی زنجن

www.urdukorner.com

لال کی تصویر بھی شائع ہوئی تھی۔ میں نے اس خبر کے ایک ایک لفظ کو بہت غور سے پڑھا اخبار نے لکھا تھا۔

"سیٹھ پرشوتم کے گھر پڑنے والے
ڈاکے کا حیرت انگیز ڈراپ سین"

"اسٹاف رپورٹر ہمارے قارئین کو یاد ہو گا کہ کچھ عرصہ قبل ملک کے معروف سیٹھ پرشوتم کے گھر پر ڈاکا پڑا تھا اس سنسنی خیز واردات کے بعد ایک محنتی اور دیانتدار پولیس آفیسر ڈی ایس پی سراج نے کسی نامعلوم مخبر کے ذریعے فون پر موصول ہونے والی اطلاع کے مطابق نادر کنسٹرکشن کمپنی کے مزدوروں کے لیڈر قاسم علی کے گھر پر کامیاب چھاپا مار کر ڈاکے میں لوٹے گئے بیشتر قیمتی ساز و سامان کو برآمد کر لیا تھا۔ یہاں یہ خبر دلچسپی سے پڑھی جائے گی کہ قاسم علی نے اپنی گرفتاری کے بعد اپنے گھر سے برآمد ہونے والے ساز و سامان کے بارے میں قطعی لاعلمی کا اظہار کیا تھا۔ اس ضمن میں ایک اہم نکتہ فراموش نہیں کیا جا سکتا کہ جس وقت پولیس نے قاسم علی کے گھر چھاپا مارا تھا اس وقت وہ گھر پر موجود نہیں تھا۔ ملزم قاسم علی نے اپنے ابتدائی بیان میں کہا تھا کہ اسے بلاوجہ اس واردات میں پھانسنے کی کوشش کی گئی ہے جس کے بارے میں اسے سرے سے کوئی علم نہیں جبکہ پولیس کی ابتدائی رپورٹ میں ظاہر کیا گیا تھا کہ ملزم کسی دباؤ کی وجہ سے اپنا اصلی بیان اور ڈاکے سے متعلق تفصیل سے گریز کر رہا ہے۔

ڈاکے کی واردات کے بعد قاسم علی کی ضمانت پر رہائی کا حکم نامہ عدالت کی طرف سے جاری کر دیا گیا تھا لیکن سیٹھ پرشوتم نے اپنے اثر و رسوخ کے استعمال کے بعد اس ضمانت کے پروانے کو بڑی عدالت سے منسوخ کرا دیا تھا جس کے کچھ عرصہ بعد سیٹھ پرشوتم کو کچھ نامعلوم افراد نے اغوا کر لیا پولیس نے اس کی بازیابی کی خاطر جان توڑ کوشش کی اور کئی جگہ چھاپے مارے لیکن اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہو سکی پھر ایک دن سیٹھ پرشوتم صبح کے وقت شہر کے ایک سنسان علاقے میں کوڑے دان پر پڑا پایا گیا۔ اغوا کرنے والوں نے اس کو جس طرح کا نشانہ بنایا تھا اس کے سبب وہ اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا تھا۔ سیٹھ پرشوتم کا جھلسا ہوا چہرہ اور اس کے جسم پر نظر آتے آبلے اس بات کی گواہی دے رہے تھے کہ اغوا کنندگان نے اسے زندہ جلانے کی کوشش کی تھی اور شاید اسے مردہ ہی سمجھ کر بڑی سنگدلی اور بے دردی کے ساتھ کچرے کے ڈھیر پر ڈال گئے تھے اس دوران ملزم قاسم جیل میں تھا۔ اس نے دستور اپنی زبان بند کر رکھی تھی۔ پولیس نے اس سے سچ اگلوانے کی خاطر ہر ممکن حربہ استعمال کیا لیکن ملزم کا صرف ایک ہی جواب تھا کہ وہ اپنے گھر سے برآمد ہونے والے ڈاکے کے مال کے بارے میں کچھ نہیں جانتا اور یہ کہ اسے اس کیس میں کسی دشمنی کی وجہ سے پھنسایا گیا ہے۔ یہاں یہ بات بھی پڑھنے والوں کے لیے دلچسپی کا سبب ثابت ہو گی کہ ملزم قاسم علی کے پڑوسیوں، اس کے واقف کاروں اور جس کمپنی میں وہ کام کر رہا تھا۔ اس کے ساتھیوں نے ایک ہی بیان دیا تھا کہ قاسم علی ایک محنتی، جفاکش اور ایمان دار شخص ہے۔ پولیس کی حراست میں جانے سے پیشتر وہ بے داغ کردار کا مالک تھا۔

سیٹھ پرشوتم کے اغوا اور بازیابی کے کچھ عرصے بعد ملزم قاسم علی کو ضمانت پر رہا کر دیا لیکن سادہ لباس والے پولیس کے ذمے دار افراد ایک ایک پل اس کی نگرانی پر مامور تھے اور ہر لمحے کی اطلاع جمع کر رہے تھے۔ اصل ملزم کو بے نقاب کرنے کی خاطر ڈی ایس پی سراج نے ایک خوبصورت جال بچھا رکھا تھا۔ چنانچہ قاسم علی کی نقل و حرکت کے بعد ایک خاص نتیجے پر پہنچنے کے بعد پولیس نے مسٹر سراج کی نگرانی میں ضمانت پر رہا ملزم قاسم علی کو عین اس وقت دوبارہ اپنی حراست میں لے لیا جب وہ ملک کے مشہور کروڑپتی تاجر زنجن لال کے دفتر سے نکل کر اپنے گھر کی سمت واپس جا رہا تھا۔ دوبارہ پولیس کی حراست میں جانے کے بعد قاسم علی بوکھلا گیا عینی گواہوں کی موجودگی میں جب اس کی تلاشی لی گئی تو ملزم کے جیب سے مبلغ پچیس ہزار کا ایک بیئرر چیک برآمد ہوا جو زنجن لال کی کمپنی کی طرف سے جاری کیا گیا تھا۔

اس اندیشے کے پیش نظر کہ دو تجارتی اداروں کے درمیان تجارتی رقابت اور رسہ کشی معمول کی بات ہے جب پولیس نے قاسم علی پر تھرڈ ڈگری کا آزمودہ عمل اختیار کیا تو وہ اپنی زبان بند نہ رکھ سکا۔ پچیس ہزار کے چیک کی موجودگی نے اس کے تمام کس بل نکال دیے تھے چنانچہ اس نے کل شام ایک مجسٹریٹ کی موجودگی میں اپنا جو بیان دیا ہے ہم اسے من و عن شائع کر رہے ہیں۔"

"میں قاسم علی ولد شاکر حسین بلا کسی جبر و تشدد کے راضی بہ رضا بیان کرتا ہوں کہ میں عرصہ دو سال سے نادر کنسٹرکشن کمپنی میں ملازم ہوں اور ورکروں کا لیڈر ہوں مجھے اپنے مالکان سے کبھی کوئی شکایت نہیں ہوئی۔

www.urdukorner.com

تقریباً کچھ عرصہ ہمارے اوپر ورک لوڈ اچانک بڑھ گیا تھا۔ میرے استفسار پر کمپنی کے انچارج ماسٹر ٹونی نے اس امر کا انکشاف کیا کہ ہمیں کوئی ایسا بڑا ٹینڈر ملا ہے جس میں مالکوں کو بہت بڑا فائدہ ہوگا۔ کمپنی نے ہمیں اس بات کی یقین دہانی کرائی تھی کہ مذکورہ کام کو وقت مقررہ پر ختم کرنے کی صورت میں تمام ملازمین کو معقول انعام اور بونس دیا جائے گا چنانچہ ماسٹر ٹونی کی نگرانی میں ہم شب و روز مل جل کر کام میں مصروف تھے کہ ایک روز سیٹھ نرنجن لال کے آدمی نے مجھ سے گھر پر رابطہ قائم کیا میں چونکہ ورکروں کا لیڈر تھا اس لیے مجھے اس بات پر آمادہ کرنے کی کوشش کی گئی کہ میں کمپنی کے کام میں سست رفتاری کا مظاہرہ کراؤں تاکہ کام وقت پر مکمل نہ ہو سکے۔ مجھے اس کام کے عوض ایک لاکھ کی آفر دی گئی تھی لیکن میں نے لالچ میں آنے کے بجائے سختی سے نرنجن لال کے آدمی کو دھتکار دیا تھا جس کے بعد وہ آدمی یہ کہہ کر چلا گیا کہ مجھے اپنے انکار کا بہت بڑا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ میں اس کی دھمکی کو محض وقتی سمجھا تھا اس لیے کہ عام طور پر جب انسان اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوتا تو وہ بلاوجہ دوسروں کو گیدڑ بھبکی دیتا ہے لیکن میرا اندازہ غلط ثابت ہوا جس روز نرنجن لال کا آدمی مجھ سے ملا تھا اس کے ایک ہفتے یا دس دن بعد میں نے سیٹھ پرشوتم کے گھر پڑنے والے ڈاکے کی خبر پڑھی۔ میں چونکہ ایک معمولی ورکر ہوں اس لیے میں نے اس خبر کو بس سرسری طور پر پڑھا پھر نظر انداز کر دیا لیکن اس واردات کے بعد جب ایک روز میں کام سے تھکا ماندہ گھر پہنچا تو پولیس وہاں پہلے سے موجود تھی۔ پولیس کے ڈی ایس پی سراج صاحب نے مجھے مکان کا تالا کھولنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد کچھ ہوا وہ میرے لیے ناقابل یقین تھا۔ میرے مکان کے ایک کمرے میں قیمتی ساز و سامان بھرا پڑا تھا۔ میں حلفیہ بیان دیتا ہوں کہ جب میں صبح اپنے کام پر گیا تھا تو اس کمرے میں سوائے ایک پلنگ، کھونٹی پر لٹکے کچھ پرانے کپڑے اور ایک ٹرنک کے علاوہ کوئی سامان نہیں تھا۔ میں نے ہر طرح سے رو دھو کر اور قسمیں کھا کھا کر پولیس کو اس بات کا یقین دلانے کی کوشش کی کہ مجھے اس قیمتی ساز و سامان کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے لیکن مجھے گرفتار کر کے میرے ہاتھوں میں ہتھکڑی ڈال دی گئی۔ بعد میں حوالات پہنچنے کے بعد ہی مجھے اس بات کا علم ہوا تھا کہ وہ ساز و سامان جو میرے گھر سے برآمد ہوا تھا وہ سیٹھ پرشوتم کے گھر سے ڈاکے کے دوران لوٹا گیا تھا۔ میں نے پولیس کو اپنی بے گناہی کا یقین دلانے کی خاطر گڑگڑا کر اور ہاتھ جوڑ کر بہت کچھ کہا لیکن مال کی برآمدگی ایک ایسا ٹھوس ثبوت تھا جو مجھے مجرم ثابت کرنے کے لیے بہت کافی تھا۔ میں نے دوران تفتیش خوف کے مارے سیٹھ نرنجن لال کا نام لینے کی کوشش نہیں کی تھی۔

ریمانڈ کی مدت ختم ہو جانے کے بعد مجھے جیل بھیج دیا جہاں کچھ عرصہ رہنے کے بعد میں دوبارہ ضمانت پر رہا ہو گیا۔ رہائی پانے کے دوسرے ہی دن نرنجن لال کا آدمی مجھے ملا اور اس نے کہا کہ میری زندگی کی ضمانت اسی میں ہے کہ میں آئندہ بھی اپنی زبان بند ہی رکھوں۔ اس شخص نے مجھ سے کہا تھا کہ سیٹھ نرنجن لال نے مجھے انعام دینے کے لیے بلایا ہے۔ دو ایک روز تک تو میں اس بات کو ٹالتا رہا لیکن پھر میرے دل میں لالچ آ گیا۔ شاید اس لیے کہ مجھے اپنے ناکردہ گناہوں کی سزا ملی تھی۔ میرا دل گواہی دے رہا تھا کہ مجھے سیٹھ پرشوتم والے کیس میں پھنسانے میں نرنجن لال کا ہاتھ کسی نہ کسی زاویے سے ضرور شامل ہوگا۔ ایک کروڑپتی تاجر کے سامنے میری بھلا کیا اوقات تھی۔ سیٹھ پرشوتم والے کیس میں تمام ثبوت میرے خلاف پولیس کی فائل میں موجود تھے۔ جو مجھے ایک طویل مدت تک قید بامشقت کی سزا کاٹنے پر مجبور کر سکتے تھے چنانچہ میں نے یہ سوچ کر نرنجن لال سے ملنے کا ارادہ کر لیا کہ وہ ایک بااثر شخصیت کا مالک ہے۔ اپنی خاموشی کا انعام حاصل کرنے سے زیادہ مجھے اس بات کا خیال تھا کہ میں نرنجن سے مل کر اس سے درخواست کروں گا کہ وہ مجھے سزا سے بچالے۔ اس کے ہاتھ بہت لمبے ہیں۔ اس کی سفارش پر میری سزا میں تخفیف بھی ہو سکتی تھی۔

بہرحال میں نرنجن لال سے ملنے اس کے دفتر چلا گیا۔ میری توقع کے خلاف نرنجن لال نے مجھے اپنے خاص کمرے میں طلب کر لیا۔ اسی کے اشارے پر اس کے ایک کارندے نے مجھے پچیس ہزار کا وہ چیک دیا تھا جو اب پولیس کی فائل پر موجود ہے۔

میں حلفیہ بیان دیتا ہوں کہ نرنجن لال نے اس بات کا اقرار کر لیا تھا کہ اس نے ایک تیر سے دو شکار کھیلے ہیں۔ میرے انکار کے بعد ہی اس نے وہ خطرناک پلان مرتب کیا تھا جس کی وجہ سے میں بے گناہ ہونے کے باوجود مجرم تصور کیا جا رہا ہوں۔ اس نے بڑے ٹھوس لہجے میں اس بات کا اقرار بھی کیا تھا کہ میرے انکار پر ناراض ہونے کے بعد اس کے آدمیوں نے سیٹھ پرشوتم کے گھر پر ڈاکا مارا اور

www.urdukorner.com

لوٹ کا قیمتی مال لا کر میری غیر موجودگی میں میرے کوارٹر کے ایک کمرے میں رکھ دیا تھا۔ اسی روز پولیس کو مخبری کی گئی اور اسی روز جب میں چھٹی کے بعد گھر پہنچا تو پولیس نے مجھے سامان سمیت گرفتار کر لیا۔

اب نرنجن لال نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ اگر میں نے اپنی زبان بند رکھی تو وہ نہ صرف یہ کہ مجھے مزید انعام دے گا بلکہ اس بات کی کوشش کرے گا کہ میں سزا سے بچ جاؤں۔ اس نے دبی زبان میں مجھے براہ راست اس بات پر اکسایا ہے کہ میں بذات خود اور اپنے قابل اعتماد آدمیوں کے ساتھ مل کر نادر کنسٹرکشن کمپنی کو ہر ممکن نقصان پہنچانے کی کوشش کروں جس کے عوض مجھے ہر ماہ ایک معقول رقم بطور انعام ملتی رہے گی اور اگر میں نے اس کے کہنے سے انکار کیا یا اس کا نام کسی اسٹیج پر بھی زبان پر لانے کی کوشش کی تو اس کے پالتو بدمعاش میرا بھی وہی انجام کریں گے جو اس سے پیشتر ماسٹر ٹونی کا کیا جا چکا تھا۔ میں اس بیان کے ساتھ ہی حکومت سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ میری حفاظت کا معقول بندوبست کرے تاکہ میں تاریکی میں کسی نامعلوم سمت سے چلائی جانے والی گولی کا شکار ہونے سے محفوظ رہ سکوں۔

میں اپنا یہ حلفیہ بیان بغیر کسی جبر و تشدد یا دباؤ کے اپنی مرضی سے اپنے مکمل ہوش و حواس میں دے رہا ہوں۔"

ہمارے اخباری نمائندے نے ڈی ایس پی سراج سے ملنے کی کوشش کی تھی لیکن اسے مایوسی کا سامنا کرنا پڑا۔ پولیس کے دوسرے ذرائع بھی اس سلسلے میں بڑی رازداری سے کام لے رہے ہیں بہرحال عنقریب سنسنی خیز انکشافات کی توقع کی جا رہی ہے۔ ہمارے نمائندے نے حقیقت حال جاننے کی خاطر کروڑپتی تاجر نرنجن لال سے بھی رابطے کی کوشش کی لیکن اس ضمن میں بھی کوئی واضح صورت حال نہیں معلوم ہو سکی۔ نرنجن لال کے گھر والوں کا بیان ہے کہ وہ کل رات تقریباً بارہ بجے ڈریسنگ گاؤن میں ملبوس گھر والوں سے یہ کہہ کر نکلے تھے کہ وہ آدھے گھنٹے کے بعد واپس آجائیں گے لیکن آخری کاپی پریس میں جانے تک ان کی واپسی کی کوئی اطلاع نہیں مل سکی۔

www.urdukorner.com

واقعات اور ملزم قاسم علی کی حلفیہ بیان کی روشنی میں یہ بات بھی ممکن ہے کہ پولیس نے کل رات ہی نرنجن لال کو اپنی حراست میں لے لیا ہو۔ اس بات سے بھی رو گردانی نہیں کی جا سکتی کہ ممکن ہے نرنجن لال نے وقتی طور پر پولیس سے بچنے کی خاطر راہ فرار اختیار کر لی ہو اصلی صورت حال کیا ہے اس کا انکشاف اگلے چوبیس گھنٹوں میں متوقع ہے۔"

خبر جہاں ختم ہوئی تھی وہاں ایک باکس بنا کر اس بیرر چیک کی تصویر شائع کی گئی تھی جو قاسم علی کے بیان کے مطابق اسے بطور انعام پیش کیا گیا تھا۔

وہ خبر میرے لیے کسی مژدہ جاں فزا سے کم نہیں تھی۔ مجھے یقین تھا کاروباری حلقوں میں نرنجن لال کے بارے میں شائع ہونے والی خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیلے گی لیکن سراج اس معاملے میں اتنی تیزی سے ایکشن لے گا مجھے اس کی توقع نہیں تھی اس کے علاوہ مجھے اس خبر میں کچھ باتیں ایسی بھی محسوس ہوئی تھیں جن کی وضاحت میں اپنی معلومات کے لیے ضروری سمجھتا تھا۔ وہ افراد جو پولیس کے محکمے سے وابستہ ہیں یا رہ چکے ہیں وہ اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ کیس میں اگر ایک معمولی سا جھول بھی رہ جائے تو کورٹ میں ملزم کا وکیل سرکاری اہلکاروں اور گواہوں کی دھجیاں بکھیرنے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑتا۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ نرنجن لال کے کیس میں کوئی نکتہ ایسا باقی رہ جائے جو اس کے حق میں فائدہ مند ہو اور اس کا وکیل اس سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے۔ چنانچہ میں دوبارہ اپنی خوابگاہ میں آیا۔ سراج کو گھر پر فون کیا تو پتا چلا کہ وہ دفتر میں ہے پھر میں نے اسے دفتر کے ڈائریکٹ نمبر پر کال کیا تو ہمارا رابطہ قائم ہو گیا۔

"ہیلو مسٹر سراج' میں شہباز بول رہا ہوں۔"

"مجھے اس بات کی توقع تھی کہ آپ اخبار پڑھتے ہی مجھے فون ضرور کریں گے۔" دوسری جانب سے سراج کی آواز ابھری۔ اس کی آواز سے ظاہر ہو رہا تھا کہ اس نے نرنجن لال پر ہاتھ ڈال کر ایک بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔

"کیا اخبار میں جو کچھ شائع ہوا ہے آپ اس سے متفق ہیں؟"

"ضروری نہیں ہے۔" سراج نے بے پروائی سے جواب دیا۔ "خبریں حاصل کرنے کے لیے ہر اخبار والوں کے اپنے ذرائع ہوتے ہیں۔ کچھ نمائندے صرف حقیقت کو شائع کرتے ہیں لیکن کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو ہر خبر کو نمک مرچ لگا کر بڑھا چڑھا کر شائع کرتے ہیں۔ ہر ایک کا اپنا ایک علیحدہ مزاج ہوتا ہے۔ ہم کسی کو مجبور نہیں کر سکتے۔"

"لیکن ان خبروں کے بارے میں متعلقہ اداروں کو جواب دہ بھی ہونا پڑتا ہے۔" میں نے بدستور سنجیدگی سے کہا۔ "مثلاً" میں نے اپنے ہاں آنے والے اخبار میں جو

www.urdukorner.com

...ضروری ہے اس میں کچھ باتیں تفصیل طلب رہ جاتی ہیں۔"

"مثلاً؟"

"پہلی بات یہ ہے کہ قاسم علی نے جو بیان دیا ہے وہ پہلے کیوں نہیں دیا۔"

"یہ اس کی مرضی پر منحصر ہے۔" سراج نے کہا۔ "ہو سکتا ہے کہ وہ پہلے زنجن لال سے ڈرتا ہو یا اسے اس بات کا یقین رہا ہو کہ زنجن لال کے سلسلے میں اس کی خاموشی اس کے لیے فائدہ مند ثابت ہو سکتی ہے جیسا کہ اب اس کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے۔"

"پھر اس نے موجودہ بیان کیوں دیا۔" میں نے دوسرے زاویے سے سوال کیا۔

"اس لیے کہ وہ آپ جیسے مہربان مالکان سے غداری نہیں کر سکتا۔" سراج نے بدستور بے پروائی سے کہا۔ "ویسے انسان کا ضمیر کسی وقت بھی بیدار ہو سکتا ہے۔ ایک شخص عرصہ دراز تک گناہ کرنے کے بعد اگر توبہ کرے اور صراط مستقیم کو اپنائے تو اس کے اوپر کوئی بندش تو عائد نہیں کی جا سکتی۔"

"اور وہ پچیس ہزار کا چیک۔"

"وہ ہماری فائل پر موجود ہے۔" سراج نے مختصر کہا۔

"کیا زنجن لال واقعی وقتی طور پر روپوش ہو گیا ہے؟"

"مسٹر شہباز۔" سراج نے تھوڑے سے توقف سے کہا۔ "آپ خود بھی ایک پولیس آفیسر رہ چکے ہیں۔ کامیاب پولیس آفیسر وہی کہلاتا ہے جو کیس کو سنگین نوعیت کے سانچوں میں ڈھال کر پیش کرے۔"

"میں سمجھا نہیں۔"

"میں فون پر اس سے زیادہ سمجھا بھی نہیں سکتا۔" سراج نے کسی مصلحت کی بنا پر گول مول جواب دیا۔ "فی الحال آپ اتنا سمجھ لیں کہ قاسم علی کے بیان کے بعد جب ہم نے مجسٹریٹ کے ساتھ چھاپا مارا اس وقت زنجن لال گھر پر موجود نہیں تھا۔"

"ممکن ہے اس کو حالات کی اطلاع مل چکی تھی؟"

"ہو سکتا ہے۔"

"پچیس ہزار والے چیک کی بات ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آئی؟"

"میرا خیال ہے کہ کچھ باتیں براہ راست ملاقات کے لیے بھی چھوڑ دینی چاہئیں۔" سراج نے جواب دیا تو میں سمجھ گیا کہ وہ فون پر کچھ باتوں کی تفصیل بیان کرنے سے گریز کر رہا ہے چنانچہ میں نے اسے زیادہ کریدنا مناسب نہیں سمجھا لیکن میرا دل بہرحال اس بات کی گواہی دے رہا تھا کہ ڈی ایس پی سراج نے زنجن لال کو قانونی شکنجوں میں پوری طرح جکڑنے کی خاطر کچھ ایسے ہتھکنڈے بھی ضرور استعمال کیے ہوں گے جو خاص اور اہم ملزموں کے سلسلے میں اختیار کیے جاتے ہیں۔

میں ضروریات سے فارغ ہو کر ناشتے کی میز پر پہنچا تو والد صاحب اور والدہ دونوں خلاف توقع کسی گہری سوچ میں غرق تھے۔ مجھے یقین تھا کہ زنجن لال والی خبر پڑھنے کے بعد میرے سلسلے میں ان کا فکرمند ہونا قدرتی بات تھی لیکن میں بظاہر ایسا بنا رہا جیسے میں نے سرے سے اخبار کا مطالعہ ہی نہ کیا ہو۔

"شہباز بیٹے۔" ناشتے کے دوران امی نے مجھ سے کہا۔ "تم نے باہر جانے کے سلسلے میں کیا سوچا ہے؟"

"ابھی کوئی پروگرام نہیں بنایا۔" میں نے انجان بنتے ہوئے پوچھا۔ "کوئی خاص بات؟"

"مجھے بڑے ابا کے خواب والے اشارے کا خیال رہ رہ کر آ رہا ہے۔"

"میرا بھی یہی مشورہ ہے کہ اگر تم کچھ عرصے کے لیے ملک سے باہر چلے جاؤ تو مناسب ہو گا۔" والد صاحب بولے۔ "تمہاری غیر موجودگی میں، میں تمہارے کاروبار کا خیال رکھوں گا۔"

"لیکن اتنی جلدی کیا ہے؟" میں نے حیرت کا اظہار کیا۔

"تم نے شاید آج کا اخبار نہیں پڑھا۔" والد صاحب نے کہا اس کے ساتھ اخبار میرے سامنے رکھ دیا۔ میں نے ایک بار اس خبر کو سرسری طور پر دیکھا پھر سنجیدگی سے بولا۔

"مجھے پہلے ہی شبہ تھا کہ قاسم علی کو جان بوجھ کر ڈکیتی کے کیس میں ملوث کرنے کی کوشش کی گئی ہوگی ورنہ وہ اتنا احمق نہیں ہو سکتا تھا کہ لوٹ کا مال اپنے ہی کوارٹر میں رکھ کر خود کو مصیبت میں ڈالنے کی بیوقوفی کرتا۔"

"بات قاسم علی کی نہیں زنجن لال کی ہے۔" والد صاحب نے جواب دیا۔ "تم اسے اتنا نہیں جانتے جتنا میں واقف ہوں۔ ایک نمبر کا خود غرض اور کینہ خصلت ہے۔"

"لیکن ــــ؟"

"اس کی مثال اس شخص جیسی ہے جو ڈوبتے وقت اپنے بچانے والے کو بھی موت کے منہ میں گھسیٹ لیتا ہے۔" والد صاحب نے اپنا نچلا ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ "قاسم علی کے بیان کے بعد اس حرامزادے کے دل میں

www.urdukorner.com

سب سے پہلے یہی خیال ابھرا ہوا گا کہ اسے پھانسنے میں تمہارا ہاتھ ضرور شامل ہو گا۔ مقدمے کی کارروائی کے دوران وہ تمہاری شخصیت اور کاروبار پر بھی کیچڑ اچھالنے کی کوشش سے باز نہیں آئے گا۔ تجارتی رقابت میں اس قسم کے ہتھکنڈے عام طور پر استعمال کیے جاتے ہیں۔"

"وہ تو زنجن لال میرے یہاں سے چلے جانے کے بعد بھی کر سکتا ہے۔" میں نے دلیل پیش کی۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن میں نہیں چاہتا کہ تم بار بار عدالت کے کٹہرے میں جا کر کھڑے ہو۔" والد صاحب نے جواب دیا۔ "تم یہاں نہ ہو گے تو تمہاری پیروی تمہارے وکیل بھی کر لیں گے۔"

"وہ تو اب بھی ہو سکتا ہے۔"

"ہو تو سب کچھ سکتا ہے لیکن دوراندیشی کا تقاضا یہی ہے کہ تم وقتی طور پر سامنے سے ہٹ جاؤ۔" امی نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔ "ہو سکتا ہے کہ بڑے ابا نے اسی وجہ سے تمہیں پانی کا سفر اختیار کرنے کا اشارہ دیا ہو۔"

"آپ شاید بھول رہی ہیں امی حضور کہ میری رگوں میں ایک پٹھان کا خون دوڑ رہا ہے۔" میں نے والد صاحب کو منانے کی خاطر کہا۔ "مردانگی تو اسی میں ہے کہ انسان ہر حال میں دشمن سے سینہ تان کر مقابلہ کرے۔ نفع و نقصان، عزت، شہرت، دولت اور ذلت دینا تو اوپر والے کا کام ہے۔ انسان کو کبھی حالات کے سامنے بزدلوں کی طرح گھٹنے نہیں ٹیکنا چاہیے۔"

"مجھے یاد ہے۔" والد صاحب کرسی پر پہلو بدل کر بولے۔ "یہی جملے ایک بار میں نے بھی تم سے کہے تھے لیکن میں تمہیں مصلحتاً اور وقتی طور پر باہر جانے کا مشورہ دے رہا ہوں۔ رہا زنجن لال کا سوال تو میں اسے نخفہ تا تحقیق کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ اگر اس نے تمہاری جانب آنکھ اٹھا کر بھی دیکھنے کی کوشش کی تو میں اب بھی اس کی آنکھیں پھوڑ ڈالنے کی طاقت رکھتا ہوں۔"

"میرا خیال ہے کہ ان سب باتوں کی نوبت نہیں آئے گی۔" میں نے کہا۔ "میں سراج سے مل کر حالات کی تفصیل معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اس کے بعد اگر مناسب ہوا تو آپ لوگوں کے مشورے پر ہی عمل کروں گا۔"

"بات مناسب یا نامناسب کی نہیں ہے۔" امی نے تیزی سے کہا۔ "بڑے ابا کی نظریں جہاں تک پہنچ سکتی ہیں وہاں تک ہمارا خیال بھی نہیں جا سکتا۔ تم چاہو تو سراج سے مل لو لیکن میں پھر بھی یہی کہوں گی کہ تم جتنی جلدی سمندر پار کر لو اتنا ہی اچھا ہے۔"

"آپ کا حکم سر آنکھوں پر امی حضور۔" میں نے چائے کا آخری گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔ "لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ آپ نے بڑے ابا کے اشارے کا مطلب غلط سمجھا ہو۔"

"کیا مطلب؟"

"ہو سکتا ہے کہ انہوں نے مجھے سمندری سفر سے روکنے کا اشارہ کیا ہو۔"

میری بات میں چونکہ وزن تھا اس لیے امی نے کچھ نہیں کہا البتہ یہی اصرار کرتی رہیں کہ اب مجھے اپنے سائے سے بھی ہوشیار رہنا چاہیے۔ والد صاحب نے ایک بار پھر مجھے پرسنل سیکورٹی گارڈ ملازم رکھنے کا مشورہ دیا۔

ناشتے سے فارغ ہو کر دفتر جاتے ہوئے مجھے اچانک کاکا کا خیال آ گیا۔ اس نے بھی مجھے یہی مشورہ دیا تھا کہ اگر مجھے زندگی عزیز ہے تو میں کہیں دور چلا جاؤں ورنہ تمام زندگی ہاتھ ملتا رہ جاؤں گا۔ ناشتے کی میز پر میں نے امی سے محض تفریحاً بات کہی تھی کہ ممکن ہے انہوں نے بڑے ابا کا اشارہ سمجھنے میں غلطی سے کام لیا ہو لیکن اب میں بڑی سنجیدگی سے اس بات پر غور کر رہا تھا کہ کیا رحمانی اور شیطانی قوتیں کسی ایک شخص کے لیے ایک ہی لائن پر سوچ سکتی ہیں؟ میرا دل تو گواہی دے رہا تھا کہ کہیں نہ کہیں کوئی گڑبڑ ضرور ہے لیکن کہاں؟ کاش میں اس بات پر پہلے غور کر لیتا لیکن شاید ایسا ممکن نہیں تھا اس لیے کہ تقدیر کے فیصلے اٹل ہوتے ہیں۔

☆

ٹھکر کی خاموشی اور کاکا کی خفگی نے مجھے عجیب سے مخمصے میں ڈال دیا تھا۔ زنجن لال نے پنڈت جسی دھر کی خدمات حاصل کی تھیں اور پنڈت جسی دھر کے اشارے پر ٹھکر کی گندی قوت زنجن کے لیے کام کر رہی تھی پھر زنجن لال کو مصیبت میں گھرا دیکھ کر بھی وہ خاموش کیوں تھا؟ اس خبیث نے مجھ سے کہا تھا کہ وہ میرے راستے میں اتنی رکاوٹیں اور پیچیدگیاں پیدا کر دے گا کہ میں سکون کی سانس لینے کو ترس جاؤں گا پھر اس کی خاموشی کیا معنی رکھتی تھی؟ کیا پنڈت جسی دھر کے ساتھ پیش آنے والے حادثے کے بعد وہ محتاط ہو گیا تھا؟ کیا وہ یہ سوچ کر اپنی حد تک محدود ہو گیا تھا کہ مجھ سے ٹکرانے کی صورت میں اس کا انجام بھی اپنے گرودیو دھر جیسا ہو گا۔ کیا وہ واقعی مجھ

www.urdukorner.com

سے خوفزدہ ہو گیا تھا یا اندر ہی اندر کسی بھرپور جوابی حملے کی تیاری کر رہا تھا؟

ڈی ایس پی سراج نے زنجن لال کو ٹریپ کرنے کی خاطر جو جال تیار کیا تھا اس کے بارے میں مجھے بعد میں تفصیل سے معلوم ہوا جس شام قاسم علی کا بیان ہوا تھا اور رات مجھے زنجن لال کے گھر پر چھاپا مارا گیا تھا اسی رات خود سراج کے سادہ لباس والوں نے ایک طے شدہ پروگرام کے تحت زنجن کو دوست بن کر حالات سے باخبر کر دیا تھا۔ اپنی ساکھ کو برقرار رکھنے کی خاطر وہ ایک لمحے کے لیے بھی پولیس کی تحویل میں نہیں جانا چاہتا تھا۔ اسے ہائی سرکل میں اپنے تعلقات پر بھرپور اعتماد تھا۔ صبح ہونے کے بعد وہ اپنی ضمانت قبل از گرفتاری کے لیے وکیلوں اور بیرسٹروں کی پوری ایک ٹیم کھڑی کر سکتا تھا۔ قاسم علی کے بیان کے بارے میں نامعلوم افراد کی جانب سے وصول ہونے والی کال کے بعد اس نے لازمی طور پر یہی سوچا ہو گا کہ اس سارے پلان کی پشت پر میرا ہاتھ ہو گا وہ مجھ سے شکست قبول کرنے پر آمادہ نہیں تھا اس لیے بڑی آسانی سے کسی چوہے کی طرح ٹریپ ہو گیا۔

سراج کے سادہ لباس والے زنجن لال کو فون کرنے کے بعد اپنے اگلے اقدام کے لیے پوری طرح تیار تھے۔ چنانچہ زنجن لال نے جیسے ہی گھر سے باہر قدم نکالا خود سراج کے آدمیوں نے اسے اغوا کر لیا۔ اس کے بعد چھاپے کے دوران زنجن لال کا گھر پر نہ ملنا قاسم علی کے بیان کو تقویت پہنچانے کے لیے بہت کافی تھا۔ سراج نے بڑی دور اندیشی سے کام لیا تھا۔ دو روز تک سراج اور اس کے عملے کے افراد زنجن لال کی گرفتاری کے لیے مختلف مقامات پر چھاپے مارتے رہے۔ اخباروں میں روزانہ زنجن گروپ آف انڈسٹریز کے بارے میں گرما گرم خبریں شائع ہوتی رہیں پھر تیسرے دن زنجن لال منظر عام پر آ گیا۔ اس کی کیفیت کسی ایسے آدم خور شیر سے مختلف نہیں تھی جس کے منہ سے اس کا تازہ تازہ شکار چھین لیا گیا ہو۔ وہ دو روز تک اپنی گمشدگی کا کوئی معقول جواز پیش کرنے سے قاصر تھا۔ پولیس کے خلاف وہ کوئی بیان نہیں دینا چاہتا تھا۔ شاید اس لیے کہ وہ قاسم علی کی وجہ سے براہ راست مجھے اپنا دشمن سمجھ رہا تھا اس لیے کہ جب ندیم نے اسے اغوا کیا تھا تو میں بھی اس سے مل چکا تھا۔

بہرحال زنجن کی پریشانی قابل دید تھی۔ گمشدگی کے دوران ہی اس کی طرف سے ضمانت قبل از گرفتاری کی جو

بانیِ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح
کی سیاسی زندگی اور کارناموں پر مشتمل
حوالہ جاتی کتاب-----
عظیم مدبر عظیم قائد
★---- زاہد حسین انجم
قیمت : -/125 روپے
مکتبہ القریش اردو بازار لاہور 2

درخواست عدالت کے سامنے پیش کی گئی تھی وہ اس بات کی دلالت کے لیے کافی تھی کہ زنجن لال نے دیدہ و دانستہ دو روز تک خود کو قانون کی نظروں سے دور رکھا تھا۔ اس اہم نکتے سے نہ صرف یہ کہ قاسم علی کے بیان کو اہمیت حاصل ہو گئی تھی بلکہ سراج کے بچھائے ہوئے جال کو بھی اور مضبوط کر دیا تھا۔ پولیس کی جانب سے ضمانت کے حکم نامہ کو منسوخ کرنے اور زنجن لال کا جسمانی ریمانڈ حاصل کرنے کی درخواست پیش کی گئی لیکن عدالت نے جرم کی صحت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اسے رد کر دیا۔ البتہ زنجن لال کو اس بات کے لیے پابند کر دیا گیا کہ وہ پولیس یا عدالت کے تحریری حکم نامے کے بغیر شہر سے باہر جانے کی کوشش نہیں کرے گا۔

www.urdukorner.com

میں نے فوری طور پر باہر جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ سراج نے بھی والد صاحب کو یہی سمجھایا تھا کہ زنجن لال ہو سکتا ہے کہ مجھے فریق بنانے کی کوشش کرے اور ایسی صورت میں اگر میں ملک سے باہر چلا گیا تو میری پوزیشن قانون کی نظر میں مشکوک ہو سکتی ہے والد صاحب چونکہ

خود ڈی آئی جی کے عہدے پر پہنچنے کے بعد ملازمت سے سبکدوش ہوئے تھے اس لیے سراج کی بات ان کی سمجھ میں آ گئی۔ ویسے میں نے ان کے اصرار پر حفظ ماتقدم کے طور پر ڈرائیور کی شکل میں ایک سیکورٹی گارڈ ضرور رکھ لیا تھا۔

اس وقت میں اپنے آفس میں بیٹھا ضروری فائلوں کا مطالعہ کر رہا تھا جب ندیم داخل ہوا اور مجھے فائل بند کر دینی پڑی۔ خلاف توقع ندیم اس روز کچھ زیادہ ہی ہشاش بشاش نظر آ رہا تھا۔ یہاں میں ایک اہم بات یہ بھی بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ جب سے زنجن لال کے بارے میں خبریں اخبار میں شائع ہونی شروع ہوئی تھیں ندیم کا بیشتر وقت میرے ساتھ گزرتا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا نہیں تھا لیکن اندازہ ضرور تھا کہ اس نے اپنے خاص اور وفادار کارکنوں کو بھی میری حفاظت کے لیے تعینات کر رکھا ہو گا۔

"خیریت۔" میں نے اس کے چہرے پر چھلکنے والی شوخ مسکراہٹ کو بغور محسوس کرتے ہوئے دریافت کیا۔ "کوئی خاص بات؟"

"پہلے عارفہ کے ہاتھوں کی بنی ہوئی گرما گرم کافی پلواؤ پھر بتاؤں گا۔" اس نے حسب معمول بے تکلفی کا مظاہرہ کیا اور مجھے مجبوراً اس کی فرمائش پوری کرنی پڑی۔ کافی کا پورا کپ ڈکار لینے کے بعد وہ یکلخت سنجیدہ ہو گیا۔ کچھ دیر تک میرے چہرے کو گھورتا رہا پھر ایک سرد آہ بھر کر بولا۔

"جانتے ہو میں اس وقت تمہارے پاس کس لیے آیا ہوں؟"

"سوری مجھے علم غیب سے کوئی دلچسپی نہیں۔" میں نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"ہماری شاگردی صدق دل سے قبول کر لو۔ ہر بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی۔"

"بکشوبی لی جیا۔"

"نہ نہ ___" ندیم نے میرا جملہ کاٹتے ہوئے کہا۔ "اب چوہے کے لنڈورے رہنے کے دن ختم ہو گئے۔"

"کہاں سے آ رہے ہو؟" میں نے اس کی بات کا مفہوم کچھ کچھ سمجھتے ہوئے پوچھا۔

"نسیم کے پاس سے اٹھ کر سیدھا تمہاری طرف ہی آ رہا ہوں۔" ندیم نے کہا پھر کڑوا سا منہ بنا کر بولا۔ "میں نے آج نسیم سے دو ٹوک فیصلہ کر ہی لیا۔"

"کیا فیصلہ ہوا؟" میں نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"قسمت برا اسرا۔" ندیم نے مایوس لہجے میں جواب دیا۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ وہ بغیر کسی دنگا فساد اور چوں چرا کے مجھ جیسے شخص کو قبول کرنے پر آمادہ ہو گئی۔"

مجھے ندیم کے جملے پر ہنسی آ گئی۔ وہ بہت خوش نظر آ رہا تھا۔ مجھے دفتر کے بہت سارے ضروری کام نمٹانے تھے لیکن اس نے ایک نہ سنی اور زبردستی اپنے ساتھ مجھے گھسیٹ کر لے گیا پھر راستے میں مجھے خوشخبری سنائی کہ وہ دو روز بعد نہایت سادگی کے ساتھ محض چند مخصوص واقف کاروں کی موجودگی میں نسیم کو اپنی شریک حیات بنانے کا فیصلہ کر چکا ہے اور ہوا بھی ایسا ہی۔ نسیم دو روز بعد دلہن بن کر اس کے گھر منتقل ہو گئی۔ اس روز نسیم کی ذمے داری سے سبکدوش ہونے کے بعد مجھے بے پناہ مسرت حاصل ہوئی تھی۔

❑

زنجن والا کیس عدالت میں پیش ہو چکا تھا۔ خلاف توقع اس نے مجھے یا میری فرم کو فریق بنانے کی کوشش نہیں کی تھی۔ شہر کے تین چوٹی کے وکیل اس کی جانب سے کیس کی پیروی کر رہے تھے۔ اخبارات ہر پیشی کی روداد نمک مرچ لگا کر عوام تک پہنچا رہے تھے۔ پولیس کیس کے جواب میں زنجن لال نے اپنے بیان میں یہ موقف اختیار کیا تھا کہ نادرن کنسٹرکشن میں ملازمت سے پیشتر قاسم علی نے زنجن لال کی فرم میں ملازمت حاصل کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اسے ملازمت نہیں مل سکی جس کے بعد وہ یہ دھمکی دے کر چلا گیا تھا کہ وہ ہر قیمت پر زنجن لال گروپ آف انڈسٹریز کو بدنام کرنے کی کوشش کرے گا اور یہ موقع اسے اس وقت حاصل ہو گیا تھا کہ جب پولیس نے اسے سیٹھ پرشوتم کے گھر ہونے والی ڈکیتی کی واردات میں لوٹے گئے مال سمیت اس کے گھر سے گرفتار کیا تھا۔ جب تک وہ حوالات میں رہا اس نے زنجن لال کے خلاف کوئی بیان نہیں دیا لیکن ضمانت پر رہا ہونے کے بعد اس نے ایک بار پھر زنجن لال کو بلیک میل کرنے کی کوشش کی اور اس کے خلاف جھوٹا بیان دے ڈالا۔ جوابی بیان کے ساتھ کچھ معتبر لوگوں کی فہرست بھی تھی۔ جنہوں نے عدالت کے روبرو پیش ہو کر قاسم علی کے خلاف گواہی دی تھی۔ مجھے یقین تھا کہ زنجن لال نے ان گواہوں کو دولت کے بل بوتے پر خرید لیا ہو گا۔

پچیس ہزار کے بیرر چیک کے بارے میں زنجن لال کے دفتر کے ایک ذمے دار ملازم نے یہ بیان دیا تھا کہ وہ اس چیک کو کیش کرانے بینک گیا تھا جہاں اتفاق سے قاسم

www.urdukorner.com

علی بھی اپنے کسی ساتھی کے ساتھ موجود تھا جس نے موقعے پر عین اس وقت چیک کو جھپٹ لیا جب اسے کاؤنٹر پر پیش کیا گیا تھا۔ اس ضمن میں متعلقہ بینک کے کاؤنٹر کلرک نے عدالت میں پیش ہو کر زرنجن لال کی طرف سے گواہی دی تھی اور قاسم علی کو شناخت بھی کر لیا تھا۔ بینک پر تعینات ڈیوٹی گارڈ کا بیان تھا کہ جس وقت وہ واردات پیش آئی اس وقت وہ باتھ روم گیا ہوا تھا اس لیے وہ قاسم علی کو بھاگتے ہوئے نہیں دیکھ سکا البتہ اس نے قاسم علی کو اندر آتے دیکھا ضرور تھا اور اسے عدالت کے سامنے شناخت بھی کیا تھا۔

عدالت کی کارروائی ہوتی رہی۔ ایک کے بعد دوسری تاریخ پڑتی رہی۔ میرے علاوہ خود سراج کا بھی ذاتی خیال یہی تھا کہ کیس کا فیصلہ زرنجن لال کے حق میں ہو گا لیکن اس کے ساتھ ہی ہمیں اس بات کی خوشی تھی کہ زرنجن لال کا نام اخباروں کے ذریعے خاصا اچھل چکا تھا۔ ایک روز پیشی کے بعد میں نے سراج سے ملاقات کر کے کہا۔

"مجھے کیس سے زیادہ قاسم علی کی فکر دامن گیر ہے۔ اگر زرنجن لال کیس جیت گیا تو قاسم علی ڈکیتی کے علاوہ جھوٹا مقدمہ قائم کرنے کے سلسلے میں اور زیادہ پھنس جائے گا۔"

"میں اس بات سے غافل نہیں ہوں۔" سراج نے کہا۔ "میں نے ہر طرح سے کیس کو مضبوط بنا کر پیش کیا تھا لیکن ــــــ"

"زرنجن لال کی دولت نے آپ کے کیس کو کمزور کر دیا۔" ندیم جو میرے ساتھ ہی تھا بڑی سنجیدگی سے بولا۔ "اس کے وکیلوں نے استغاثہ کی مضبوط کہانی کی دھجیاں اڑا دی ہیں اور اب قاسم علی کی زندگی کو بھی خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔"

"وہ کس طرح۔" سراج نے پوچھا۔

"آپ کا کیا خیال ہے؟ زرنجن لال کیا اپنی شہرت کو پہنچنے والے دھچکے کا انتقام نہیں لے گا۔" ندیم نے کہا۔ "اس کی جگہ میں ہوتا تو شاید میں بھی یہی کرتا اور اتنی خوبصورتی سے اپنے دشمن کو راستے سے ہٹاتا کہ پوسٹ مارٹم کی رپورٹ بھی دم گھٹنے یا اچانک پڑنے والے دل کے دورے کی کہانی سناتی۔ سائنس اب بہت ترقی کر گئی ہے مائی ڈیئر مسٹر سراج، جرائم کی دنیا کے طور طریقے بھی اب بڑے سائنٹفک ہو چکے ہیں۔"

"میں کیس کی نوعیت کو سمجھ رہا ہوں۔" سراج نے

ابلیس مصر

★---- الماس ایم-اے

اسلامی کہانیوں کا بہترین امتزاج

واضح رہے کہ اس مجموعہ کی تین کہانیوں کو نہ صرف قرآنِ حکیم سے اخذ کیا گیا ہے، بلکہ اِن کے بیشتر مکالمے بھی قرآنِ حکیم سے ماخوذ ہیں۔

قیمت: -/100 روپے

مکتبہ القریش اردو بازار لاہور 2

ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔ "حیرت تو اس بات پر ہے کہ میں نے جو گواہ قاسم علی کی طرف سے کھڑے کیے تھے وہ بھی عدالت کے سامنے منحرف ہو گئے۔"

"میں نے آپ سے کہا بھی تھا کہ انسان کو آہنی ہتھکڑیاں پہنا کر جکڑا جا سکتا ہے لیکن نادیدہ شیطانی قوتوں کے خلاف کوئی قانونی کارروائی نہیں کی جا سکتی۔" میں نے کرسی پر پہلو بدلتے ہوئے کہا۔ "مجھے زرنجن لال کی جیت یا ہار کی کوئی پروا نہیں ہے، میری دلچسپی قاسم علی کی ذات سے ہے۔ ہمیں اب صرف اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ قاسم علی کو سیٹھ پرشوتم والے ڈکیتی کیس سے کس طرح گلو خلاصی مل سکتی ہے۔"

"میں اپنی طرف سے ہر ممکن کوشش کروں گا کہ آپ کو مایوسی نہ ہو۔" سراج نے جواب دیا پھر بولا۔ "زرنجن لال نے اپنی گمشدگی کے سلسلے میں شہر سے باہر ہونے کا جو موقف پیش کیا ہے کہ اس کے گواہ بھی ایسے باعزت اور اعلیٰ عہدوں پر فائز افراد ہیں کہ عدالت بھی ان کو جھٹلانے سے گریز کر رہی ہے۔"

"محبت اور جنگ میں ہر حربے کا استعمال جائز ہوتا ہے۔" ندیم نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "اگر ایسا نہ ہوتا تو شاید کوئی بھی مقدمہ عدالت تک نہ جاتا۔ مجرم خود اپنے آپ کو سزا دے لیا کرتا۔"

www.urdukorner.com

سراج کے پاس سے اٹھنے کے بعد بہت دیر تک میری اور ندیم کی اسی موضوع پر گفتگو ہوتی رہی۔ سراج کو موردالزام نہیں ٹھہرایا جا سکتا تھا، اس نے میری خاطر ایک بڑا رسک لینے کی کوشش کی تھی، اسے اپنی کامیابی کا یقین تھا لیکن حالات جس انداز میں اپنا رخ تبدیل کر رہے تھے اس نے خود سراج کو بھی الجھن میں ڈال دیا تھا۔ پرشوتم بدستور مینٹل اسپتال میں زیر علاج تھا۔

میں نے قاسم علی کے سلسلے میں دو ایک بار کاکا کو یاد کیا لیکن اس کی جانب سے اشارہ نہیں ملا، شنکر بھی منظر عام سے ہٹ گیا تھا مگر میری اطلاع کے مطابق وہ روپ نگر میں اپنے جھونپڑے تک محدود ہو کر رہ گیا تھا مگر ان تمام باتوں کے باوجود میرا دل گواہی دے رہا تھا کہ اندر ہی اندر کوئی نہ کوئی کھچڑی ضرور پک رہی ہے۔ شنکر سے کسی شرافت کی توقع نہیں کی جا سکتی تھی۔ پنڈت جیسی دھر والے معاملے میں سفید ریش کمبل پوش بزرگ بھی خفا ہو گئے تھے لیکن ان کا دیا ہوا تحفہ انگوٹھی کی صورت میں بدستور میری انگلی میں موجود تھا مجھے اس بات پر حیرت تھی کہ آج تک وہ حیرک انگوٹھی میرے سوا کسی اور کو نظر نہیں آسکی تھی بزرگ کی ہدایت بھی یہی تھی کہ میں اس کے سلسلے میں اپنی زبان ہمیشہ بند رکھوں۔

مجھے زرنجن لال والے کیس سے کوئی دلچسپی نہیں رہ گئی تھی بلکہ مجھے اب اس غلطی کا احساس ہو رہا تھا کہ میں نے قاسم علی کو زرنجن لال کے خلاف بیان کے لیے کیوں آمادہ کیا تھا۔ پہلے وہ صرف ڈکیتی کے کیس میں ملوث تھا جس سے بچنے کے لیے بہت ذرائع استعمال کیے جا سکتے تھے لیکن زرنجن لال کے کیس جیت جانے کی صورت میں وہ ایک باعزت آدمی کے خلاف جھوٹا مقدمہ دائر کرنے کے عوض ایک نئے جرم میں ملوث ہو سکتا تھا، زرنجن لال اس پر ہتک عزت کا دعویٰ بھی دائر کر سکتا تھا اور یہ بھی ناممکن نہیں تھا کہ قاسم علی دلدل میں گلے تک پھنسنے کے بعد اپنی زبان سے سچ اگل دیتا۔ ایسی صورت میں میری اور سراج دونوں کی پوزیشن وقتی طور پر خراب ہو سکتی تھی۔

جس روز زرنجن لال والے کیس کا فیصلہ سنایا جانے والا تھا اس روز عدالت کا کمرا کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ میرے اور ندیم کے علاوہ زرنجن بھی اگلی نشستوں پر سینہ تانے بیٹھا تھا، سراج کچھ زیادہ ہی نروس نظر آ رہا تھا شاید اس لیے کہ اسے اس بات کا علم پہلے سے ہو چکا تھا کہ کیس کا فیصلہ کیا ہو گا۔ فاضل مجسٹریٹ اپنی کرسی پر بیٹھا سامنے رکھی ہوئی فائل کو دیکھ رہا تھا ہر فرد کی نظریں مجسٹریٹ کے چہرے پر مرکوز تھیں لیکن پھر اس سے پیشتر کہ مجسٹریٹ اپنا فیصلہ پڑھ کر سناتا عدالت میں شہر کا نامی گرامی بدمعاش اور ہسٹری شیٹر دھمن راج مونچھوں پر تاؤ دیتا اور سینہ تانے داخل ہوا پھر اس نے براہِ راست مجسٹریٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آج دھمن راج آپ کی سیوا میں اپنے پاپوں کا پراشچت کرنے کے کارن حاضر ہوا ہے۔"

"کیا کہنا چاہتے ہو۔" مجسٹریٹ نے دھمن راج کو ناپسندیدہ نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"قاسم علی نردوش ہے مہاراج۔" دھمن راج نے سنجیدگی سے کہا۔ "سیٹھ پرشوتم کے گھر میں نے ڈاکا مارا تھا۔ قاسم علی میرے مکان کے قریب رہتا ہے اس لیے میں نے لوٹ کا سامان اس کے مکان کے ایک کمرے میں رکھ دیا میرا ارادہ تھا کہ دو چار روز بعد معاملہ ٹھنڈا پڑ جائے گا تو وہ سامان وہاں سے ہٹا دوں گا لیکن کسی حرام کے تخم نے پولیس کو مخبری کر دی اور قاسم علی قانون کے چنگل میں پھنس گیا۔ جیون سب کو پیارا ہوتا ہے مجسٹریٹ صاحب اس لیے میں خاموش رہا لیکن آج مجھے خیال آیا کہ اگر میرے کرتوتوں کی سزا کسی اور کو سنائی گئی تو میرے من کو کبھی شانتی نہ ملے گی وہ لوگ اور پولیس کے کارندے جو میرا نام سن کر کانپتے ہیں وہ بھی دھمن راج کو نامرد کہہ کر پکاریں گے اسی کارن میں آپ کے سامنے پیش ہو گیا ہوں۔" دھمن راج نے بدستور نخوس آواز میں کہا۔ "قاسم علی ایک شریف اور ڈرپوک آدمی ہے، اسے میں نے ہی شری زرنجن لال جی کے خلاف بیان دینے کو کہا تھا۔ انکار کرنے کی صورت میں، میں نے اسے جان سے مار دینے کی دھمکی دی تھی قاسم علی کو بھی جیون پیارا تھا اس لیے وہ دھمن راج کا حکم ماننے سے انکار نہیں کر سکا۔" دھمن راج نے قاسم علی کی طرف دیکھ کر بدمعاشوں جیسے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ "اس بھلے مانس کو تو یہ بھی پتا نہیں کہ اس کے مکان اور ہر کمرے کی ایک ایک چابی میں نے بھی بنوا رکھی تھی یہ تو میرے حکم کے انوسار قربانی کا بکرا بننے کو تیار ہو گیا۔"

"دھمن راج۔" مجسٹریٹ کی باٹ دار آواز گونجی۔ "کیا تم جانتے ہو کہ کیا کہہ رہے ہو، تمہارا بیان تمہیں پھانسی کے تختے تک بھی لے جا سکتا ہے۔ تمہیں لمبی سزا بھی ہو سکتی ہے۔"

"پھانسی کا پھندا۔" دھمن راج نے بے پروائی سے مسکراتے ہوئے کہا۔ "دھمن راج کے لیے پھانسی کا پھندا

www.urdukorner.com

اس لٹکتے ہوئے پھندے سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا جو کسی وحشیا کے کوٹھے پر کسی نئے پنچھی پکھیرو کو پھانسنے کے کارن بڑے لاڈ سے اس کے گلے میں ڈالا جاتا ہے۔ رہی لمبی سزا تو دھن راج کو جیل خانوں کی ہوا ہمیشہ راس آئی ہے' اس چاردیواری کے اندر تو ایک عجیب سواد ہوتا ہے۔ وہاں کیول اپنا راج ہوتا ہے۔ کیا سمجھے۔"

"گرفتار کرواے۔" مجسٹریٹ نے حکم دیا تو عدالت میں موجود مسلح پولیس والوں نے اسے گرفتار کرلیا۔ دھن راج نے کوئی مزاحمت نہیں کی' عجیب نظروں سے قاسم علی کو دیکھ کر مسکراتا رہا۔

عدالت میں دھن راج کی اچانک آمد اور بساط کا خلاف توقع پلٹ جانا ہر شخص کے لیے تعجب خیز تھا' میں بھی اسی بارے میں غور کررہا تھا کہ اچانک میرے کانوں میں کالکا کی سرد آواز گونجی۔

"تمہارے اوپر کوئی دوش نہ آنے پائے اس کارن میں نے قاسم علی کو دودھ کی مکھی کی طرح کیس سے باہر نکال دیا اب میں جارہی ہوں پر تو جاتے جاتے ایک بار پھر تم کو مشورہ دے رہی ہوں کہ میرا کہا مان لو۔۔۔ کہیں دور چلے جاؤ ورنہ سارا جیون ہاتھ ملتے رہ جاؤ گے۔"

میں نے جواب میں کالکا سے کچھ کہنا چاہا لیکن اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ شاید وہ اپنا کام پورا کرکے واپس لوٹ گئی تھی۔۔۔ میں سنجیدگی سے کالکا کے مشورے پر غور کرنے لگا!

جس روز دھن راج نے عدالت کے روبرو اپنے جرم کا اقرار کیا اس کے تقریباً" دس روز بعد قاسم کو باعزت طور پر بری کردیا لیکن جس روز وہ بری ہوا اس کے دوسرے ہی روز وہ ایک حادثے کا شکار ہوگیا' اسے فوری طور پر اسپتال پہنچایا گیا اس کی حالت خاصی تشویش ناک تھی مجھے جس وقت اس حادثے کی اطلاع ملی اس وقت ندیم بھی میرے پاس موجود تھا چنانچہ حادثے کی خبر ملتے ہی ہم دونوں برق رفتاری سے اسپتال پہنچے جہاں قاسم علی بستر پر پڑا موت اور زیست کی کشمکش میں مبتلا تھا۔ اس کو خون دیا جارہا تھا' ڈاکٹر اس کی زندگی بچانے کی خاطر جان توڑ کوشش کررہے تھے ٹونی نے مجھے علیحدگی میں لے جاکر بتایا کہ حادثے کی وجہ سے قاسم علی کے پیروں کی ہڈیاں ٹوٹ چکی ہیں' ریڑھ کی ہڈی بھی بری طرح متاثر ہوئی ہے لیکن ڈاکٹروں کا مشورہ تھا کہ پہلے مریض کے دل کی کیفیت اور تنفس کو بحال کیا جائے اس کے بعد ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کو جوڑ کر اس کا پلاسٹر کیا جائے میں خود اپنی نظروں سے دیکھ چکا تھا کہ قاسم علی کو رک رک کر سانس آرہی تھی۔

"حادثہ کب اور کس طرح ہوا؟" میں نے ماسٹر ٹونی سے پوچھا۔

"قاسم علی سڑک عبور کرکے سائٹ پر آرہا تھا کہ ایک برق رفتار کار اس کو ٹکر مارتی ہوئی گزر گئی۔" ماسٹر ٹونی نے مجھے بتایا۔ "مزدوروں نے اس حادثے کو اپنی نظروں سے دیکھا ہے ان کا خیال ہے کہ جس کار سے حادثہ پیش آیا تھا یا تو اس کے بریک خراب تھے یا پھر اسے ڈرائیو کرنے والے نے اتنی پی رکھی ہوگی کہ اس کو سرے سے اس حادثے کا علم ہی نہ ہوسکا ہو اس لیے کہ حادثے کے بعد بھی کار کی رفتار میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔"

"کیا کسی نے گاڑی کے نمبر نوٹ کیے تھے۔" ندیم نے بڑی سنجیدگی سے پوچھا پھر جب ماسٹر ٹونی نے گاڑی کے نمبر بتائے تو وہ مجھ سے یہ کہہ کر چلا گیا کہ ایک ضروری فون کرکے واپس آتا ہوں۔

ماسٹر ٹونی سے حادثے کی روداد سننے کے بعد میں دوبارہ قاسم علی کے بستر کے قریب آگیا جہاں اس کے دل کی دھڑکن سے یہی محسوس ہورہا تھا کہ اسے سانس لینے میں خاصی دشواری ہورہی ہے وہ آنکھیں بند کیے بستر پر بے حس و حرکت پڑا تھا۔ ڈاکٹروں نے مجھے بتایا کہ اسے نیند کا انجکشن دے دیا گیا تھا تاکہ وہ درد کی اذیتناک شدت سے نجات حاصل کرسکے۔ ان کا خیال تھا کہ قاسم علی کو دوبارہ ہوش آنے میں چار پانچ گھنٹے لگیں گے۔

قاسم علی کے زخموں سے ابھی تک خون رس رس کر جسم پر بندھی پٹیوں کو سرخ کررہا تھا۔ مجھے اپنے عملے کے ہر فرد سے محبت تھی' میرے لیے ان کی زندگیاں کسی مشین کے ایسے پرزے سے کم اہم نہیں تھیں جس کے متاثر ہوجانے سے مشین ٹھپ ہوسکتی تھی میری کامیابی میں میرے عملے کا بہت ہاتھ شامل تھا' ان کی زندگیاں میرے لیے بہت قیمتی تھیں چنانچہ میں نے پاس کھڑے ڈاکٹر سے پوچھا۔

www.urdukorner.com

"آپ کا کیا خیال ہے مریض کے بارے میں۔"

"ابھی کوئی بات پورے یقین سے نہیں کہی جاسکتی۔" ڈاکٹر قاسم علی کی نبض سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے سرگوشی کی۔ "چوبیس گھنٹے گزر جانے کے بعد ہی کوئی حتمی نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے لیکن ایک بات طے ہے۔ مریض کو اپنے قدموں پر کھڑے ہونے میں خاصی مدت درکار ہوگی۔"

"مجھے اس کی کوئی پروا نہیں ہے۔" میں نے جذباتی لہجے میں کہا "مجھے صرف اپنے ورکر کی زندگی عزیز ہے۔"

"ایک بات اور بھی ممکن ہے۔"

"وہ کیا۔۔۔" میں نے تیزی سے سوال کیا۔

"ہوسکتا ہے کہ تندرست ہونے کے بعد مریض کے جسم کا کچھ حصہ مفلوج ہوجائے۔"

"آپ اس کی بھی فکر نہ کریں۔" میں نے کہا۔ "اپنے آدمی کی زندگی بچانے کی خاطر میں بڑی سے بڑی قیمت بھی ادا کرسکتا ہوں۔"

"ہمارا کام کوشش کرنا ہے۔۔۔ زندگی بچانا خدا کے اختیار میں ہے۔" ڈاکٹر نے جواب دیا پھر ڈیوٹی نرس کو کچھ ضروری ہدایتیں دینے کے بعد چلا گیا۔ کمرے میں اس وقت میرے' ماسٹر ٹونی اور ڈیوٹی نرس کے علاوہ کوئی نہیں تھا' میری اور ٹونی کی نظریں بدستور قاسم علی کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں جس پر موت اور زندگی کے ملے جلے سائے کپکپارہے تھے میں کوئی ڈاکٹر نہیں ہوں لیکن میں محسوس کررہا تھا کہ اس کی سانسیں آہستہ آہستہ اکھڑتی جارہی ہیں' چہرے کی رنگت بھی زرد پڑ رہی تھی۔ میرے ذہن میں قسم قسم کے سوال اور وسوسے ابھر رہے تھے قاسم علی کو پیش آنے والا حادثہ محض ایک اتفاق بھی ہوسکتا تھا۔ ڈرائیور کا گاڑی نہ روکنا بھی کچھ زیادہ تعجب خیز بات نہیں تھی۔ پولیس کے چکروں اور رگڑوں سے بچنے کی خاطر اکثر شرفا یوں بھی حادثہ ہوجانے کی صورت میں زخمی کی جان بچانے کے بجائے موقع واردات سے فرار ہوجانے میں ہی عافیت سمجھتے ہیں اس کے علاوہ یہ بھی ہوسکتا تھا کہ قاسم علی کو پیش آنے والا حادثہ کسی انتقامی کارروائی کا نتیجہ ہو سراج نے اس سے جو بیان نرنجن لال کے خلاف دلوایا تھا اس سے نرنجن لال کی ساکھ کو خاصا دھچکا پہنچا تھا ممکن ہے اسے نرنجن لال کی ایما پر موت سے ہمکنار کرنے کی کوشش کی گئی ہو۔ انتقام کی آگ اور جذبات کی شدت انسان کو جنونی بنا دیتی ہے ایسی حالت میں وہ اچھے یا برے کی تمیز نہیں کرپاتا۔۔۔ قاسم علی کی موت نرنجن لال کو پہنچنے والے نقصان کا ازالہ نہیں کرسکتی تھی البتہ اس کے انتقام کی آگ کو ضرور سرد کرسکتی تھی۔ میں ابھی اس حادثے کے بارے میں مختلف پہلوؤں پر غور کررہا تھا کہ ندیم کمرے میں داخل ہوا' اس کے چہرے پر نظر آنے والی غصے اور الجھن کی ملی جلی علامتیں اس بات کی غمازی کررہی تھیں کہ اس کے پاس قاسم علی کو پیش آنے والے حادثے سے متعلق کوئی اہم خبر موجود ہے۔ میرے قریب آکر اس نے ایک نظر قاسم علی پر ڈالی پھر دبی زبان میں بولا۔

"جس کار سے حادثہ پیش آیا ہے یا تو اس کے نمبر غلط بتائے گئے ہیں یا پھر جان بوجھ کر غلط نمبر پلیٹ استعمال کی گئی ہے۔" ندیم نے اپنا نچلا ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ "میں نے فون پر اس نمبر سے متعلق تفصیل معلوم کرلی ہے میرا خیال ہے کہ قاسم علی کو جان بوجھ کر مارنے کی کوشش کی گئی ہے اور۔۔۔"

"اور کیا۔۔۔" میں نے ندیم کے اچانک خاموش ہوجانے کو محسوس کرتے ہوئے پوچھا۔

"اب ہمیں اینٹ کا جواب پتھر سے دینا ہوگا۔" ندیم نے بڑے سفاک لہجے میں جواب دیا۔ "تم یہ کام میرے اوپر چھوڑ دو' میں جانتا ہوں کہ کمینے اور عیار دشمن سے کس طرح نمٹا جاتا ہے۔"

"لیکن اس طرح تو مفت میں بے گناہوں کا خون۔۔۔"

"قاسم علی تمہاری نگاہوں کے سامنے موت اور زندگی کی کشمکش سے دوچار ہے۔" ندیم نے میرا جملہ کاٹتے ہوئے کہا۔ "کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ اس کا قصور کیا ہے؟ کیا تم اس بات سے انکار کرسکو گے کہ اس غریب کو طاغوتی قوتوں نے یا پھر تمہارے ڈی ایس پی سراج صاحب نے اپنا اپنا مقصد پورا کرنے کے لیے استعمال کیا ہے؟" ندیم کے لہجے میں درندگی آگئی۔ "کیا تم قاسم علی کے جسم سے بہنے والے خون یا اس کی زندگی کی قیمت کا کوئی تعین کرسکتے ہو؟ نہیں میرے دوست قاسم علی کا خون رائگاں نہیں جائے گا۔"

ندیم جو کچھ کہہ رہا تھا وہ اپنی جگہ درست تھا' کیسینو کے کاروبار سے وابستہ ہونے کے باوجود ابھی اس کے اندر کا انسان زندہ تھا' قاسم علی کو پیش آنے والے حادثے کا اس نے بہت زیادہ اثر لیا تھا مگر میں یہ نہیں چاہتا تھا کہ قاسم علی کا حادثہ موت کے شیطانی رقص یا خون کی ہولی کا رنگ اختیار کرلے میں ابھی ندیم کو سمجھانے کا ارادہ کرہی رہا تھا کہ اچانک قاسم علی نے آنکھیں کھول دیں اس کے ہونٹوں کو جنبش ہوئی پھر اس کی کمزور اور نحیف آواز میرے کانوں سے ٹکرائی وہ اٹک اٹک کر مجھ سے کہہ رہا تھا۔

"سیٹھ۔۔۔ میرا وقت۔۔۔ پورا۔۔۔ ہوچکا ہے۔۔۔ لل۔۔۔ لیکن۔۔۔ مرنے سے۔۔۔ پہلے میں آپ سے۔۔۔ ایک وعدہ۔۔۔ لینا چاہتا ہوں۔"

مجھے قاسم علی کے ہوش میں آنے پر حیرت ہوئی کچھ دیر پیشتر ڈاکٹر بڑے وثوق سے کہا تھا کہ اسے جو نیند کا انجکشن

www.urdukorner.com

دبا گیا تھا اس کا اثر چار پانچ گھنٹے تک برقرار رہے گا لیکن میں نے اپنی حیرت کو چھپاتے ہوئے قاسم علی کے اوپر جھک کر اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بڑی اپنائیت سے کہا۔

"کہو قاسم علی۔۔۔ میں سن رہا ہوں۔"

"بس۔۔۔ یہ۔۔۔ میری۔۔۔ آخری خواہش۔۔۔ ہے کہ آپ۔۔۔ نرنجن لال سے۔۔۔ دوستی کر لیں ورنہ۔۔۔"

"ورنہ کیا۔۔۔" میں نے قاسم علی کی بات پر چونکتے ہوئے وضاحت چاہی لیکن شاید اس کی سانسیں پوری ہو چکی تھیں' اس کے ہونٹ آخری بار کپکپائے وہ جواب میں کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن اچانک اس کے منہ سے خون ابلا اور پھر دوسرے ہی لمحے اس کی گردن ایک سمت ڈھلک گئی اس کی آنکھیں اپنے حلقوں میں پتھرا جانے کے باوجود میرے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔ نرس ڈاکٹر کو بلانے کی خاطر تیزی سے باہر کی جانب لپکی میں نے ہاتھ بڑھا کر قاسم علی کی آنکھوں کو بند کیا تو ماسٹر ٹلی اس کی لاش سے لپٹ گیا تھا اور بچوں کی طرح دھاڑیں مار مار کر رونے لگا۔ ندیم بڑی شدت سے اپنا نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبائے ہوئے تھا شاید اس طرح وہ اپنے جذبات اور غصے پر قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا۔

دو گھنٹے بعد جب ہم قاسم علی کی لاش کو پوسٹ مارٹم کے لیے روانہ کرنے کے بعد گھر واپس جا رہے تھے اس وقت بھی ندیم کسی گہری سوچ میں غرق تھا اس کے چہرے کے تاثرات اس بات کی ترجمانی کر رہے تھے کہ وہ اپنے اندر اٹھنے والے طوفان کی شدتوں پر قابو پانے کی ناکام کوششوں میں مصروف ہے۔ میں نے اس کی نگاہوں میں بھڑکتے شعلوں کو ہوا نہیں دی۔ خاموشی سے ڈرائیونگ کرتا رہا۔ حالات کے پیش نظر اب مجھے بھی اس بات کا یقین آ چکا تھا کہ قاسم علی کی موت محض ایک اتفاقیہ حادثہ نہیں تھی وہ طبعی موت نہیں مرا تھا' اسے مارا گیا تھا' اس کی موت کی پشت پر بھی طاغوتی قوتوں اور نرنجن لال کا ہاتھ تھا۔

میرے اپنے ذہن میں بھی گرم آندھی کے تیز جھکڑ چل رہے تھے لیکن میں نے اس کا اظہار نہیں ہونے دیا' مجھے اس بات کا علم تھا کہ ندیم موت اور زندگی کی جنگ کے سلسلے میں کچھ زیادہ ہی انتہا پسند واقع ہوا تھا میرے دل کا حال جان لینے کے بعد زیادہ خطرناک ہو سکتا تھا۔ وہ مجھے پہلے بھی عزیز تھا' وسیم سے شادی ہو جانے کے بعد کچھ اور عزیز ہو گیا تھا' میں نہیں چاہتا تھا کہ وہ شیطانی قوتوں کے سامنے سینہ سپر ہو جائے' اس کی زندگی مجھے اپنی زندگی سے زیادہ پیاری تھی۔

میں قاسم علی کی موت کو آسانی سے فراموش بھی نہیں کر سکتا تھا شاید وہ میری ہی وجہ سے منظر عام پر آ کر حالات کا شکار ہوا تھا اس کے آخری جملے میری کانوں میں بازگشت بن کر گونج رہے تھے۔ اس نے مرنے سے پیشتر مجھ سے عجیب بے بسی کی حالت میں اپنی آخری خواہش کا اظہار کیا تھا اس نے مجھ سے کہا تھا کہ میں نرنجن لال سے دوستی کر لوں ورنہ۔۔۔ اس کے آگے وہ جملہ مکمل نہیں کر سکا تھا لیکن میرا دل گواہی دے رہا تھا کہ وہ جملہ اس کے اپنے دل کی آواز نہیں تھا۔ پھر۔۔۔ اس آخری خواہش کے اظہار پر اسے کس نے مجبور کیا تھا؟

میرے ہاتھ اسٹیرنگ پر تھے ذہن کہیں اور تھا لیکن پھر اچانک ایک ویران سڑک پر موڑ کاٹتے ہی مجھے فل بریک لگا کر گاڑی کو روک دینا پڑا۔۔۔ میری آنکھیں مجھے دھوکا نہیں دے رہی تھیں۔ وہ سو فیصد شنکر ہی تھا جو اپنی تمام ترخباثتوں کے ساتھ سنسان سڑک کے بیچوں بیچ سینہ تانے کھڑا تھا۔ ہمارا درمیانی فاصلہ بمشکل تیس فٹ رہا ہو گا۔ میں نے ندیم کو بڑی پھرتی سے جیب سے مشینی پسٹل نکالتے دیکھا' وہ دروازہ کھول کر نیچے اترنا چاہ رہا تھا لیکن میں نے اس کا ہاتھ پوری قوت سے تھام لیا مجھے ڈر تھا کہ وہ شنکر کی ناپاک قوتوں کے مقابلے میں زیادہ دیر نہیں ٹک سکے گا پھر اس سے پیشتر کہ میں ندیم سے کچھ کہتا میری آنکھوں نے ایک عجیب منظر دیکھا شنکر اور ہماری گاڑی کے درمیان اچانک سیاہ رنگ کا ایک سانپ نمودار ہوا جو کنڈلی مارے فضا میں اپنے پھن لہرا رہا تھا۔

"کالکا۔" میرے ذہن میں چھناکا سا ہوا۔۔۔ وہ پہلا اتفاق تھا جب میں نے کالکا اور شنکر کو دوبدو دیکھا تھا' میں بڑی سنجیدگی سے اس بات پر غور کر رہا تھا کہ اگر ان دو شیطانی قوتوں کے درمیان ٹکراؤ ہو گیا تو جیت کس کی ہو گی۔۔۔؟

www.urdukorner.com

اس کے بعد

کا مطالعہ کریں

حسن بن صباح

★ شہنشاہ حشیش اور ابلیس وقت

جو چھتیس (36) سال تک قلعہ الموت میں ایک نظر فریب جنت ارضی بنا کر بیٹھا رہا اور مسلمانوں کے بڑے بڑے جید علماء کرام اور محدثین، مفسرین، مفکرین اور ارکان سلطنت کے خون سے ہولی کھیلتا رہا۔۔۔۔ مسلمان والیانِ ریاست اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔۔۔۔۔۔

اسی ساحر اور مرتد کی رنگین اور خوفناک داستان

الماس ایم۔اے کے سحر انگیز قلم سے۔۔۔۔۔

ناشر: مکتبہ القریش اُردو بازار۔ لاہور 2

قیمت -/125 روپے

www.urdukorner.com

www.urdukorner.com